Atlantis Publications
سانپ سازش
محمود، فاروق، فرزانہ اور انسپکٹر جمشید سیریز
اشتیاق احمد
www.bookspk.net

Atlantis Publications

تفریح بھی، تربیت بھی

اٹلانٹس پبلیکیشنز صحت مند، اصلاحی اور دلچسپ کہانیوں اور ناولوں کی کم قیمت اشاعت کے ذریعے ہر عمر کے لوگوں میں مطالعے اور کتب بینی کے فروغ کیلئے کوشاں ہے۔

ناول	سانپ سازش
نمبر	انسپکٹر جمشید سیریز 793
پبلشر	فاروق احمد
قیمت	240 روپے

ISBN 978-969-601-104-0

جملہ حقوق محفوظ ہیں

اٹلانٹس پبلیکیشنز کی پیشگی تحریری اجازت کے بغیر اس کتاب کے کسی حصے کی نقل، کسی قسم کی ذخیرہ کاری جہاں سے اسے دوبارہ حاصل کیا جاسکتا ہو یا کسی بھی شکل میں اور کسی بھی ذریعے سے ترسیل نہیں کی جاسکتی۔ یہ کتاب اس شرط کے تحت فروخت کی گئی ہے کہ اس کو بغیر ناشر کی پیشگی اجازت کے، بطورِ تجارت یا بصورت دیگر مستعار دوبارہ فروخت نہیں کیا جائے گا۔

ناول حاصل کرنے اور ہر قسم کی خط و کتابت اور رابطے کیلئے مندرجہ ذیل پتے پر رابطہ کریں۔

اٹلانٹس پبلیکشنز
A-36 ایسٹرن اسٹوڈیو B-16 سائٹ، کراچی۔
0300-2472238, 32578273, 34268800
ای میل: atlantis@cyber.net.pk
www.inspectorjamshedseries.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

محمود، فاروق، فرزانہ اور انسپکٹر جمشید سیریز

سانپ سازش

اشتیاق احمد

اٹلانٹس پبلیکیشنز

www.bookspk.net

ایک حدیث

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے
روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم
نے ارشاد فرمایا، جو شخص کسی بیمار کی بیمار پرسی کرے
، یا صرف اللہ کے لیے اپنے بھائی کی زیارت
کرے تو ایک پکارنے والا بہ آواز بلند کہتا ہے
کہ تجھے مبارک ہو اور تیرا چلنا خوش گوار ہو
، تجھے جنت میں ٹھکانا نصیب ہو۔
(ترمذی)

ناول پڑھنے سے پہلے یہ دیکھ لیں کہ:

☆ یہ وقت عبادت کا تو نہیں۔
☆ آپ کو اسکول کا کوئی کام تو نہیں کرنا۔
☆ آپ نے کسی کو وقت تو دے نہیں رکھا۔
☆ آپ کے ذمے گھر والوں نے کوئی کام تو نہیں لگا رکھا۔

اگر ان باتوں میں سے کوئی ایک بات بھی ہو تو ناول الماری میں رکھ دیں، پہلے عبادت اور دوسرے کاموں سے فارغ ہولیں، پھر ناول پڑھیں۔

اشتیاق احمد

اس ماہ کا ناول

سَانپ سَازِش

آئندہ ماہ کا ناول

قاتل کا شکار

گذشتہ اشاعت کا ناول

جُرم کی لڑی

اٹلانٹس پبلکیشنز

A-36 ایسٹرن اسٹوڈیوز کمپاؤنڈ، B-16 سائٹ، کراچی
0300-2472238, 32578273, 34268800
e-mail: atlantis@cyber.net.pk
www.inspector-jamshed-series.com

www.bookspk.net

اشتیاق احمد کے سنسنی خیز، ہنگامہ آرا، مزاح اور جاسوسی سے بھرپور ناول

پیکٹ کا راز	110/-	خون کے سوداگر	110/-	خونی پہاڑیاں	110/-	چائے کا کپ	110/-
بے آواز دھماکے	110/-	قاتل قصبہ (پنسل کا مجمہ)	110/-	گھریلو نقاب پوش	110/-	کار کی تلاش	110/-
پراسرار پٹاخے	110/-	زہریلا کمرہ	110/-	لنگڑی سازش	110/-	ہیرا دیوی	110/-
ڈاکو کا وار	110/-	کیمرے کا راز	110/-	خونی دھواں	110/-	انوکھی چال	110/-
جنگل میں کارنامہ	110/-	خونی جیل	110/-	پراسرار مہم	110/-	چال کا جواب	110/-
پارسل میں بم	110/-	تیسرا آدمی	110/-	خونی کیمپ	110/-	نیلاب پل	110/-
جیل سے فرار	110/-	سفید خون	110/-	نیلا عذاب	110/-	آخری تصویر	110/-
تجوری کی چوری	110/-	چوٹ پر چوٹ	110/-	دروازہ کھلا ہے	110/-	زخمی	110/-
بے تاج بادشاہ	110/-	مصنوعی قتل	110/-	رات کا مہمان	110/-	ستاروں کا کھیل	110/-
عمارت میں بم	110/-	توپ کی چوری	110/-	اجنبی کی آمد	110/-	سیاہ فام	110/-
گولیوں کی وبا	110/-	خفیہ تحریر	110/-	سلاٹر	110/-	کھردری آواز	110/-
پنسل کے شکار	110/-	نقاب کے پیچھے	110/-	دوسری عدالت	110/-	انشارجہ کا جاسوس	110/-
حویلی کا خط	110/-	خونی محل	110/-	انجانا خطرہ	110/-	موت کی مشین	110/-
بلی کا خوف	110/-	آخری پیکٹ	110/-	کتے کی موت	110/-	منصوبے کا قاتل	110/-
کمرہ نمبر 420	110/-	فائل S-13	110/-	خونی تحریر	110/-	بہت بڑی بلا	110/-
خون کی تحریر	110/-	لفافے کا راز	110/-	دوسرا کیمرہ	110/-	او چھاوار	110/-
ہنگامے کی موت	110/-	گھناؤنا کیمپ	110/-	جوناٹ	110/-	پستول والا	110/-
بینک کے ڈاکو	110/-	سوٹ کیس کا سفر	110/-	جوناٹ کی واپسی	110/-	غریب ہیرے	110/-
ہاتھ کی تلاش	110/-	دوھری چال	110/-	راٹور کی آمد	110/-	بھیانک روپ	110/-
کالا شہر	110/-	خوفناک مکان	110/-	مخلص قاتل	110/-	بدنصیب ہوٹل	110/-
شوملا کی لاش	110/-	مجرم کا خوف	110/-	قلمی مہمان	110/-		
کان کا راز	110/-	کالا طوفان	110/-	خطوط کا فریب	110/-	خاموش ہتھیار	110/-
فرضی قتل	110/-	اندھی قید	110/-	گمنام ہمدرد	110/-	اندھا ظلم	110/-
خوفناک کتا	110/-	مشینی مخلوق	110/-	سازش کا شکار	110/-	فائل کا دھماکہ	110/-
خونی ایجاد	110/-	زلزلے کا فرار	110/-	بوڑھا چہرہ	110/-	بلیک گولڈ	110/-
سائے کی موت	110/-	خوفزدہ آدمی	110/-	حویلی کا اسرار	110/-	ہمشکل سازش	110/-
کالی آنکھ	110/-	نقلی چہرہ	110/-	ہیٹ والا	110/-	آپریشن الورا	110/-
بھیانک سازش	110/-	جنگل کا قانون	110/-	نوٹ بک	110/-	مجرم منصوبہ	110/-
پستول کا اغواء	110/-	ہولناک لمحے	110/-	وادی مرجان	110/-	دائرے میں خوف	110/-
باورچی خانے میں لاش	110/-	آخری خواہش	110/-	ریچھ نما آدمی	110/-	چالباز	110/-

ہیرو کا دشمن	110/-	روبوٹ کی لاش	390/-
اندھیرے کے سوداگر	110/-	سازش کا تیر	240/-
پرانے شکاری نیا جال	110/-	ریاست کا مجرم	240/-
قتل کی پیشکش	110/-	نقلی گھرانہ	240/-
خوف کا سایہ	110/-	بادلوں کے اس پار	960/-
زہریلا ٹکراؤ	110/-	مردے کی چوری	240/-
نیلا خون	110/-	سہران کا بھوت	240/-
مجرم کا چہرہ	110/-	لاش کا قتل	280/-
تعاقب کا ہنگامہ	110/-	آواز کا جادوگر	240/-
حکم کا شکنجہ	110/-	مجرم کھلاڑی	240/-
خوفناک چال	110/-	سانپ سازش	240/-
فاروق کی روح	110/-	قاتل کا شکار	240/-
دوسرا مجرم	110/-		
پتھر پر تحریر	110/-		
سیاہ گلاب کا وار	110/-		

میری کہانی 980/-
اشتیاق احمد کی مفصل آپ بیتی

Packet Ka Raaz (رومن لپی میں) 110/-

نئے خاص نمبر

چن گام کا جرم	300/-
ایک ارب ڈالر کا منصوبہ	300/-
زاران کی زنجیر	300/-
لی شن پان	300/-
خوف کا سمندر	400/-
پروفیسر ولاسکی	300/-
شتر مرغ کا اغواء	300/-
سازشی دیوتا	300/-
انجانی طاقت	300/-
واردات کا اسرار	300/-
پہاڑ کا سمندر	450/-
چاند کی لاش	300/-
جیرال نمبر تین	300/-
بے تکی وارداتیں	300/-
ٹریو شکار	300/-

چار ناول ایک جلد میں

جاسوس ہو تو ایسا • چوتھا ٹکڑا • ہیروں کا بکس • چوکور نیلا ستارہ	400/-
خونی پروگرام • انوکھا شکار • دشمن شہر • شہر کے قیدی	400/-
زرد لفافہ • پرہول سازش • نامعلوم دشمن • قصبے کی روح	400/-
خون آلود خنجر • رے راٹا • روبال • خودکشی کی دعوت	400/-
پرانا ہوا • خول در خول • آخری ڈاکا • سوزانی درندہ	400/-
کوٹھی کا معمہ • خونی دعوت • شیشے کی گیند • فرضی زمین	400/-
بھورانی کا مجرم • غار کا گیت • اونچی مہم • بکاؤ مجرم	400/-

شاہکار خاص نمبر

ملاشا کا زلزلہ	500.00
سرخ تیر	500.00
اغواء کی موت	400.00

اسلامی

صحابہ کے حیرت انگیز واقعات	75.00
صحابہ کے شاہکار واقعات	75.00
قیامت کب آئے گی	75.00

گھر پر منگوانے کیلئے فون کریں
کراچی فون نمبر: 021-34268800
موبائل نمبر: 03002472238
ہمارا ای میل: atlantis@cyber.net.pk
Visit us on facebook
http:\\www.facebook.com/InspectorJamshed

اشتیاق احمد کے تمام ناول ہمارے ان ڈیلرز سے بھی حاصل کیے جا سکتے ہیں۔

کراچی
زوہیب بکسٹال، حسن اسکوائر، گلشن اقبال 0300-2654395
ورائٹی بک اسٹال، دھوراجی کالونی 021-34940858
مکتبہ عمران ڈائجسٹ، اردو بازار 021-32216361
گلستان نیوز ایجنسی، اخبار مارکیٹ 021-32762442

راولپنڈی
اشرف بک ایجنسی 0333-5205014

فیصل آباد
میاں عبدالحق 0322-6205446

لاہور
مکتبہ نقوش اسلامی، اردو بازار 0321-4538727

پشاور
زرباغ نیوز ایجنسی 0300-5930230, 091-2213525

بہاولپور
قاسمی نیوز ایجنسی 0301-6367755, 062-2731947

اٹلانٹس پبلیکیشنز
A-69, Eastern Studios,
B-16, S.I.T.E, Karachi.

www.bookspk.net

نئے قارئین کیلئے انسپکٹر جمشید سیریز کا تعارف

انسپکٹر جمشید محکمہ سراغرسانی کے سب سے مشہور سراغرساں ہیں .....انہیں جو کیس بھی دیا جاتا ہے وہ اسے حل کر کے چھوڑتے ہیں آج تک کوئی ایسا کیس نہیں ہے جو انہیں ملا ہو اور ان سے حل نہ ہوسکا ہو..... وہ مجرم کو عجیب وغریب طریقوں سے پکڑتے ہیں ..... اس طرح کہ مجرم کو وہم وگمان بھی نہیں ہوتا کہ انسپکٹر جمشید کا گھیرا اس کے گرد تنگ ہوتا جارہا ہے ..... اسے توعین اس وقت پتا چلتا ہے جب وہ اسکے خلاف تمام ثبوت حاصل کرنے کے بعد اس پر ہاتھ ڈال دیتے ہیں .....

محکمہ سراغرسانی کے تمام آفیسر تو ان کا لوہا مانتے ہی ہیں ..... پولیس کے تمام شعبوں میں بھی ان کی دھاک بیٹھی ہوئی ہے .... اپنی ذاتی زندگی کے لحاظ سے وہ حد درجے ایمان دار ہیں ..... رشوت سے کوسوں دور بھاگتے ہیں .....غریبوں کے بہت ہمدرد ہیں..... قانونی معاملات میں بہت سخت ہیں ..... جب کسی کے خلاف کوئی جرم ثابت ہو جاتا ہے تو پھر اس کے ساتھ نرمی

نہیں کرتے .....بڑی سے بڑی سفارش کی بھی پروانہیں کرتے ..... جب کسی بات پراڑ جاتے تو پھر اس سے پیچھے نہیں ہٹتے.....

ان کے تین بچے ہیں سب سے بڑے کا نام محمود احمد ہے ..... جو ہائی اسکول میں پڑھ رہا ہے .... یہ بے حد ذہین اور پھرتیلا ہے ، مشکل اوقات میں بالکل نہیں گھبراتا ، کوئی مصیبت آپڑے تو ڈٹ جاتا ہے، اکثر اوقات اپنے والد کی مدد کرتا رہتا ہے .....

ان کے دوسرے بیٹے کا نام فاروق احمد ہے ..... فاروق بہت چلبلا اور کھلنڈرا ہے ..... اس پر شرارت کا بھوت ہر وقت سوار رہتا ہے..... بات بات پر لطیفے چھوڑنا، ہر وقت دوسروں کو ہنسنے اور مسکرانے پر مجبور کردینا اس کی خاص عادت ہے ..... خود بھی مسکراتا رہتا ہے..... طبعیت میں شوخی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے یہ بھی مشکل اوقات میں کبھی نہیں گھبراتا..... درختوں پر چڑھنا اس کا محبوب مشغلہ ہے .....

فرزانہ فاروق سے ایک سال چھوٹی ہے ، ذہین ، بلا کی ترکیبیں سوچنے میں ماہر ، انسپکٹر جمشید کو مصیبت میں دیکھ کر حد درجے فکر مند ہوجاتی ہے..... باپ کی صحبت میں رہ کر انہیں بھی جاسوسی کاموں سے ایک خاص قسم کا لگاؤ پیدا ہوگیا ہے ..... جونہی انہیں کوئی کیس حل کرنے کے لئے ملتا ہے، وہ بھی اس میں دلچسپی لینے لگتے ہیں..... اس کی ایک ایک تفصیل ذہن نشین کرلیتے ہیں اور یہ کوشش کرتے ہیں کسی طرح وہ اپنے والد کی مدد کے بغیر ہی اس معاملے کی تہ تک پہنچ جائیں ..... بلکہ تینوں آپس میں بھی ایک دوسرے سے آگے نکل جانے کی کوشش کرتے ہیں۔ فاروق البتہ بظاہر ایسے کاموں سے جی چراتا ہے.....لیکن جب کیس میں دلچسپی لیتا ہے تو پھر ہاتھ

www.bookspk.net

دھو کر اس کے پیچھے پڑ جاتا ہے۔

ان کی والدہ بیگم جمشید جاسوسی بکھیڑوں اور جھنجھٹوں سے بالکل آزاد ہیں ، انہیں ان کاموں سے اُلجھن ہوتی ہے .....لہٰذا وہ کیس کے بارے میں کوئی تفصیل جاننے کی کوشش نہیں کرتیں..... ہاں اتفاق سے کسی معاملے میں اُلجھ جائیں تو پھر حالات کے سامنے ڈٹ جاتیں ہیں۔

محمود، فاروق، فرزانہ اور انسپکٹر جمشید کے سنسنی خیز جاسوسی اور سراغرسانی کے کارناموں پر مشتمل ناولوں کا یہ سلسلہ بچوں اور بڑوں میں دیوانگی کی حد تک مقبول ہے۔ انٹیلی جنس بیورو یعنی محکمہ سراغرسانی کے لائق ترین آفیسر انسپکٹر جمشید اور ان کے تین بچوں محمود، فاروق اور فرزانہ کے ایڈونچرز کے اس دلچسپ سلسلے کے اب تک آٹھ سو ناول شائع ہو چکے ہیں اور ہر ماہ اس میں ایک نئے ناول کا اضافہ ہوتا ہے۔ ایک سلسلے کے ہونے کے باوجود اس سیریز کا ہر ناول اپنی جگہ ایک مکمل ناول ہے۔ ہر ناول ایک نئی کہانی لئے ہوتا ہے اور وہ کہانی ایک ہی ناول میں انجام پذیر ہوجاتی ہے۔ لہذا آپ کوئی بھی ناول اٹھا کر پڑھنا شروع کر سکتے ہیں اس خدشے کے بغیر کہ یہ کسی کا کوئی درمیانی حصہ ہے۔ ہر ناول ایک علیحدہ اور مکمل کہانی ہے۔

انسپکٹر جمشید سیریز کے تمام ناول ہر لحاظ سے صاف ستھرے اور ہماری معاشرتی روایات کے تقاضوں سے ہم آہنگ ہیں۔ انسپکٹر جمشید کا گھرانہ ہمارے اور آپ کے گھروں کی طرح ایک سیدھا سادا گھرانہ ہے ۔تینوں بچے اسکولوں میں پڑھتے ہیں۔انسپکٹر جمشید جب اپنے آفس سے شام پانچ بجے گھر پہنچتے ہیں تو شکیلہ بیگم یعنی بیگم جمشید چائے کی ٹرے کے ساتھ ان کی منتظر ہوتی ہیں۔ فرزانہ گھریلو کاموں میں ان کا ہاتھ بٹاتی ہے لیکن مہم جوئی اور

سراغرسانی کے کارناموں میں اپنے دونوں بھائیوں کے ہم پلہ ہوتی ہے۔

انسپکٹر جمشید عام طور پر اپنے ذہین بچوں سے ہر نئے کیس کا نہ صرف ذکر کرتے ہیں بلکہ ان کی رائے بھی بغور سنتے ہیں اور اکثر ان کو عملی طور پر اپنی مہمات میں شامل کر لیتے ہیں۔ یہ اور بات ہے کہ جہاں وہ شامل نہ بھی کریں وہاں یہ ٹوہ لگا کر خود ہی شامل ہوجاتے ہیں۔ یہی نہیں بلکہ کئی مرتبہ وہ مشکوک لوگوں اور جرائم کو بھانپ کر پہلے اپنے طور پر کسی معاملے میں کود پڑتے ہیں اور بعد میں اپنے والد کی مدد حاصل کرتے ہیں۔ دفتر میں انسپکٹر جمشید کا اسسٹنٹ سب انسپکٹر اکرام مجرموں کے بارے میں معلومات کا چلتا پھرتا انسائیکلو پیڈیا ہے۔ کیس سے متعلق درکار معلومات انسپکٹر جمشید کو فراہم کرنا اس کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔ انسپکٹر جمشید کا اپنی جان سے زیادہ خیال رکھتا ہے۔ محکمے میں چند افسران ایسے بھی ہیں جو انسپکٹر جمشید کی بے پناہ صلاحیت اور ان کی کامیابیوں کی شہرت سے جلتے ہیں ان میں انسپکٹر فاضل سر فہرست ہے جو ہمیشہ افسران بالا کے کان ان کے خلاف بھرتا رہتا ہے۔ یہ اور بات ہے کہ اپنی سازشوں میں کبھی کامیاب نہیں ہو پاتا۔

انسپکٹر جمشید کے اعلیٰ افسران آئی جی صاحب اور ڈی آئی جی شیخ نثار احمد انسپکٹر جمشید کو اپنے بچوں کی طرح عزیز رکھتے ہیں البتہ کبھی کبھی سیاسی دباؤ کی وجہ سے انہیں بادل نخواستہ انسپکٹر جمشید کو معطل بلکہ برخواست بھی کرنا پڑا ہے۔خان رحمان اور پروفیسر داؤد صاحبان ان کے بہت پرانے دوست ہیں اور ہر اہم معاملے میں مدد کیلئے ان کے ساتھ ساتھ ہوتے ہیں۔ خان رحمان کے دونوں بیٹے حامد اور سرور اور بیٹی ناز بھی کچھ مہمات میں انسپکٹر جمشید پارٹی کے ساتھ شامل رہے ہیں۔ ان کا ملازم ظہور خانساماں بھی ہے اور گھر

www.bookspk.net

دھو کر اس کے پیچھے پڑ جاتا ہے۔

ان کی والدہ بیگم جمشید جاسوسی بکھیڑوں اور جھنجھٹوں سے بالکل آزاد ہیں، انہیں ان کاموں سے اُلجھن ہوتی ہے...... لہٰذا وہ کیس کے بارے میں کوئی تفصیل جاننے کی کوشش نہیں کرتیں...... ہاں اتفاق سے کسی معاملے میں اُلجھ جائیں تو پھر حالات کے سامنے ڈٹ جاتی ہیں۔

محمود، فاروق، فرزانہ اور انسپکٹر جمشید کے سنسنی خیز جاسوسی اور سراغرسانی کے کارناموں پر مشتمل ناولوں کا یہ سلسلہ بچوں اور بڑوں میں دیوانگی کی حد تک مقبول ہے۔ انٹیلی جنس بیورو یعنی محکمہ سراغرسانی کے لائق ترین آفیسر انسپکٹر جمشید اور ان کے تین بچوں محمود، فاروق اور فرزانہ کے ایڈونچرز کے اس دلچسپ سلسلے کے اب تک آٹھ سو ناول شائع ہو چکے ہیں اور ہر ماہ اس میں ایک نئے ناول کا اضافہ ہوتا ہے۔ ایک سلسلے کے ہونے کے باوجود اس سیریز کا ہر ناول اپنی جگہ ایک مکمل ناول ہے۔ ہر ناول ایک نئی کہانی لئے ہوتا ہے اور وہ کہانی ایک ہی ناول میں انجام پذیر ہوجاتی ہے۔ لہٰذا آپ کوئی بھی ناول اٹھا کر پڑھنا شروع کر سکتے ہیں اس خدشے کے بغیر کہ یہ [illegible] کوئی درمیانی حصہ ہے۔ ہر ناول ایک علیحدہ اور مکمل کہانی ہے۔

انسپکٹر جمشید سیریز کے تمام ناول ہر لحاظ سے صاف ستھرے اور ہماری معاشرتی روایات کے تقاضوں سے ہم آہنگ ہیں۔ انسپکٹر جمشید کا گھرانہ ہمارے اور آپ کے گھروں کی طرح ایک سیدھا سادا گھرانہ ہے۔ تینوں بچے اسکولوں میں پڑھتے ہیں۔ انسپکٹر جمشید جب اپنے آفس سے شام پانچ بجے گھر پہنچتے ہیں تو شکیلہ بیگم یعنی بیگم جمشید چائے کی ٹرے کے ساتھ ان کی منتظر ہوتی ہیں۔ فرزانہ گھریلو کاموں میں ان کا ہاتھ بٹاتی ہے لیکن مہم جوئی اور

www.bookspk.net

سراغرسانی کے کارناموں میں اپنے دونوں بھائیوں کے ہم پلہ ہوتی ہے۔

انسپکٹر جمشید عام طور پر اپنے ذہین بچوں سے ہر نئے کیس کا نہ صرف ذکر کرتے ہیں بلکہ ان کی رائے بھی بغور سنتے ہیں اور اکثر ان کو عملی طور پر اپنی مہمات میں شامل کر لیتے ہیں۔ یہ اور بات ہے کہ جہاں وہ شامل نہ بھی کریں وہاں یہ ٹوہ لگا کر خود ہی شامل ہوجاتے ہیں۔ یہی نہیں بلکہ کئی مرتبہ وہ مشکوک لوگوں اور جرائم کو بھانپ کر پہلے اپنے طور پر کسی معاملے میں کود پڑتے ہیں اور بعد میں اپنے والد کی مدد حاصل کرتے ہیں۔ دفتر میں انسپکٹر جمشید کا اسسٹنٹ سب انسپکٹر اکرام مجرموں کے بارے میں معلومات کا چلتا پھرتا انسائیکلو پیڈیا ہے۔ کیس سے متعلق درکار معلومات انسپکٹر جمشید کو فراہم کرنا اس کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔ انسپکٹر جمشید کا اپنی جان سے زیادہ خیال رکھتا ہے۔ محکمے میں چند افسران ایسے بھی ہیں جو انسپکٹر جمشید کی بے پناہ صلاحیت اور ان کی کامیابیوں کی شہرت سے جلتے ہیں ان میں انسپکٹر فاضل سرفہرست ہے جو ہمیشہ افسران بالا کے کان ان کے خلاف بھرتا رہتا ہے۔ یہ اور بات ہے کہ اپنی سازشوں میں کبھی کامیاب نہیں ہو پاتا۔

انسپکٹر جمشید کے اعلیٰ افسران آئی جی صاحب اور ڈی آئی جی شیخ نثار احمد انسپکٹر جمشید کو اپنے بچوں کی طرح عزیز رکھتے ہیں البتہ کبھی کبھی سیاسی دباؤ کی وجہ سے انہیں بادل نخواستہ انسپکٹر جمشید کو معطل بلکہ برخواست بھی کرنا پڑا ہے۔ خان رحمان اور پروفیسر داؤد صاحبان ان کے بہت پرانے دوست ہیں اور ہر اہم معاملے میں مدد کیلئے ان کے ساتھ ساتھ ہوتے ہیں۔ خان رحمان کے دونوں بیٹے حامد اور سرور اور بیٹی ناز بھی کچھ مہمات میں انسپکٹر جمشید پارٹی کے ساتھ شامل رہے ہیں۔ ان کا ملازم ظہور خانساماں بھی ہے اور گھر

کے باقی کام کاج بھی کرتا ہے اور اس ہاسپٹل میں کبھی سوٹ جلا بیٹھتا ہے تو کبھی ہانڈی۔ وہ اور اس کی بیوی دونوں خان رحمان کے گھر میں ایک عرصے سے ملازمت کر رہے ہیں۔ خان رحمان اکثر ہانڈی اور سوٹ جلانے کی پاداش میں ظہور کو کان پکڑوا کر مرغا بنا دیتے ہیں۔ پروفیسر داؤد کی اکلوتی بیٹی شائستہ سے بھی محمود، فاروق اور فرزانہ کی خوب بنتی ہے۔

انسپکٹر جمشید پارٹی کے ساتھ بڑی اور بین الاقوامی سطح کی مہمات میں انسپکٹر کامران مرزا، منور علی خان اور ان کے بچے بھی ساتھ ہوتے ہیں۔ کبھی شروع سے اور کبھی کسی کیس کے درمیان اتفاقیہ کہیں اچانک ان کی ملاقات ہو جاتی ہے۔ کامران مرزا اور منور علی خان آپس میں بہت پرانے دوست بھی ہیں۔ آصف کامران مرزا کے ایک اور پرانے ساتھی اور دوست محمود صاحب کا بیٹا ہے۔ آصف کے والد کاروبار کے سلسلے میں بیرون ملک رہتے ہیں لیکن وہ تعلیم کے سلسلے میں اور کامران مرزا کے فرزند آفتاب کے ساتھ گہری دوستی کے سبب ان کے ہی گھر میں بچپن سے رہتا آیا ہے۔ فرحت، منور علی خان کی بیٹی ہے اور وہ بھی بچپن سے کامران مرزا کے گھر پر رہتی ہے۔ آفتاب، آصف اور فرحت بچپن سے ہی سگے، بہن بھائیوں کی طرح رہتے آئے ہیں۔ فرحت بھی فرزانہ کی طرح ترکیبیں بنانے کی ماہر ہے۔ جب کبھی یہ سب کسی مشکل کا شکار ہو جاتے ہیں یا کسی سازش کے جال میں بری طرح پھنس جاتے ہیں، فرزانہ اور فرحت کی ترکیبوں کے سبب ہی نکل پاتے ہیں۔

ان کی زندگی اسی طرح گزر رہی ہے اور یہ ایک بہت ہی دلچسپ زندگی ہے.....

☆☆☆☆☆

میری کہانی

انسپکٹر جمشید، انسپکٹر کامران مرزا اور شوکی سیریز
کے 800 ناولوں کے جانے پہچانے مصنف

اشتیاق احمد

کی مفصل خودنوشت سوانح حیات

980 روپے

متاعِ قلب و نظر

34 سال کے طویل انتظار کے بعد

ابنِ صفی کا شعری مجموعہ

480 روپے

فلمی الف لیلہ

مصنف، فلمساز، ہدایتکار

علی سفیان آفاقی کے قلم سے

ادب و صحافت سے فلمی دنیا تک دراز ایک داستان در داستان

980 روپے

ویلکم بک پورٹ اردو بازار کراچی سے دستیاب ہے
گھر پر منگوانے کیلئے فون کریں

کراچی فون نمبر: 021-34268800 موبائل نمبر: 03002472238

Email: atlantis@cyber.net.pk

اٹلانٹس پبلکیشنز

www.bookspk.net

گزشتہ ناول کی ایک جھلک

جرم کی لڑی

اشتیاق احمد

☆ نیشنل پارک میں ایک لڑکی اداس کیوں بیٹھی تھی؟

☆ محمود اور فاروق اس کی اداسی کی وجہ جاننے کے لئے بے چین ہو گئے۔

☆ رضا انڈسٹری میں کیا ہو رہا تھا؟

☆ وہ لمحہ جب محمود، فاروق اور فرزانہ پر پندرہ مشین گنوں سے فائرنگ کر دی گئی۔

☆ کیا محمود، فاروق اور فرزانہ اس فائرنگ کی زد میں آنے سے بچ پائے؟

☆ معاملہ قومی اسمبلی کے ایک ممبر تک جا پہنچا۔

☆ لیاقت پور پولیس اسٹیشن کے ایس ایچ او کی تبدیلی کیوں ہوئی؟

☆ ایک چھوٹی سی اور معصوم صورت والی لڑکی نے ان لوگوں کو تگنی کا ناچ نچا دیا۔

☆ وہ لمحہ جب ایک مردہ آدمی زندہ ہو گیا ... کیا واقعی؟

براہِ راست منگوانے کا پتہ

اٹلانٹس پبلکیشنز
A-36 ایسٹرن اسٹوڈیوز کمپاؤنڈ، B-16 سائٹ، کراچی
0300-2472238, 32578273, 34268800
e-mail: atlantis@cyber.net.pk
www.inspector-jamshed-series.com

دو باتیں

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہٗ! جرم کی لڑی کے بعد آپ کی خدمت میں سانپ سازش حاضر ہے ... اس ناول میں آپ کو ایک سے زیادہ سانپ نظر آئیں گے ... لیکن آپ کو ڈرنے کی ضرورت نہیں ... کردار خود ہی ان سے نبٹ لیں گے ... ویسے سچی بات یہ ہے کہ اصل سانپ سے زیادہ خطرناک آستین کا سانپ ہوتا ہے ... کیا خیال ہے آپ کا ... اللہ ہر قسم کے سانپوں سے بچائے۔ آمین۔

ادھر اخبارات اور رسائل میں اب ہر میرے ناولوں کا ہر ہفتے باقاعدگی سے اشتہار شائع ہو رہا ہے ... بچوں کا اسلام، روزنامہ جنگ اور انگریزی روزنامہ ڈان میں بھی ... اس طرح یہ محسوس ہونے لگا ہے کہ ناولوں کا دور پھر سے آرہا ہے ... یوں بھی ٹی وی چینلز پر اخلاق سے عاری پروگرام دکھائے جا رہے ہیں ... آخر یہ کب تک چلیں گے ... نئی نسل ایک دن ان سے اکتا جائے گی اور کتاب کا دور پھر سے لوٹ آئے گا۔

www.bookspk.net

اٹلانٹس پبلکیشنز سے میرے ۳۳ ناول دوبارہ شائع کئے گئے ہیں ... یہ ناول دراصل آج سے بیس تیس سال پہلے لکھے گئے تھے ... اس وقت میں اور آج کے وقت میں سائنسی ایجادات اور ترقی کے لحاظ سے بہت فرق ہے ... اس وقت تو موبائل فون تک عام نہیں تھے... بہت زیادہ دولت مندوں کے پاس موبائل ہوتے تھے ... وہ بھی ہر جگہ اور ہر شہر میں کام نہیں آتے تھے ... کرداروں اور مجرموں کو فون کرنے کے لیے بھی عام فونوں کا سہارا لینا پڑتا تھا ... جب کہ اس وقت جو دور ہے... ہمیں ایک سال پہلے اس کا تصور کرنا بھی مشکل تھا لیکن اس کے باوجود آپ دیکھیں گے اور محسوس کریں گے ... اس دور کے ناول ہوتے ہوئے بھی آج کے دور میں پوری دلچسپی سے پڑھے جا رہے ہیں ... اور مزے کی بات یہ ہے کہ تیس سال پہلے جو لکھا گیا تھا ... آج عالمی طاقتوں کے ذریعے وہ ہوتا نظر آرہا ہے ... یہ بات تو خیر میں پہلے لکھ چکا ہوں ... اس کے اعادے کی ضرورت نہیں ...

میری خواہش تو بس یہ ہے کہ آپ نئے ناولوں کا استقبال ذرا زور شور سے کریں... تاکہ اس دور کو لوٹانے میں آسانی ہو جائے ...

آمین۔

لفافہ

''ارے ارے ... حد ہوگئی۔'' فاروق کے منہ سے گھبرائی ہوئی آواز میں نکلا۔

''کیا ہوگیا بھئی۔'' محمود نے بُرا سا منہ بنایا۔ وہ اس وقت بائیں طرف دیکھ رہا تھا۔

''سڑک کے کنارے کھڑی ایک کار کی طرف ابھی ابھی ان درختوں کے پیچھے سے نکل کر ایک شخص آیا تھا... وہ کار میں بیٹھنے لگا تو اس کی جیب سے وہ لفافہ گرگیا ... اسے پتا بھی نہ چلا ...''

''چلو کوئی بات نہیں ... لفافہ اٹھا لو ... اس کے پتے پر پوسٹ کر دینا۔'' محمود نے منہ بنایا۔''

وہ ابھی تک بائیں طرف دیکھ رہا تھا۔ فاروق گیا اور لفافہ اٹھا لایا ... مگر محمود نے اب بھی اس کی طرف توجہ نہیں دی تو فاروق جھلا گیا اور بولا:

www.bookspk.net

''اس طرف کیا خاص بات ہے ... تم ٹکٹکی باندھ کر کیا دیکھ رہے ہو۔''

''وہ آدمی کس طرف سے آیا تھا ...'' محمود نے کھوئے کھوئے انداز میں کہا۔

''کیوں... کیا بات ہے، تمہارا لہجہ عجیب سا ہے۔''

''اس کی طرف کوئی گڑبڑ ہے۔''

''وہ شخص اس طرف سے نہیں ... دائیں طرف سے کار کی طرف آیا تھا۔''

''میں اس شخص کی بات نہیں کر رہا ... یہ کہہ رہا ہوں کہ اس طرف کوئی گڑبڑ ہے ... آؤ ... دیکھتے ہیں۔''

''اسے کہتے ہیں آ بیل مجھے مار۔'' فاروق نے بُرا سا منہ بنایا۔

''کہتے ہوں گے اسے آ بیل مجھے مار ... اور کہہ لو تم بھی، لیکن میرا ساتھ تو تمہیں دینا ہوگا ... نہیں دو گے تو میں خط والے معاملے میں تمہارا ساتھ نہیں دوں گا۔''

''ہائیں ہائیں! تم تو دھمکیوں پر اتر آئے ... اچھا چلو! میں تمہاری گیدڑ دھمکی میں آجاتا ہوں۔''

''کیا کہا گیدڑ دھمکی ... گیدڑ بھبکی ہوتا ہے بھائی۔'' محمود ہنسا۔

''ہوتا ہوگا ... اب چلو۔''

یہ کہہ کر فاروق بائیں طرف سڑک سے نیچے اتر گیا ... ان کے اسکولوں میں موسم گرما کی تعطیلات تھیں ... دونوں آج اس طرف پہلی بار سیر کے لیے آئے تھے... اور اب وہ واپس جا رہے تھے... درختوں کے درمیان سے نکل کر سڑک پر آئے ہی تھے کہ فاروق کو ایک شخص سڑک کے کنارے کھڑی کار کی طرف بڑھتا نظر آیا ... پھر ادھر وہ کار میں بیٹھا، ادھر اس کی جیب سے ایک لفافہ نکل کر سڑک پر گرا ... اور اس سے پہلے کہ فاروق پکار کر اسے خبردار کرتا، کار آگے بڑھ چکی تھی ...

لیکن یہ سب محمود نے نہیں دیکھا تھا... وہ اس سے پہلے ہی سڑک کے بائیں طرف متوجہ ہو چکا تھا ... وہاں اسے کوئی عجیب بات نظر آئی تھی اور اب وہ فاروق کو ساتھ لیے اسی طرف بڑھ رہا تھا:

''آخر اس طرف کیا نظر آگیا ہے تمہیں۔''

''بھائی کچھ نظر آیا ہے تو جا رہا ہوں ... ورنہ میرا دماغ تو نہیں چل گیا۔''

''ہوں ... ٹھیک ہے ... چلو۔''

آخر محمود ایک جگہ رک گیا ... اس نے فاروق سے کہا:

www.bookspk.net

''دیکھ رہے ہو فاروق۔''

''ہاں! کیوں نہیں ... اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے دو آنکھیں عطا فرما رکھی ہیں۔''

''حد ہوگئی ... سیدھی طرح تو تم بات کر ہی نہیں سکتے۔''

''اچھی بات ہے ... اب میں ہر بات سیدھی طرح کروں گا ... تمہارا اشارہ اس درخت کی طرف ہے ... جس کی شاخ پر چمڑے کی ایک بیلٹ لٹک رہی ہے۔''

''ہاں بالکل ! تم خود سوچو! یہاں اس بیلٹ کا کیا کام۔'' محمود نے منہ بنایا۔

''یہ تو پوچھنے سے ہی معلوم ہو سکے گا۔''

''کک کس سے۔''

''جس نے یہ یہاں لٹکائی ہے ... کیا تم بس یہی بیلٹ دکھانے کے لیے مجھے یہاں لائے ہو۔'' فاروق نے بُرا سا منہ بنایا۔

''نہیں۔'' محمود مسکرایا۔

''تمہاری مسکراہٹ کہہ رہی ہے کہ تم مجھے یہاں کچھ اور دکھانے کے لیے لائے ہو۔''

''ہاں!'' محمود نے پھر مختصر جواب دیا۔

''منہ میں گھنگھنیاں ڈال رکھی ہیں کیا ... جو اتنے مختصر جواب دے رہے ہو۔''

''یار آج کل بے چاری گھنگھنیوں کا زمانہ کہاں رہا۔'' محمود ہنسا۔

''چلو شکر ہے ... تم نے مکمل جواب تو دیا۔''

''اللہ تیرا شکر ہے ... اس بندے نے بھی چلو شکر ہے تو کہا۔'' فاروق نے خوش ہو کر کہا۔

''دھت تیرے کی ... بات کہاں کی کہاں لے جاتے ہو ... میں نے اس درخت پر ایک آدمی کو دیکھا تھا ... اس نے آنکھوں سے دوربین لگا رکھی تھی... دوسرے ہاتھ میں کیمرہ تھا ... گویا وہ جو منظر دوربین سے دیکھ رہا تھا... اسے محفوظ بھی کر رہا تھا ... ایسے میں تم نے مجھے آواز دے ڈالی ... لیکن میں چونکہ اس کی طرف متوجہ تھا ، اس لیے تمہاری طرف نہیں مڑا ...''

''پھر وہ آدمی کہاں ہے۔''

''اسی پر مجھے حیرت ہے۔''

''کس پر؟'' فاروق نے جلدی سے پوچھا۔

''اس کی نظر جونہی مجھ پر پڑی... اس نے اوپر سے یک دم

www.bookspk.net

چھلانگ لگا دی ... میرا خیال تھا ... اتنی اونچائی سے چھلانگ لگانے کے بعد وہ اٹھ نہیں سکے گا ... لہٰذا ہم دونوں اطمینان سے چلتے ہوئے بھی اسے جا لیں گے ... لیکن!'' محمود کہتے کہتے رک گیا۔

'' لیکن کیا؟ یہ تم بات کرتے کرتے رک کیوں جاتے ہو۔''

'' لیکن یار وہ تو کوئی چھلاوہ تھا ... بلی کی طرح نیچے آتے ہی وہ اتنی تیزی سے بھاگا کہ میں دھک سے رہ گیا ... اس سے پہلے کہ میں اس کے پیچھے دوڑتا ... وہ تو نظروں سے اوجھل بھی ہو چکا تھا۔''

'' چلو اچھا ہوا ... بال بال بچے۔'' فاروق خوش ہوگیا۔

'' کون بال بال بچے۔''

'' ہم دونوں اور کون ...''

'' ایسی بات نہیں ... یہ سارا ایک ہی معاملہ لگتا ہے ... اس شخص کی جیب سے وہ خط گرا ہے غالباً درخت والا آدمی اسی کو دیکھ رہا تھا ... پہلے تم بتاؤ ،کیا تم نے اسے درختوں کے درمیان دیکھا تھا ؟ '' محمود نے جلدی جلدی کہا۔

'' نہیں! ہم یہاں کھڑی کار کے نزدیک پہنچے ہی تھے کہ میں نے اسے کار کا دروازہ کھولتے دیکھا... اس کا مطلب ہے، وہ سڑک کے کنارے موجود درختوں میں سے کسی درخت کی اوٹ سے نکلا تھا۔''

'' ہوں! معاملہ کچھ عجیب سا ہے ... ہمارے پاس ایک خط ہے ... ایک بیلٹ ہے ... یہ بیلٹ غالباً دوربین کی ہے ...دوربین اسی میں لٹکائی ہوئی تھی ... شاید اس کا ہک ٹوٹ گیا ہو گا ، اس آدمی نے بیلٹ شاخ پر ڈال دی کہ جاتے ہوئے لے جائے گا ... لیکن جونہی اس نے مجھے دیکھا ... بھاگ نکلا اور بیلٹ اوپر ہی رہ گئی ...یار فاروق ... تم ذرا درخت پر چڑھ کر یہ بیلٹ تو اتار لاؤ... شاید ہمارے کام آجائے۔''

'' تمہیں کیا ہوا ... تم کیوں نہیں چڑھ جاتے درخت پر۔''

فاروق جلے کٹے انداز میں بولا۔

'' تم اس کام کے ماہر ہو نا ...اس لیے ... چلو ... جلدی سے چڑھ جاؤ بندروں کی طرح۔''

'' میری تو چڑھتی ہے جوتی۔'' فاروق جھلا اٹھا۔

'' بھول رہے ہو ... جوتی تو فرزانہ کی ہے۔''

'' توبہ ہے تم سے۔'' اس نے جھلا کر کہا اور درخت پر چڑھ کر بیلٹ اتار لایا ... انہوں نے دیکھا ، اس کا ہک واقعی ٹوٹ گیا تھا ... اسی لیے وہ کیمرے سے الگ ہوگئی تھی ... محمود نے اسے رکھا جیب میں پھر فاروق کی طرف مڑا :

www.bookspk.net

''اب ذرا اس خط کو دیکھ لیں ...اس میں کیا ہے۔''

فاروق نے لفافے کو الٹ پلٹ کر دیکھا ... وہ بند نہیں تھا، گویا خط پڑھا جا چکا تھا ... اس نے لفافے میں سے کاغذ نکال لیا، اس کی تہہ کھولی تو یہ تحریر نظر آئی :

'' فرزان ڈابا کے قتل کا معاوضہ ارسال ہے ...جلد پھر تمہاری خدمات حاصل کی جائیں گی۔''

دونوں نے ان الفاظ کو پڑھا ... ایک دوسرے کی طرف دیکھا:

'' کچھ سمجھ آیا ؟'' محمود بولا۔

'' ہاں کیوں نہیں ...جو شخص کار میں بیٹھ کر گیا... اور جس کی جیب سے کار میں بیٹھتے ہوئے یہ خط گرا... وہ کرائے کا قاتل ہے ... اس نے کسی کے کہنے پر فرزان ڈابا نامی شخص کو قتل کیا ہے ...یہاں وہ اپنی اس کارگزاری کا معاوضہ لینے آیا تھا ...جب کہ اس درخت پر موجود شخص کو اس ساری کارروائی کی فلم بنانے کے لیے مقرر کیا گیا تھا ... گویا معاوضہ لیتے ہوئے اس شخص کی فلم بنائی گئی ہے ... مطلب یہ کہ اسے اپنی مٹھی میں کرنے کے لیے یہ کام کیا گیا ہے تاکہ آئندہ اسے بلیک میل کر کے ایسے کام لیے جا سکیں ... لیکن مشکل یہ ہے کہ اس خط پر لکھنے والے کا نام ہے نہ پتا ... دوسری بات جو عجیب ہے

... وہ یہ ہے کہ اس قسم کے کام کرنے والے معاوضہ بعد میں نہیں، پہلے لیتے ہیں ...''

'' ہوسکتا ہے ... نصف معاوضہ پہلے وصول کیا ہو اور نصف بعد میں۔'' محمود نے جلدی سے کہا۔

'' خیر ... شاید یہی بات ہے ... اب ہمارے پاس لے دے کر یہ خط ہے، یہ بیلٹ ہے ... اور فرزان ڈابا کا نام ہے ... ایک منٹ ٹھہرو۔''

یہ کہہ کر محمود نے سب انسپکٹر اکرام کے نمبر ڈائل کیے... اس کی آواز سنتے ہی اس نے کہا:

'' انکل ! کیا آپ کسی فرزان ڈابا کو جانتے ہیں۔''

'' فرزان ڈابا تو شہر کا مشہور ترین آدمی ہے، بہت بااثر ہے۔''

'' ہے یا تھا۔''

'' کیا مطلب ... یہ تم نے کیا کہا۔''

'' کیوں ... کیا بات ہے۔''

''فرزان ڈابا کے بارے میں تمہارے پاس کیا اطلاع ہے۔''

اکرام نے حیران ہو کر پوچھا۔

'' شاید اسے قتل کر دیا گیا ہے۔''

www.bookspk.net

''غلط ... بالکل غلط ... اگر ایسا ہوتا تو یہ خبر فوراً پورے شہر میں گونج اٹھتی۔''

''آپ کا مطلب ہے ... فرزان ڈابا زندہ سلامت ہے۔''

''میں تو یہی سمجھتا ہوں۔''

''تب پھر آپ ذرا اس بات کی تصدیق کرلیں... میں آپ کو پھر فون کرتا ہوں۔''

''اچھی بات ہے۔''

موبائل بند کر کے محمود نے کہا:

''آؤ فاروق... اس جگہ کا جائزہ لے لیں ... جہاں خط والا آدمی موجود رہا ہوگا ... شاید وہاں سے بھی کوئی کام کی چیز مل جائے۔''

اب وہ سڑک کے دائیں طرف آئے ... انہوں نے درختوں کے درمیان گھوم پھر کر اس جگہ کا جائزہ لیا ... یہاں زمین قدرے گیلی تھی۔ ایک دن پہلے بارش ہوئی تھی ... ایک درخت کے نیچے انہیں ایک شخص کے جوتوں کے نشانات نظر آئے... درخت کے نیچے ہی ایک بڑا سا پتھر پڑا تھا:

''بات سمجھ میں نہیں آئی۔'' فاروق بڑبڑایا۔

''کیا کہنا چاہتے ہو؟'' محمود نے اس کی طرف دیکھا۔

''یہاں صرف ایک آدمی کے جوتوں کے نشانات ہیں... اگر کوئی اس شخص کو یہاں رقم دینے آیا تھا ...تو اس کے جوتوں کے نشانات کیوں نہیں ہیں... اور اگر وہ اکیلا یہاں آیا تھا تو رقم اسے کیسے ملی ... اور وہ خط کیسے ملا۔''

''دوسرا آدمی یہاں موجود تھا ... لیکن دوسری طرف۔'' محمود مسکرایا۔

''کیا مطلب؟''

''وہ وہاں اُس درخت پر تھا ...اس نے رقم اور خط اس پتھر کے نیچے دبا دیئے تھے ... اس شخص کو ہدایات دی گئی ہوں گی کہ اس درخت کے نیچے ایک پتھر موجود ہے ... اس کے نیچے سے اپنا خط اور رقم نکال لو۔''

''ہوں... عین ممکن ہے ... یہی بات ہو۔''

''اور اس کا ثبوت اپنے پاس رکھنے کے لیے کہ اس نے اس کی فلم بنائی ... ویسے ہم ایک تجربہ کرتے ہیں... جس درخت پر بیلٹ تھی ... اس درخت پر ایک بار پھر چڑھ کر اس طرف دیکھتے ہیں... کیا پتھر والی جگہ وہاں سے نظر آتی ہے۔''

www.bookspk.net

"ٹھیک ہے ... تم یہیں ٹھہرو... میں درخت پر چڑھ کر تمہیں دیکھ لیتا ہوں۔" فاروق نے جلدی سے کہا۔

"یہ ٹھیک رہے گا۔"

فاروق اس درخت کی طرف چلا گیا ... پھر اوپر سے اس کی آواز آئی :

"محمود... تم مجھے بالکل صاف نظر آرہے ہو۔"

"بس ٹھیک ہے... نیچے آجاؤ۔"

اسی وقت اکرام کا فون موصول ہوا ... وہ کہہ رہا تھا :

"تمہاری اطلاعات بالکل غلط ہیں ... فرزان ڈابا زندہ سلامت موجود ہے۔"

"کیا !!!" وہ چلا اٹھا۔

"ہاں! میرا ایک ماتحت اتفاق سے اس کے ہوٹل میں موجود ہے ، میں نے اسے فون کیا تو اس نے بتایا ... فرزان ڈابا کچھ دیر پہلے اس وقت نیچے ہوٹل کے ہال میں موجود تھا ... اور اپنے چند دوستوں کے ساتھ بیٹھا ناشتا کر رہا تھا ... خوب قہقہے لگا رہا تھا ... اور چند ہی منٹ پہلے اٹھ کر اپنے گھر کی طرف روانہ ہوا ہے۔"

"اوہو ... اچھا ... انکل ! اس کے ہوٹل کا نام کیا ہے۔"

"حد ہوگئی... بھئی فرزان ہوٹل... شہر کا مشہور ترین ہوٹل اسی کا تو ہے۔"

"اوہ !... بہت بہت شکریہ انکل۔"

"لیکن تم اسے ہرگز نہ چھیڑنا... اسے چھیڑنا بھڑوں کے چھتے میں ہاتھ دینے کے برابر ہے۔"

"لیکن انکل ... معاملہ حد درجے پراسرار ہے ... ہم ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھے نہیں رہ سکتے۔"

"تم مجھے بتاؤ... معاملہ کیا ہے۔"

اسی وقت فاروق اس کے پاس آگیا ... محمود اکرام کو ساری صورت حال بتانے لگا ... اس کے خاموش ہونے پر اکرام نے حیران ہو کر کہا :

"یہ تو تم نے بہت ہی عجیب و غریب باتیں بتا دی ہیں... یہ ضرور کوئی گہرا چکر ہے ... ادھر فرزان ڈابا بہت اثر رسوخ والا آدمی ہے ... ہم مشکل میں پڑسکتے ہیں ... لہٰذا کیوں نہ اس معاملے میں خاموشی اختیار کر لی جائے... فرزان ڈابا زندہ موجود ہے ، تو ہم کیوں کچھ کریں۔" یہاں تک کہہ کر اکرام خاموش ہوگیا۔

"آپ نے غور نہیں کیا انکل۔" محمود مسکرایا۔

www.bookspk.net

"میں نے غور نہیں کیا ... کس بات پر۔"

"ہوسکتا ہے ... فرزان ڈابا کو واقعی قتل کر دیا گیا ہو ... اور اس کی جگہ کسی جعلی ڈابا نے لے لی ہو۔"

"اوہ ... نہیں۔" اکرام چلایا۔

"اب اگر ہم اس سے کہتے ہیں کہ میاں تم تو نقلی فرزان ڈابا ہو تو وہ تو ہتھے سے اکھڑ جائے گا ... لہٰذا یہ جاننے کے لیے کہ وہ اصلی ہے یا نقلی ... ہمیں کچھ اور کرنا ہوگا ... فی الحال ہم اس کے گھر جا رہے ہیں ... اس سے ملاقات کرنے کے لیے۔"

"اسے کہتے ہیں آ بیل مجھے مار۔"

"انکل! اب اس بیل کو دعوت دینا ہی پڑے گی ... اس کے بغیر کام نہیں چلے گا ... اس لیے کہ یہ ہمارے خلاف کوئی سازش کسی صورت نہیں ہوسکتی، کیونکہ ہم اس طرف زندگی میں پہلی بار سیر کے لیے گئے تھے اور پہلے سے پروگرام بھی طے نہیں کیا تھا ... بس صبح سویرے اس طرف کا رخ ہو گیا ... ہم نے کہا، چلو آج ادھر کی سیر کر لیتے ہیں ... جب کہ وہاں یہ پروگرام پہلے سے طے تھا ... مطلب یہ کہ اس نامعلوم آدمی کو وہاں رقم ادا کی جانی تھی اور اس کی فلم بنائی جانی تھی ... نہ جانے کیوں ... ہمیں اس کیوں کا بھی جواب تلاش کرنا ہوگا ...

بھی جاننا ہوگا ... فرزان ڈابا کا قتل ہوا بھی یا نہیں ... اور اگر ہوا تو اس کی جگہ لینے والا دراصل کون ہے۔"

"کیس کافی دلچسپ ہے ... لیکن بہتر ہوگا کہ تم پہلے گھر جا کر انسپکٹر صاحب سے بات کر لو۔"

"جی ہاں! انکل ... ہم یہاں سے گھر ہی جا رہے ہیں، آپ فکر نہ کریں۔"

فون بند کر کے وہ واپس مڑے ہی تھے کہ ایک سخت آواز گونجی:

"اے لڑکو! ٹھہرو!"

www.bookspk.net

☆☆☆☆☆

کیوں استاد

وہ چونک کر مڑے ...انہوں نے دیکھا ... یہ وہی شخص تھا ... جس کی جیب سے خط گرا تھا ... اب اس کے ساتھ تین آدمی اور تھے...ان کے چہروں کے پر درندگی کا راج تھا :

"کیا بات ہے جناب! آپ نے ہم سے کچھ کہا۔" فاروق نے ڈرے ڈرے انداز میں کہا۔

"اور یہاں کون موجود ہے ... جس سے ہم نے یہ کہا ہو۔" خط والا جھلا کر بولا۔

"اچھا خیر... یہ ہم ہی ہوں گے جن سے آپ نے یہ کہا ہے ... سوال یہ ہے کہ آپ نے یہ کیوں کہا ہے ... آپ کون ہوتے ہیں، ہمیں حکم دینے والے ... آؤ بھئی چلیں ..." یہ کہہ کر فاروق لگا مڑنے ... اسی وقت خط والا پھر بولا :

"ٹھہرو ... کہاں جا رہے ہو ... میری جیب سے اس جگہ

ایک خط گرا ہے... وہ خط ضرور تم نے اٹھایا ہے ...بس تم وہ خط ہمیں دے دو۔"

"اچھا اچھا ... تو تم اس خط کی بات کر رہے ہو ... یہ لے لو ... ہمیں کون سا اس کا اچار ڈالنا ہے۔" فاروق نے کہا اور خط جیب سے نکال کر اس کی طرف بڑھا دیا۔

"کیا کر رہے ہو؟" محمود جھلا اٹھا۔

"خ... خط... خط دے رہا ہوں انہیں ..."

"نہیں !" محمود فوراً بولا۔

"نہیں... کیا نہیں ... اس نہیں کی وضاحت کر دو ذرا۔"

"ہم یہ خط انہیں نہیں دیں گے ... پولیس کو دیں گے۔"

"تت تو ... تو تم خط پڑھ چکے ہو۔" وہ ہنسا۔

"ہاں بالکل۔"

"یہی ہمارا خیال تھا ... تم نے سن لیا، شنکو، منکو اور پنکو۔" وہ ان تینوں کی طرف مڑا۔

"ہاں استاد ... سن لیا۔"

"خط ان سے لے لو ... انہوں نے خط کو پڑھ لیا ہے ... اس لیے اب انہیں موت کے گھاٹ اتارنا ہوگا۔"

www.bookspk.net

''یہ...یہ کک... کیا ... کہہ رہے ہیں... بڑے بھائی۔''
فاروق لگا ہکلانے۔

''تم نے خط پڑھا ہے نا۔'' استاد غرایا۔

''وہ ... وہ تو ٹھیک ہے ... لیکن ہمیں اس سے کیا، یہ خالص تمہارا معاملہ ہے ... تم جانو ... ہمیں تم جانے دو۔''

''کہاں جانے دیں۔'' استاد کا ایک چیلا ہنسا۔

''اس کا مطلب ہے ... انہیں اوپر جانے دو ... چلو ... تم تینوں انہیں اوپر پہنچا دو۔''

''آپ غلط سمجھے ... ہم اپنے گھر جانا چاہتے ہیں۔''

''بھائی مرنے کے بعد تم اپنے گھر ہی جاؤ گے ... کیوں استاد۔''

''ہاں شنکو ... اب جلدی سے خط ان سے لے لو ... اور ان کا کام تمام کر دو۔''

''ابھی لو استاد۔'' اس نے کہا اور پھر درختوں کے درمیان چاقو کھلنے کی آوازیں گونجی ... اب تو دونوں تھر تھر کانپنے لگے۔

''نن نہیں ...نہیں۔'' دونوں نے ڈرنے کی اداکاری کی۔

''ایک ہی بار دونوں کا کام ختم کردو۔''

''اچھا استاد۔''

یہ کہتے ہی وہ چاقو لہراتے ان کی طرف دوڑے ... انداز ایسا تھا کہ جیسے دوڑتے دوڑتے چاقو ان کے جسموں کے پار کر دیں گے۔

انہوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا ...

پھر فاروق نے چلا کر کہا۔''ارے ارے ... یہ آپ لوگ کیا کر رہے ہیں، اللہ سے ڈریں... ہاں اور نہیں تو کیا۔''

ان الفاظ کے ساتھ ہی دونوں دائیں بائیں لڑھک گئے ...

حملہ آور درمیانی راستے سے دوڑتے ہوئے اپنی جھونک میں آگے نکل گئے۔

''یہ کیا... انہیں تو وار کرنا بھی نہیں آتا ... ہم یہاں ہیں ... اور یہ تینوں آگے چلے جا رہے ہیں ... ارے میاں واپس پلٹو... ادھر آکر وار کرو۔'' فاروق کی شوخ آواز سنائی دی۔

''دماغ تو نہیں چل گیا ...الٹا انہیں حملے کی دعوت دے رہے ہو۔'' محمود نے تلملا کر کہا۔

تت... تو... ان حالات میں میں اور کس چیز کی دعوت دے سکتا ہوں۔چلو تم کوئی دعوت دے دو۔''

''اچھی بات ہے ...میں انہیں دوڑنے کی دعوت دیتا ہوں ...

www.bookspk.net

آؤ ... ذرا انہیں دوڑ کا مزہ چکھا دیں۔''

''کیا کہا ... دوڑ کا مزہ ...'' فاروق نے حیران ہو کر کہا۔

''ہاں! دوڑ کا مزہ... لیکن یہ کسی ناول کا نام نہیں ہوسکتا۔''

''توبہ ہے تم سے ... میں کون سا یہ کہنے جا رہا تھا کہ یہ تو کسی ناول کا نام ہوسکتا ہے۔''

''لو ... وہ پھر آرہے ہیں۔'' محمود نے جلدی سے کہا۔

وہ واقعی بہت تیز دوڑتے ہوئے ان کی طرف آتے نظر آئے تھے... یہ دیکھتے ہی انہوں نے بھی دوڑ لگا دی:

''آؤ بھئی ... آؤ ... اگر تم نے ہمیں چھو بھی لیا تو ہم ہار مان جائیں گے۔'' فاروق خوش ہو کر بولا۔

اب وہ دونوں آگے آگے اور تینوں غنڈے ان کے پیچھے ہو لیے جب کہ ان کا استاد وہیں کھڑا یہ دوڑ دیکھنے لگا ... اس کی آنکھوں میں آہستہ آہستہ حیرت بڑھ رہی تھی ... کیونکہ دوڑنے والوں میں درمیانی فاصلہ لمحہ بہ لمحہ بڑھ رہا تھا ...اور اب یہ ناممکن نظر آرہا تھا کہ وہ تینوں محمود اور فاروق کو پکڑ سکیں گے، جب فاصلہ زیادہ بڑھ گیا تو محمود اور فاروق رک گئے۔ وہ اب تک ایک دائرے میں دوڑتے رہے تھے ... ان کے رکتے ہی درمیانی فاصلہ کم ہونے لگا۔ ایسے میں محمود نے بلند

آواز میں کہا:

''ہم دونوں تم لوگوں کی آسانی کے لیے رک گئے ہیں... لو کوشش کر لو۔''

جب وہ نزدیک آگئے تو دونوں نے پھر دوڑ لگا دی ... اب پھر فاصلہ بڑھنے لگا ... آخر استاد نے چیخ کر کہا۔

''ختم کرو ... تم ان دونوں کو نہیں پکڑ سکتے ... میں پکڑتا ہوں ... اور اگر نہ پکڑ سکا تو اپنی شکست کا اعلان کروں گا۔''

''اس سے ہمیں کیا فائدہ ہوگا۔'' فاروق نے منہ بنایا۔

''کیا مطلب ... تم کیا کہنا چاہتے ہو۔''

''اگر ہم جیت گئے ... تو ہم وہ خط تمہیں نہیں دیں گے اور تم خط لیے بغیر چلے جاؤ گے۔''

''یہ تو خیر نہیں ہوسکتا ... وہ خط تو زندگی اور موت کا سوال ہے۔''

''اگر وہ خط زندگی اور موت کا سوال ہے تو اس کا جواب تلاش کر لیا جائے۔'' فاروق نے تو تجویز پیش کی۔

''یہ یوں نہیں مانیں گے استاد۔'' ان تین میں سے ایک نے کہا۔

www.bookspk.net

''تمہیں کیسے معلوم ہوگیا کہ ہم یوں نہیں مانیں گے۔'' فاروق کے لہجے میں حیرت تھی۔

''یہ ... یہ وہ ہیں ... میں نے انہیں پہچان لیا ہے۔''

''کیا مطلب؟'' استاد چونکا۔

''لو ... اب ہم وہ ہو گئے ... ارے میاں ... ہم وہ نہیں ... یہ ہیں...'' محمود نے بُرا سا منہ بنایا۔

''یہ انسپکٹر جمشید کے بچے ہیں۔''

''کیا !!!'' استاد پوری قوت سے چلا اٹھا ... ساتھ ہی اس کی آنکھوں میں خوف پھیل گیا۔

''دھت تیرے کی ... کیا ضرورت تھی تمہیں پہچان لینے کی۔'' فاروق جھلا اٹھا۔

''اگر یہ بات ہے تو پھر خبردار! اپنی جگہ سے حرکت نہ کرنا ... ہاتھ اوپر اٹھا دو ... انسپکٹر جمشید سے تو مجھے ایک پرانا حساب بھی چکانا ہے۔''

''کک... کیا کہا ... پرانا حساب؟'' محمود کے لہجے میں حیرت تھی۔

''تم نے ہاتھ نہیں اٹھائے... اب میں کوئی رعایت نہیں کروں

گا۔'' استاد کے لہجے میں غرّاہٹ تھی۔

''اچھی بات ہے ...یہ لیں ... ہم نے ہاتھ اٹھا دیے ...''

اس کے ساتھ ہی دونوں نے ہاتھ اوپر اٹھا دیئے:

''چلو شنکو ... اس کی جیب سے وہ خط نکال لو اور میری طرف آجاؤ... تاکہ میں انہیں دوسری دنیا کے سفر پر روانہ کر سکوں۔''

''اوکے استاد۔'' شنکو ہنسا۔

وہ تیر کی طرح ان کی طرف آیا ... نزدیک آتے ہی اس نے فاروق کی جیب میں ہاتھ ڈالنا چاہا، لیکن دوسرے ہی لمحے فاروق نے اپنا اٹھا ہوا ہاتھ پوری قوت سے گھما دیا...

اس کے ہاتھ کی ہڈی شنکو کی گدی پر پڑی۔ وہ تیورا کر گرا۔

ان کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں:

''استاد! خبردار! یہ بہت خطرناک ہیں۔''

''آج ان کی ساری خطرناکی نکل جائے گی۔'' استاد نے ان پر نظریں جماتے ہوئے کہا ... پھر وہ سانپ کی طرح پھنکارا...

''تم لوگ میری طرف آجاؤ ... شنکو کو بھی اٹھالاؤ۔''

کیا ارادے ہیں بھائی۔'' فاروق ڈرے ڈرے انداز میں بولا۔

اس نے کوئی جواب نہ دیا ... اس کی آنکھیں سرخ ہو چکی

www.bookspk.net

تھیں... چنکو اور پنکو تیزی سے آگے بڑھے اور شنکو کو گھسیٹ لائے ... ایسے میں اس کی انگلی ٹریگر پر دباؤ ڈالتی محسوس ہوئی ... دونوں پہلے ہی تیار تھے ...اور ان کی نظریں اس کی انگلی پر تھیں... پھر جونہی اس نے ٹریگر دبایا ، وہ لوٹ لگا گئے... گولیاں ان کے سروں پر سے گزر گئی ... ادھر وہ مسلسل ٹریگر دباتا چلا گیا ... لیکن اس وقت تک دونوں دو درختوں کی اوٹ لے چکے تھے...اور پھر اس کا پستول خالی ہوگیا۔

''ارے! کہاں گئے۔'' چنکو کی حیرت زدہ آواز ابھری۔

''یہ رہے ... اب تم لوگ ہاتھ اوپر اٹھا دو ... ورنہ ہمیں اپنا نشانہ دکھانا پڑے گا ...اور ہمارے نشانے اتنے کچے نہیں ہیں۔'' محمود کی آواز گونجی۔

''یہ بھی تو بتا دو ... کہ کتنے کچے ہیں۔'' فاروق نے مشورہ دیا۔

استاد اور اس کے ساتھیوں نے جب پستول کی نال کا رخ اپنی طرف دیکھا... تو ان کے ہاتھ اوپر اٹھ گئے :

''اب خط کے بارے میں کیا خیال ہے۔''

'' وہ تو خیر ہم لے کر جائیں گے۔'' استاد کی آواز سنائی دی ، لیکن اب اس کی آواز میں جان نہیں تھی۔

'' آؤ ... اور ہم سے خط لے لو ... اگر تم لے سکتے ہو۔''

'' بالکل لے کر جائیں گے ... کیونکہ۔''

'' کیونکہ کیا ...'' محمود نے منہ بنایا۔

''کیونکہ ابھی تم بچے ہو ... یہ دیکھو میرے ہاتھ میں کیا ہے۔''

اس نے ہاتھ میں پکڑی چیز گھما کر دکھائی... انہوں نے دیکھا... وہ ایک دستی بم تھا ... پھر اس سے پہلے کہ محمود فائر کرتا ، اس نے بم ان کی طرف پھینک دیا ... بم درخت سے ٹکرایا ... ایک زور دار دھماکا ہوا ... زبردست قسم کا دھواں پھیل گیا۔

انہوں نے دوڑنا چاہا ... لیکن دھواں بہت زہریلا تھا... وہ گرتے چلے گئے:

ایسے میں استاد ہنستا ہوا آگے آیا اور فاروق کی جیب سے لفافہ نکال کر کھولا اور پڑھنے کے بعد مطمئن ہو کر اپنے ساتھیوں کی طرف پلٹ آیا۔

'' یہ کیا استاد تم نے تو کہا تھا کہ انسپکٹر جمشید سے ایک پرانا حساب چکانا ہے اور اب جب موقع لگا ہے تو تم انہیں چھوڑ کر جا رہے ہو۔'' پنکو نے حیرت سے کہا۔

'' زندہ چھوڑ رہا ہوں مگر ... لفافہ ان سے لینے کے بعد اور یہی

www.bookspk.net

ان کی شکست ہے ... میں چاہتا ہوں کہ یہ زندہ رہیں اور اس شکست کو
یاد کرتے رہیں اس سے انہیں زیادہ تکلیف ہوگی ... آؤ چلیں۔''
کہتے ہوئے استاد نے طنزیہ انداز میں محمود اور فاروق کی طرف دیکھا
اور آگے بڑھ گیا۔

☆☆☆

انہیں ہوش آیا تو وہ چاروں غائب تھے ... فاروق نے جلدی
سے جیب میں ہاتھ ڈالا تو وہ خط بھی غائب تھا ... دونوں کے منہ سے
ایک ساتھ نکلا :

''یہ کیا ہوا ؟''

''خیر کوئی بات نہیں ... ایسا بھی ہوتا ہے ... ہمارے پاس
فرزان ڈابا کا نام موجود ہے ... آؤ اس کے گھر چلتے ہیں... فرزان
ڈابا سے بھی ایک ملاقات ہو ہی جائے۔'' محمود نے جلدی جلدی کہا۔

''یار تمہارا دماغ تو ٹھیک ہے۔'' فاروق نے بُرا سا منہ بنایا۔

'' کیوں ...یہ میرے دماغ کی خرابی کی اطلاع کہاں سے مل
گئی بھلا؟'' محمود نے حیران ہو کر پوچھا۔

''بھائی اپنا اور میرا حلیہ دیکھو ... آخر ہم مٹی پر گرے ہیں...
لوٹ پوٹ بھی ہوئے ہیں ، کپڑوں اور بالوں کا جو حال ہے ... وہ ہم

ایک دوسرے کا دیکھ ہی رہے ہیں ... اس حلیے میں جائیں گے ہم
فرزان ڈابا کے سامنے۔'' فاروق جلدی جلدی بولا۔

'' ہاں! کیوں نہیں کوئی پروا نہیں ... ہمیں کام سے غرض ہے
... نہ کہ اس بات سے کہ ہم کیسے حلیے میں ہیں ... آؤ چلیں۔''

'' لیکن ہم وہاں جا کر بات کیا کریں گے۔''

'' ہمیں وہ خط تو ملا تھا نہ ... اور ہم نے اس خط کو پڑھا بھی
تھا... بس اسی خط کو موضوع بنا لیں گے۔''

'' اچھی بات ہے ... چلو پھر ... تم بھی کیا یاد کرو گے۔''
فاروق نے شوخ انداز میں کہا۔

اور پھر دونوں اپنی کار میں فرزان ڈابا کے دروازے پر پہنچ
گئے ... وہاں ایک عدد چوکیدار چوکس کھڑا تھا ... انہیں دور سے ہی
دیکھ کر بولا :

'' بھاگو بھاگو ... کدھر چلے آرہے ہو۔''

'' لو اور سنو ... بھائی صاحب ہمیں بھیک منگے خیال کر رہے
ہیں۔'' فاروق نے منہ بنایا۔

'' فکر نہ کرو ... یہ خیال کرنا اسے مہنگا پڑے گا۔'' محمود نے منہ
بنایا۔

www.bookspk.net

''کتنا مہنگا۔'' فاروق نے فوراً کہا۔

''یار چپ رہو۔''

دونوں کے قدم نہ روکے تو وہ پھر چلایا:

''میں نے کہا نہیں کہ... بھاگ جاؤ۔''

''ہمیں فرزان ڈابا سے ملنا ہے ... ہمارے پاس ان کے لیے ایک بہت خوفناک خبر ہے ... اگر تم نے انہیں اطلاع نہ دی تو وہ تم پر بگڑیں گے... ہم نے بتادیا، پھر نہ کہنا ... بتایا نہیں تھا۔''

''تم جاتے ہو یا نہیں۔''

''نہیں ... فرزان ڈابا صاحب سے مل کر جائیں گے۔''

''میں اندر اطلاع ہی نہیں کروں گا تو تم ملاقات کیسے کرو گے۔'' وہ چلایا۔

محمود نے کوئی جواب نہ دیا ... گیٹ پر ایڈریس لکھا تھا ... اس نے موبائل نکالا اور نمبر ملانے لگا:

''کس کا نمبر ملا رہے ہو۔'' فاروق نے حیرت سے پوچھا۔

''انکوائری کا۔'' محمود نے مختصر جواب دیا اسی وقت سلسلہ مل گیا محمود نے ایڈریس بتا کر فون نمبر مانگا جو اسے بتا دیا گیا اور فاروق نے اسے نوٹ کر لیا ... اب محمود نے بتایا گیا نمبر ملانا شروع کر دیا۔

''یہ کیا کر رہے ہو۔''

''فرزان ڈابا کو بتانے لگا ہوں ... تم ہمارے راستے کی رکاوٹ بن رہے ہو۔''

''جاؤ جاؤ ... شوق سے بتاؤ ... وہ ہمارے خلاف کوئی بات نہیں سنتا۔''

''اچھی بات ہے ... تھوری دیر انتظار کرو۔''

اسی وقت سلسلہ مل گیا ... اور ایک بہت بھاری بھرکم اور خونخوار قسم کی آواز گونجی:

''فرزان ڈابا بات کر رہا ہوں۔''

''السلام علیکم جناب ... ہمارے پاس آپ کے لیے ایک خوفناک اطلاع ہے ... لیکن آپ کے چوکیدار صاحب ہمیں گھاس ہی نہیں ڈال رہے۔''

''خوفناک اطلاع ... وہ کیا؟''

''آپ کی موت کی اطلاع۔''

''کیا!!!'' وہ چلا اٹھا ... پھر بولا:

''چوکیدار کو موبائل دیں۔''

''جی اچھا۔'' محمود نے کہا اور موبائل چوکیدار کی طرف بڑھاتے

www.bookspk.net

ہوئے بولا :

''یہ لو ... اب خود حکم سن لو ...''

چوکیدار کے چہرے پر ایک رنگ آکر گزر گیا ... شاید وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ ان دونوں کو فرزان ڈابا اندر بلا لیں گے ...اس نے موبائل کان سے لگایا تو دوسری طرف سے اس سے کہا گیا:

'' آنے والوں کو فوراً میرے کمرے میں بھیج دو۔''

''بہت اچھا جناب!''

چوکیدار نے گیٹ کھول دیا ... وہ اندر داخل ہوئے ... گیٹ کے دونوں طرف بہت خوب صورت لان تھا ... دائیں طرف والے لان میں دو لڑکیاں بیٹھی نظر آئیں... ایک لڑکی کا منہ ان کی طرف تھا، جونہی ان کی نظر اس پر پڑی، بری طرح اچھلے :

'' ارے باپ رے ... یہ ... یہ ہم کیا دیکھ رہے ہیں۔'' محمود کے منہ سے نکلا۔

'' وہی جو اس سے پہلے ہم دیکھتے رہتے ہیں ... آؤ۔''

دونوں کے قدم ان لڑکیوں کی طرف اٹھنے لگے :

☆☆☆☆☆

خبر

ادھر جس لڑکی کا رخ ان کی طرف تھا، اس نے بھی انہیں دیکھ لیا۔ اس کا منہ مارے حیرت کے کھلا کا کھلا رہ گیا :

''یہ ... یہ ہم کیا دیکھ رہے ہیں فرزانہ۔''

'' وہی جو میں دیکھ رہی ہوں۔'' فرزانہ کے لہجے میں حیرت تھی۔

'' لیکن ... تم یہاں کیسے!'' فاروق نے بُرا سا منہ بنایا۔

'' اس میں بُرا سا منہ بنانے کی کون سی بات ہے۔'' فرزانہ نے بھی بُرا سا منہ بنایا۔

'' تم بھی تو منہ بنا رہی ہو۔''

'' اس لیے کہ تم یہاں کیسے ٹپک پڑے۔

'' جیسے تم ٹپک پڑیں۔''

'' لڑ نہ پڑنا... چلو فرزانہ جلدی سے بتاؤ... تم یہاں کیسے؟''

www.bookspk.net

"اندر صاحب آپ کا انتظار کر رہے ہوں گے جناب۔" چوکیدار کی پریشان آواز سنائی دی۔

"اوہ ہاں! اچھا فرزانہ... تم سے واپسی پر بات کریں گے ... پہلے ہم فرزان ڈابا صاحب سے مل آئیں۔"

"یہ... یہ کون ہیں... بہت بے تکلفی سے بات کر رہے ہیں آپ سے۔" فرزانہ کے ساتھ بیٹھی لڑکی بول اٹھی۔ اس کے لہجے میں بلا کی حیرت تھی۔

"یہ... یہ میرے بھائی محمود اور فاروق ہیں۔"

"اوہو ... اچھا۔" اس لڑکی کے منہ سے نکلا۔

"اور فرزانہ ان کی تعریف۔"

"یہ فرزان ڈابا صاحب کی بیٹی ہیں... اور میری کلاس فیلو بھی۔"

"صاحب انتظار ..." چوکیدار نے پھر کہنا چاہا۔

"اوہ ہاں ... چلیے ... فرزانہ ہم ابھی آتے ہیں ... اکٹھے گھر چلیں گے ... یا تمہارا یہاں ٹھہرنے کا پروگرام ہے۔"

"نہیں بس ... میں چلوں گی ... دراصل انہوں نے مجھے نا حق پر بلایا ہے ... اس لیے صبح سویرے آنا پڑا۔"

"اوہ اچھا۔" محمود نے کہا ... پھر دونوں جانے کے لیے مڑ گئے ... چوکیدار انہیں ایک کمرے کے دروازے تک لے آیا ... پھر بولا:

"اندر چلے جائیں... صاحب کو غصہ بہت جلد آجاتا ہے ... کوشش کریں ... انہیں غصہ نہ آئے۔"

"مم... مشکل ہے۔" فاروق بولا۔

"کیا مشکل ہے۔"

"یہ کہ ہماری بات سن کر انہیں غصہ نہ آئے... عام طور پر ہماری باتیں دوسروں کو غصہ ضرور دلاتی ہیں۔"

"آپ جائیں ... میں نے بتا دیا ... غصے میں وہ حد درجے خوفناک اور خطرناک ہو جاتے ہیں ... آپ نقصان اٹھائیں گے۔"

"اللہ مالک ہے۔"

اب دونوں دروازہ دھکیل کر اندر داخل ہوئے۔ انہوں نے دیکھا کمرے میں کوئی نہیں تھا ... البتہ کمرے کی سامنے والی دیوار کے ساتھ ایک شاہانہ کرسی بچھی تھی ... اس کرسی کے آگے ایک بہت بھاری اور موٹے شیشے والی میز تھی ... میز کے تینوں طرف قیمتی کرسیاں رکھی گئی تھیں ... دیوار کے ساتھ والی کرسی کے بائیں طرف دیوار میں دروازہ

www.bookspk.net

تھا ... وہ سامنے والی کرسیوں پر بیٹھ گئے...ایک نظر ایک دوسرے کو دیکھا... جیسے کہہ رہے ہوں :

'' چوکیدار صاحب اتنی جلدی کر رہے تھے ... اور صاحب جی یہاں ہیں ہی نہیں ۔''

اسی وقت وہ دروازہ کھلا ... اور ایک بھاری بھرکم شخص اس میں سے برآمد ہوا ... اس کی موٹی موٹی آنکھوں میں دیکھنے سے خوف محسوس ہوتا تھا...اس نے کمرے میں قدم رکھتے ہوئے ان پر ایک نظر ڈالی ... پھر بولا :

''تو تم مجھے میری موت کی اطلاع دینے آئے ہو ۔''

'' جی... جی ہاں ۔'' فاروق مسکرایا ۔

'' تم دونوں ہوش میں تو ہو ... بہروپیے ہو تو اپنا انعام لو اور چلتے پھرتے نظر آؤ ۔''

'' جی نہیں ! ہم بہروپیے نہیں ہیں ، اس لیے چلتے پھرتے تو نظر نہیں آ سکتے ۔ ہاں بیٹھے بٹھائے نظر آسکتے ہیں ۔''

'' لگتا ہے ... گھاس کھا گئے ہو ۔''

''اتفاق نہیں ہوا ... '' محمود بولا ۔

'' لگتا ہے ... تم میری نہیں اپنی موت کی خبر سنانے آئے ہو ۔''

'' جی نہیں! آپ اس خوش فہمی میں نہ رہیے گا... '' فاروق نے گویا اسے خبردار کیا ۔

'' کیا مطلب ؟''

'' ہم آپ کو آپ کی موت کی خبر سنانے آئے ہیں ...بجائے اس کے کہ آپ اس عجیب بات کی وضاحت چاہتے ... آپ ہمیں ہماری موت کی جوابی خبر سنانے پر تل گئے...جب کہ ہم نے کوئی جرم نہیں کیا... '' فاروق کے بجائے محمود نے جلدی سے کہا ۔

'' تو کیا میں نے کوئی جرم کیا ہے ۔'' اس کی آنکھیں اور زیادہ باہر کو ابل آئیں ۔

'' پتا نہیں ... اگر آپ تفصیل جاننا چاہتے تو پھر کل اخبارات میں پڑھ لیجیے گا ۔''

'' کیا پڑھ لوں ۔''

'' جو واقعہ ہمارے ساتھ پیش آیا ہے ... وہ ۔''

'' کیا اخبارات والے تمہارے ملازم ہیں کہ وہ تمہارے ساتھ پیش آنے والا واقعہ شائع کریں گے ۔'' اس نے بھنا کر کہا ۔

'' اس سے پہلے آپ نے یہ کیوں نہیں پوچھا کہ ہمارے ساتھ پیش آنے والے واقعے کا مجھ سے کیا تعلق ہے ۔'' محمود مسکرایا۔

www.bookspk.net

"چلو بتا دو۔" وہ تلملا کر بولا۔

"ہاں! یہ ہوئی نا بات ... سنیے ... ہم لوگ گھر سے صبح کی سیر کے لیے نکلے تھے... ایک جگہ ہم درختوں کے درمیان سے نکل کر سڑک پر آئے تو وہاں ایک کار کھڑی نظر آئی... عین اسی وقت جنگل کے دوسری طرف سے نکل کر ایک شخص آیا اور لگا کار میں بیٹھنے ... ایسے میں اس کی جیب سے ایک خط سڑک پر آ گرا... ساتھ ہی کار آگے بڑھ گئی ... ہم نے وہ خط اٹھا لیا ... تاکہ اس تک پہنچا دیں ... لیکن اسی جگہ سڑک کے دوسری طرف ہمیں ایک شخص ایک درخت پر چڑھا نظر آیا ...اس کے ایک ہاتھ میں ایک کیمرہ تھا اور دوسرے میں دوربین ، غالباً وہ کیمرے سے کچھ مناظر محفوظ کر رہا تھا ... اب جونہی اس نے ہمیں دیکھا... اس نے اوپر سے چھلانگ لگائی اور غائب ہو گیا ... اس کی دوربین کی بیلٹ کا ہک ٹوٹ گیا تھا ... وہ وہیں درخت پر لٹکی رہ گئی ... ہم اسے اتار لائے ہیں... ۔" یہاں تک کہہ کر فاروق خاموش ہو گیا۔

"حد ہو گئی ... تم لوگوں کا دماغ ضرور خراب ہے ... آخر اس واقعے کا مجھ سے کیا تعلق ... تم یہ بتاؤ نا... میرا وقت ضائع کیے جا رہے ہو۔"

www.bookspk.net

"میں عرض کر رہا ہوں نا... ابھی میری بات مکمل کہاں ہوئی... آپ بھی تو درمیان میں بول پڑے ہیں... اب سنیے ... ہم نے اس خط کو کھولا...اس پر لکھا تھا ،فرزان ڈابا کے قتل کا معاوضہ ارسال ہے ... جلد پھر تمہاری خدمات حاصل کی جائیں گی..."

"کیا مطلب ... یعنی اس خط پر یہ الفاظ درج تھے۔" مارے حیرت کے فرزان ڈابا نے بوکھلا کر کہا۔

"ہاں جناب! اب بتائیں... اس واقعے سے آپ کا تعلق ہے یا نہیں۔"

"ب... بالکل ہے... وہ ... وہ خط کہاں ہے۔" اب وہ بری طرح گھبرایا گھبرایا نظر آ رہا تھا۔

"افسوس!" فاروق بولا۔

"افسوس ... کیا افسوس۔"

"بہت بڑا افسوس۔" فاروق مسکرایا۔

"یہ کیا بات ہوئی۔"

"ابھی ہم وہیں موجود تھے ... اور اس واقعے پر غور کر رہے تھے کہ وہ شخص وہاں آدھمکا ... اور ہم سے خط کا مطالبہ کیا ... جب ہم نے خط دینے سے انکار کیا تو اس نے پستول نکال لیا ... اور اس طرح

آخر کار وہ خط لے گیا۔''

'' جھوٹ... بالکل جھوٹ ... تم ایک شان دار کہانی گھڑ کر لائے ہو۔''

'' اگر بات یہی ہے ... تو اس سے ہمارا مقصد کیا ہے ... یہ آپ بتا دیں۔''

'' اوہو ... دیکھو نا ... میں تو زندہ سلامت موجود ہوں۔''

'' ہاں! بالکل ...یہی بات ہے ... لیکن ...'' محمود چبھتے ہوئے لہجے میں بولا۔

''لیکن کیا!'' اس نے بھاڑ سا منہ کھولا۔

'' لیکن ... آپ کے قتل کا معاوضہ ایڈوانس ادا کیا گیا ہے شاید ... گویا کوئی آپ کو قتل کرانا چاہتا ہے ...''

'' نن ... نہیں ... نہیں ... '' وہ اچھل کر کھڑا ہوگیا ... اس کی آنکھوں میں خوف پھیل گیا ... پھر اچانک اس نے جیب سے پستول نکال لیا... اور سرد آواز میں بولا :

'' خبردار ... تم اپنی جگہ سے حرکت نہ کرنا ... میں پولیس کو بلا رہا ہوں۔''

'' ضرور بلائیں ... ہمیں خوشی ہوگی۔''

اس نے جیسے ان کی بات سنی ہی نہیں... بس فون کی طرف متوجہ رہا... سلسلہ ملتے ہی فوراً بولا :

'' فرزان ڈابا... آپ کی یہاں گھر پر فوری ضرورت ہے۔''

یہ کہہ کر اس نے فون بند کردیا اور ان کی طرف مڑا :

'' تم لوگوں کو کچھ دیر انتظار کرنا ہوگا۔''

'' کوئی بات نہیں... کیا ہم باہر لان میں جا کر بیٹھ جائیں۔''

'' خوب... تاکہ تم فرار ہوجاؤ۔'' وہ ہنسا۔

'' ایسا کرنے کی کیا ضرورت ہے ... کیا ہم نے کوئی جرم کیا ہے؟''

'' ہاں! کیوں نہیں... میرے قتل کی خبر مجھے دی ہے ... جھوٹی خبر ... گویا مجھے بدحواس کرنے کی کوشش کی ہے ... میرے نزدیک یہ جرم ہے ... پولیس تمہیں میری درخواست پر فوراً گرفتار کر لے گی ... بعد میں ضمانت کراتے رہنا۔''

'' اچھی بات ہے ... یونہی سہی۔''

اور پھر پندرہ منٹ بعد قدموں کی آواز سنائی ... اس دوران فرزان ڈابا بدستور ان کی طرف پستول تانے بیٹھا رہا تھا... اور وہ مسکراتے رہے تھے... انہیں مسکراتے دیکھ کر اس کا پارہ چڑھتا رہا

www.bookspk.net

تھا... لیکن وہ منہ سے کچھ نہ بولا تھا۔

دروازہ زوردار انداز میں کھلا ... پھر ایک پولیس انسپکٹر اپنے چند ماتحتوں کے ساتھ اندر داخل ہوا:

''السلام علیکم ... کیا حکم ہے۔''

'' آیئے انسپکٹر گرامی ... ان دونوں کو گرفتار کر لیں ... انہوں نے مجھے ہراساں کرنے کی کوشش کی ہے... ان کی خبر سن کر میرا ہارٹ فیل بھی ہوسکتا تھا ... وہ تو اللہ کا شکر ہے ... میں بچ گیا۔''

'' آپ فکر نہ کریں ... ہم ان دونوں کا دماغ درست کر دیں گے۔'' یہ کہہ کر وہ اپنے ماتحتوں کی طرف مڑتے ہوئے بولا۔

'' گرفتار کرلو بھئی ... ان دونوں کو۔''

'' لیکن جناب! آپ ہمیں کس جرم میں گرفتار کر رہے ہیں۔''

'' تم نے سنا نہیں ... ڈابا صاحب نے کیا الزام لگایا ہے۔'' انسپکٹر گرجا۔

'' ہم نے انہیں ایک واقعہ سنایا ہے ... جو ہمارے ساتھ پیش آیا ہے، ہم تو انہیں خبردار کرنے کے لیے آئے تھے... نہ کہ ہراساں کرنے ... آپ پہلے وہ واقعہ سن لیں۔''

'' انسپکٹر صاحب... کوئی ضرورت نہیں... واقعہ پولیس اسٹیشن

میں سن لیجیے گا ... یہاں سے انہیں لے جائیں۔''

'' بہت بہتر۔''

'' انہیں باہر لے آؤ ...''

'' ہم خود چلتے ہیں ... '' محمود نے کہا ... ساتھ ہی دونوں اٹھ کر انسپکٹر گرامی کی طرف مڑے... وہ انہیں اچھی طرح پہچانتا تھا ... بہت زور سے اچھلا ...اس کے منہ سے نکلا:

'' ارے ! یہ ...یہ کیا ... آپ لوگ؟''

'' کیا مطلب ... کون لوگ ہیں۔''

'' یہ... یہ انسپکٹر جمشید کے بچے ہیں، محمود اور فاروق اور ان کی چھوٹی بہن باہر آپ کی بیٹی کے ساتھ بیٹھی ہیں۔''

'' کیا !!! '' مارے حیرت کے فرزان ڈابا نے چیخ کر کہا۔

اس کی آنکھیں مارے حیرت کے پھیل گئی تھیں اور منہ کھلا کا کھلا رہ گیا تھا:

☆☆☆☆☆

www.bookspk.net

آتش دان

اس کی چیخ سن کر وہ حیرت زدہ رہ گئے ... کیونکہ اس میں اس قدر حیران ہونے کی ضرورت نہیں تھی۔ ایسے میں فرزان ڈابا نے کہا:

"مم میں... معافی چاہتا ہوں... آپ دونوں کو پہچانتا نہیں تھا... میری بیٹی کنول تو آپ لوگوں کی بہت تعریف کرتی ہے ... جب کہ اس وقت بھی وہ آپ کی بہن کے ساتھ بیٹھی ہے ... انسپکٹر صاحب... مجھے افسوس ہے... میں نے آپ کو ناحق تکلیف دی۔"

"کوئی بات نہیں ڈابا صاحب... یہ تو میرا فرض تھا۔"

"خیر خیر... آپ جا سکتے ہیں ... میں ان سے خود بات کر لوں گا۔"

"لیکن واقعہ کیا ہے ... جو یہ بیان کرنے کے لیے یہاں آ... ہیں..."

"آپ بھی تشریف رکھیں گرامی صاحب... ہم واقعہ بیان

...ہیں۔"

اب سب بیٹھ گئے... محمود اور فاروق نے واقعہ دہرایا ... اس کے خاموش ہونے پر انسپکٹر گرامی نے کہا:

"یہ واقعہ بہت حیرت انگیز ہے ... پراسرار ہے... آخر اس خط کے الفاظ کیوں لکھے گئے تھے... ڈابا صاحب تو ہمارے سامنے زندہ سلامت موجود ہیں... انہیں تو کسی نے قتل کیا ہی نہیں۔"

"آپ خط کے الفاظ کو دوسرے رخ سے کیوں نہیں لیتے۔"

محمود مسکرایا۔

"دوسرا رخ... کیا مطلب؟"

"کرائے کے قاتل ایسے کاموں کا معاوضہ پہلے لیتے ہیں... خط کے الفاظ یہی تھے نا ... فرزان ڈابا کے قتل کا معاوضہ وصول کر لو..."

"اس... اس کا مطلب ہے... کوئی انہیں قتل کروانا چاہتا ہے... اور اس نے قتل کا معاوضہ کرائے کے قاتل کو ادا کر دیا ہے۔" انسپکٹر گرامی نے کہا۔

"ہاں جناب! اب اس معاملے کو اسی رخ سے لینا ہوگا ... اب بتائیے، آپ کو اطلاع دے کر ہم نے کیا جرم کیا۔"

www.bookspk.net

"نن نہیں... نہیں... آپ نے تو مجھ پر بڑا احسان کیا ہے۔"

"شکریہ! اب ہم چلتے ہیں... اب آپ جانیں ... کرائے کے قاتل جانے... اور انسپکٹر گرامی صاحب جانیں۔" محمود نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"نن... نہیں۔" وہ چلایا۔

"کیا نہیں۔" فاروق نے جلدی سے کہا۔

"آپ نہ جائیں ... یہیں ٹھہر جائیں، مجھے اس کرائے کے قاتل سے بچائیں۔"

"اس سلسلے میں ایک اور الجھن بھی ہے..." فاروق مسکرایا۔

"اور... اور وہ کیا؟" فرزان ڈابا نے جلدی سے کہا۔

"وہ یہ کہ ... ہوسکتا ہے ... فرزان ڈابا کو قتل کیا جا چکا ہو۔" فاروق نے کہا۔

"کیا کہا ... یہ آپ نے کیا نامعقول بات کہہ دی ... میں آپ کے سامنے زندہ سلامت موجود ہوں۔"

"ہوسکتا ہے ... فرزان ڈابا کو قتل کیا جاچکا ہو ... اور ان کی جگہ ان کے میک اپ میں ہمارے سامنے کوئی اور شخص موجود ہو۔"

"کیا!!!" فرزان ڈابا چلا اٹھا۔

انسپکٹر گرامی کی آنکھوں میں بھی حیرت دوڑ گئی:

"حیرت ہے ... کمال ہے ... آپ دونوں نے بہت دور کی ... ڈابا صاحب یہ عین ممکن ہے۔"

"انسپکٹر گرامی ... ذرا ہوش میں رہ کر بات کریں... خیال دلانے سے کوئی آدمی غلط ثابت نہیں ہو جاتا ... نقلی آدمی کو آج کے دور میں نقلی ثابت کرنا کیا مشکل ہے ... کیا نقلی ڈابا میرے دستخط اصلی جیسے کر سکتا ہے ... کیا میری انگلیوں کے نشانات اور اس کی انگلیوں کے نشانات آپس میں مل سکتے ہیں... اسی طرح اور بھی ٹیسٹ کیے جاسکتے ہیں... مثلاً ڈی این اے ٹسٹ ہے... خون کا ٹسٹ ہے... آج کے دور میں بھلا کوئی کسی کے میک اپ میں خود کو اصلی ثابت کرسکتا ہے۔"

"آپ ٹھیک کہتے ہیں ... یہ بہت مشکل ہے۔" انسپکٹر گرامی نے ان کی تائید کی۔

"لیکن کچھ فنکار لوگ اس قسم کے انتظامات کر لیتے ہیں ... خیر ہم یہ نہیں کہتے کہ ضرور ایسا ہی ہے ... دوسری بات بھی تو ہوسکتی ہے یعنی کوئی نامعلوم آدمی ان کی موت چاہتا ہو... اس نے کرائے کے قاتل سے معاملہ طے کیا ہو اور جس جگہ ہمارے ساتھ واقعہ پیش آیا،

www.bookspk.net

وہاں کرائے کے قاتل کو رقم کی ادائیگی کی گئی ہے اور اس کی تصاو
اس لیے لی گئی ہوں کہ بعد میں اسے قابو میں رکھا جا سکے ... یعنی اگر
وہ رقم لے کر کام کیے بغیر غائب ہو جانا چاہے تو وہ نامعلوم آدمی اسے
ایسا نہ کرنے دے ... کیا ان باتوں کا امکان بھی نہیں ہے۔''

'' ان کا امکان تو بالکل ہے ... اور اسی لیے میری رائے
ہے کہ آپ لوگ یہیں ٹھہر کر اس شخص کا سراغ لگائیں۔''

'' ہم ایسا کریں گے ان شاء اللہ !... لیکن اس کے لیے ہمیں
ہر طرح کی آزادی ہونی چاہیے۔''

'' کیا مطلب ... ہر طرح کی آزادی سے آپ کی کیا مراد
ہے۔''

'' کیس سے متعلق ہر شخص سے ہمیں سوالات کرنے کی اجازت
ہو ... ہم جس طرح پسند کریں گے ... تفتیش کریں گے ... کوئی
اعتراض نہیں کیا جائے گا اور سب سے اہم بات ...'' محمود کہتے کہتے
رک گیا۔

'' اور سب سے اہم بات کیا ؟'' فرزان ڈابا نے جلدی سے
کہا۔

''اور سب سے اہم بات یہ کہ مجرم خواہ کوئی بھی کیوں نہ ہو ...

ہے آپ ہی کیوں نہ ہوں ہم کوئی رعایت نہیں کریں گے۔''

'' دماغ تو نہیں چل گیا آپ لوگوں کا... بھلا میں کس طرح
مجرم ہو سکتا ہوں... مجھے تو خود کوئی قتل کرنا چاہتا ہے ...''

'' اگر آپ کو ہماری اس بات پر اعتراض ہے تو پھر آپ اپنے
کیس کے لیے کسی اور کو بلا لیں... ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔''

''آپ... آپ لوگ عجیب ہیں۔'' فرزان ڈابا جھلا اٹھا۔

''یہ بات ہمارے بارے میں بہت لوگ کہتے ہیں ... ہوں گے
ہم عجیب، آپ کو منظور ہو تو ہم کام کریں گے ... ورنہ ہمیں اجازت
دیں۔''

'' نہیں... آپ لوگ کام کریں ... میں اپنے دشمن کے بارے
میں جاننا چاہتا ہوں ... آخر وہ کون ہے اور کیوں مجھے قتل کرنا چاہتا
ہے۔''

'' ہاں! اب آپ آئے ہیں درست بات کی طرف ... اور اس
کے ساتھ دوسرے پہلو پر کام کرنے کی اجازت بھی آپ کو دینا ہوگی
... یعنی یہ کہ کہیں... آپ ... نقلی فرزان ڈابا تو نہیں ہیں... بلکہ پہلے
ہم اسی شک کو دور کریں گے ... اجازت ہے۔''

'' اچھی بات ہے ... تو پھر اجازت ہے ...'' انہوں نے مجبور

www.Bookspk.net

ہو کر کہا۔

''انسپکٹر انکل گرامی صاحب... آپ جانا پسند کریں تو چلے جائیں... اور اگر ہمارے ساتھ ٹھہرنا پسند کریں تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہو گا۔''

''نہیں... جب آپ اس کیس پر کام شروع کر رہے ہیں تو ہماری کیا ضرورت ہے۔'' یہ کہہ کر وہ اٹھ کھڑے ہوئے اور ان سے ہاتھ ملا کر چلے گئے۔

'' اب سب سے پہلے ہم آپ کے چہرے کا جائزہ لیں گے۔'' فاروق مسکرایا۔

''لیکن اس سے پہلے ہم فرزانہ کو بھی کیوں نہ شامل کر لیں... بلکہ اس سے بھی پہلے ہم امی جان کو یہ اطلاع کیوں نہ دے دیں کہ وہ ناشتے پر ہمارا انتظار نہ کریں... بلکہ ناشتا تیار بھی نہ کریں۔''

''ہاں! یہ ٹھیک رہے گا۔''

''تو پھر تم ذرا لان سے فرزانہ کو بلا لاؤ۔''

''اچھی بات ہے۔'' فاروق نے بُرا سا منہ بنایا اور کمرے سے نکل گیا... فرزانہ ابھی تک فرزان ڈابا کی بیٹی سے باتیں کر رہی تھی... جونہی وہ نزدیک پہنچا تو فرزانہ کی نظریں اس کی طرف اٹھ

گئیں:

'' خیریت ؟'' وہ بولی۔

'' ایک عدد کیس !'' فاروق مسکرایا۔

'' یہاں بھی ٹپک پڑا کیس ... تم سے اور امید بھی کیا ہوسکتی ہے۔''

'' مجھ سے نہیں ... تم سے اور محمود سے۔'' فاروق جلدی سے بولا۔

'' بھلا یہ کیا بات ہوئی۔'' فرزانہ جل گئی۔

'' میں تو پہلے ہی کہتا رہتا ہوں ... آبیل مجھے مار ... یعنی گھبراتا رہتا ہوں کہ آخر کیس کو دعوت دینے کی کیا ضرورت ہے۔''

'' اچھا خیر... چھوڑو... کام کی بات کرو۔''

'' کوئی شخص فرزان ڈاباصاحب کو قتل کرانا چاہتا ہے یا پھر کل کر چکا ہے اور اصل فرزان ڈابا کی جگہ نقلی فرزان ڈابا نے لے رکھی ہے۔''

'' یہ کیا بات ہوئی بھلا۔'' فرزان ڈابا کی بیٹی چلائی۔

'' تم چل رہی ہو یا نہیں۔''

'' اچھی بات ہے لو شونی ... مجھے تو تمہارے گھر میں ہی کام

www.bookspk.net

کرنا پڑ گیا ... امید ہے ، محسوس نہیں کرو گی۔'' وہ مسکرا دی۔

'' ایک منٹ تم نے ان کا نام لیا شونی ... جبکہ ڈابا صاحب نے بتایا کہ ان کا نام کنول ہے۔'' فاروق نے حیرت سے کہا۔

''اوہو بھئی نام تو کنول ہی ہے... مگر دوست اور گھر والے پیار سے شونی بھی کہتے ہیں۔'' فرزانہ نے جواب دیا۔

اب دونوں اندر آئے ... محمود اور فرزان ڈابا ان دونوں کا انتظار کر رہے تھے... ان کے اندر داخل ہوتے ہی محمود نے کہا :

'' پہلے تو یہ بات ثابت ہوجانی چاہیے کہ آپ اصلی فرزان ڈابا ہیں یا نہیں ۔''

''ٹھیک ہے ... یہ رہا میرا شناختی کارڈ ...اس پر انگلیوں کے نشانات ہیں... دستخط ہیں... میں دستخط کرکے دیتا ہوں... اس کے علاوہ سیف میں ہوٹل کی اور دوسری اہم فائلیں موجود ہیں... ان فائلوں میں نئی اور پرانی تحریریں موجود ہیں ...دستخط موجود ہیں... تصاویر موجود ہیں... ان سب کو دیکھ سکتے ہیں آپ دونوں۔''

'' جی نہیں ۔''فرزانہ مسکرائی ۔

'' کیا مطلب... یہ کیا کہا فرزانہ تم نے ۔'' انھوں نے بے تکلفی کے انداز میں کہا ...ظاہر ہے... فرزانہ تو یہاں آتی رہتی تھی اور

فرزان ڈابا اس سے اچھی طرح واقف تھے ۔

''سب سے پہلے ہم یہ دیکھیں گے کہ آپ کے چہرے پر میک اپ ہے یا نہیں۔''

'' اور یہ کیسے دیکھیں گے۔'' فرزان ڈابا نے قدرے گھبرا کر کہا۔

'' محمود اور فاروق تم ذرا قریب سے ان کے چہرے کا جائزہ لے کر دیکھو کہ یہ میک اپ میں ہیں یا نہیں۔'' فرزانہ نے محمود اور فاروق سے کہا ...

محمود تو فوراً ہی آگے بڑھ گیا جبکہ فاروق نے برے برے منہ بناتے ہوئے کہا۔

'' ذرا دیکھو تو حکم کیسے چلا رہی ہیں۔'' یہ کہہ کر بھناتا ہوا وہ بھی فرزان ڈابا کی طرف بڑھ گیا...اور پھر دونوں بہت غور سے فرزان ڈابا کے چہرے کا جائزہ لینے لگے ...آخر محمود نے کہا۔

'' نہیں فرزانہ ... میرے خیال میں یہ میک اپ میں نہیں ہیں۔''

'' تم کیا کہتے ہو۔'' فرزانہ نے فاروق سے پوچھا۔

'' میرا بھی یہی خیال ہے۔'' فاروق نے کہا۔

'' اس کا مطلب ہے کہ یہ اصلی فرزان ڈابا ہیں اور کوئی شخص

www.bookspk.net

ان کو قتل کرنا چاہتا ہے۔'' فرزانہ نے کہا۔

'' کیا معاملہ ہے بابا۔'' ایسے میں شونی کی آواز سنائی دی ... وہ دروازے کی طرف مڑے... شونی سوالیہ انداز میں ان کی طرف دیکھ رہی تھی۔

'' بے بی ... کوئی شخص مجھے ہلاک کرنا چاہتا ہے۔''

'' میں سن چکی ہوں۔''

'' ہاں بے بی ... لیکن تم پریشان نہ ہو ... یہ لوگ آگئے ہیں نا اب ... اور فرزانہ تو پہلے ہی تمہاری سہیلی ہے ...''

'' یہ ... یہ یہاں کیسا شور ہے... آپ کے کمرے میں اور اونچی آوازیں۔''

'' ایک اور آواز ابھری... انہوں نے دیکھا... ایک عورت اندر داخل ہو رہی تھی ... وہ سرخ و سفید رنگ کی عورت تھی۔ لمبے قد کی سڈول جسم والی عورت ... اس کے چہرے کی طرف دیکھنے سے آدمی پر رعب سے چھا جاتا تھا... انہیں یہ بات صاف محسوس ہوئی۔

'' اوہ بیگم ... تم بھی آگئیں... تم تو کم از کم آرام کریں ... پہلے ہی ہائی بلڈ پریشر کی مریض ہو ...''

'' مجھے کچھ نہیں ہو رہا ... میں جاننا چاہتی ہوں یہاں کیا ہو رہا

ہے، کیا معاملہ ہے۔''

'' نہیں جوشی ڈیئر ... یہاں کچھ نہیں ہو رہا ... یہ لوگ شونی کے دوست ہیں ... مجھ سے ملنے کے لیے آگئے اور بس۔''

'' شونی کی دوست تو فرزانہ ہے ... یہ تو نئے چہرے ہیں۔''

اس نے شک بھری نظروں سے ان کی طرف دیکھا۔

'' یہ دونوں فرزانہ کے بھائی ہیں۔''

'' کیوں شونی۔''

'' یہ تو ٹھیک ہے ماما ... کہ یہ فرزانہ کے بھائی ہیں... لیکن یہاں کوئی معاملہ ہے ضرور... وہ آپ پاپا سے پوچھیں...''

'' اوہ شونی ... کیا بات کرتی ہو ... یہاں کوئی پریشانی کی بات نہیں ... آپ اپنے کمرے میں جائیں۔''

'' ہرگز نہیں ... پہلے آپ بتائیں ... معاملہ کیا ہے۔''

'' جوشی ڈیر ... تم میری بات کیوں نہیں مان رہی ہو ...''

'' میں نے شونی کو چیختے سنا ہے... یہ بلاوجہ تو نہیں چیخ سکتی نا، اس لیے جب تک اصل بات نہیں بتائیں گے، میں نہیں جاؤں گی۔''

'' اچھی بات ہے ... تمہاری مرضی ... اب اگر بلڈ پریشر اپنی انتہا کو پہنچ گیا تو مجھے نہ کہنا۔''

www.bookspk.net

''نہیں کہوں گی ... ڈاکٹر کو بلا لوں گی ... آپ بتائیں ، بات کیا ہے۔''

''کوئی میری جان لینا چاہتا ہے ... جوشی ۔''

''کیا !... نن نہیں...''

ان الفاظ کے ساتھ ہی وہ دھڑام سے گری اور ساکت ہوگئی۔

'' دیکھا ... مجھے اسی کا ڈر تھا ... شونی ... ڈاکٹر سبارو کو فون کرو ... جلدی ...''

''ابھی لیجیے پاپا۔'' اس نے منہ بنا کر کہا اور موبائل پر نمبر ڈائل کرنے لگی۔

ایسے میں فرزانہ جوشی پر جھک گئی... پہلے تو اس نے ان کی نبض چیک کی ... پھر جیب سے موبائل نکال کر اس کی لائٹ آن کی ... جوشی بیگم کا ایک پپوٹا اٹھا کر لائٹ آنکھ پر ماری ...

یہی عمل اس نے دوسری آنکھ کے ساتھ بھی کیا ، پھر سیدھی کھڑی ہوئی۔ کسی نے اس کی طرف توجہ نہیں دی تھی ،اسی وقت سلسلہ مل گیا ... شونی نے فوراً کہا :

'' ڈاکٹر انکل ... شونی بات کر رہی ہوں ... فوراً آجائیں ... امی جان بے ہوش ہوگئی ہیں ۔''

یہ کہہ کر اس نے موبائل بند کر دیا :

'' میں نے کہا بھی تھا ...دوسرے کمرے میں چلی جاؤ ... لیکن یہ بات ماننے والی کہاں ...'' فرزان ڈابا نے بُرا سا منہ بنایا۔

'' فرزانہ !تمہاری سہیلی نے ڈاکٹر کو بلاتے وقت منہ کیوں بنایا تھا جب کہ اس کی ماں بے ہوش ہوگئی ہیں۔'' محمود نے سرگوشی میں پوچھا۔

'' اصل میں یہ کنول کی سوتیلی ماں ہیں ... ڈابا انکل کی پہلی بیوی کا انتقال ہو گیا تھا تو انہوں نے دوسری شادی کی ... ویسے تو یہ بہت اچھی خاتون ہیں اور کنول کا بہت خیال رکھتی ہیں۔'' فرزانہ نے بھی سرگوشی میں بتایا۔

پھر صرف چند منٹ بعد ایک ڈاکٹر اندر داخل ہوا۔ وہ کافی قد آور تھا ... آنکھوں پر عینک تھی ... اس کے باوجود زیادہ عمر کا نہیں لگتا تھا :

'' ڈاکٹر سبارو۔'' اس نے اپنا تعارف کروایا ... کیونکہ پہلے اس کی نظریں ان تینوں پر پڑیں تھیں ... پھر وہ بیگم جوشی کی طرف متوجہ ہوگیا۔ اس نے پہلے نبض چیک کی ... آنکھوں کی پتلیوں پر ٹارچ کی لائٹ مار کر دیکھا ... پھر ایک انجکشن دیا... اور ان سے مخاطب ہوتے

www.bookspk.net

ہوئے بولا :

''بے ہوشی گہری ہے ... لیکن میں نے جو انجکشن دیا ہے ... اس سے یہ صرف دس منٹ بعد ہوش میں آجائیں گی ... فکر کی کوئی بات نہیں۔ ویسے کیا انہیں کوئی بُری خبر سنائی گئی ہے ۔''

''بس ڈاکٹر صاحب ! کیا بتائیں ... یہ بہت ضدی ہیں ... ہم میں سے تو کوئی کچھ بتانے کے لیے تیار نہیں تھا ... لیکن یہ مان کر نہیں دیں اور پوچھ کر رہیں...''

''کیا پوچھ کر رہیں۔'' ڈاکٹر سبارو نے حیران ہو کر پوچھا۔

''دراصل مجھ تک ایک خبر پہنچی ہے ... یہ کہ کوئی نامعلوم شخص مجھے قتل کرنا چاہتا ہے ۔''

''کیا !!!'' مارے خوف کے ڈاکٹر سبارو کے منہ سے نکلا۔

''ہاں ڈاکٹر صاحب ... یہی بات ہے۔''

''اور آپ نے اتنی خوف ناک خبر انہیں سنا دی ...یہ جانتے ہوئے کہ یہ آپ سے کتنی محبت کرتی ہیں ۔'' ڈاکٹر سبارو نے بُرا سا منہ بنایا ۔

''بس ڈاکٹر صاحب... ہم نے پوری کوشش کی ... لیکن یہ نہیں مانیں۔'' فرزان ڈابا نے پریشانی کے عالم میں کہا ۔

اب وہ پھر بیگم جوشی کی طرف متوجہ ہو گئے ... ان کی نبض چیک کرنے لگے ... آخر دس منٹ بعد انہوں نے آنکھیں کھول دیں... ان کے منہ سے نکلا :

''مم ... مجھے کیا ہوگیا تھا ۔''

'' کچھ بھی نہیں ... بس تم کو ذرا چکر آگیا تھا۔'' فرزان ڈابا نے جلدی سے کہا ۔

''اوہ ! ڈاکٹر صاحب آپ... اس کا مطلب ہے ... آپ وقت پہنچ گئے تھے ۔''

''اور بھلا کیوں نہ پہنچتا ... یہ تو میری ڈیوٹی ہے ۔''

''لیکن اس قدر جلدی کیسے پہنچ گئے تھے آپ ۔'' فرزانہ بول اٹھی ۔

'' کیا مطلب ...یہ...یہ کون ہیں ۔'' انہوں نے حیران ہو کر پوچھا۔

'' بیٹھ جائیں ڈاکٹر صاحب... اب آپ کو ساری بات ہی بتائے دیتے ہیں ...''

'' لیکن پہلے میری بات کا جواب دیں ۔'' فرزانہ نے جلدی سے کہا ۔

www.booksbk.net

"آپ نے بتایا نہیں ڈابا صاحب... یہ کون ہیں۔"

"یہ فرزانہ ہیں... یہ دونوں ان کے بھائی ہیں.... محمود اور فاروق... یہی نام ہیں نا آپ دونوں کے۔"

"جی ہاں!" وہ ایک ساتھ بولے۔

"اور ڈاکٹر صاحب ... یہ انسپکٹر جمشید کے بچے ہیں۔"

"اوہو... اچھا۔" ان کے لہجے میں حیرت تھی۔

"آپ نے ابھی تک میرے سوال کا جواب نہیں دیا۔"

"اوہ ہاں... دراصل میں ان کا فیملی ڈاکٹر ہوں... میرا کلینک کوٹھی کے بالکل ساتھ ہی ہے۔"

"ہوں... آپ کا شکریہ ڈاکٹر صاحب...اب بات سمجھ میں آ گئی ... آپ تو صرف چند منٹ میں کلینک سے یہاں آسکتے ہیں۔"

"بلکہ چند منٹ سے بھی پہلے۔"

"اوہ!" ان کے منہ سے نکلا۔

"اب میں اجازت چاہوں گا ... کلینک میں چند مریض میرا انتظار کر رہے ہیں ... میں ان سے معذرت کر کے آیا تھا۔"

"ٹھیک ہے ڈاکٹر صاحب آپ جائیں ... لیکن دوپہر سے پہلے ایک بار پھر میرا بی پی چیک کر لیجیے گا ..."

"ہوں ٹھیک ہے ... ویسے میں ان کی کہانی سننا چاہتا تھا ... اگر مریض نہ ہوتے ... اب میں یہ کہانی دوپہر سے پہلے آپ لوگوں سے سن لوں گا ...ویسے میں خود بھی پریشان ہو گیا ہوں۔"

"جی ہاں! بات ہی پریشانی والی ہے اور میں تو حیران ہوں ... یہ خبر سننے کے بعد انہوں نے ابھی تک پولیس کو کیوں نہیں بلایا۔" بیگم جوشی نے کہا۔

"میں نے بتایا تھا نا کہ یہ ... یہ انسپکٹر جمشید کے بچے ہیں ... ان کے ہوتے ہوئے پولیس کی بھلا کیا ضرورت۔" ڈابا مسکرائے۔

"اوہ اچھا... لیکن بہرحال یہ بچے ہیں بھلا یہ کیا کر سکیں گے۔" بیگم جوشی بولیں۔

"شاید تم نے ان کے بارے میں کچھ نہیں سنا ...میں بتاؤں گا۔"

"میں چلا۔" ڈاکٹر سبارو نے کہا اور کمرے سے نکل گئے۔

"اب مجھے آپ لوگ تفصیل بتائیں... اور ڈابا صاحب آپ پولیس کو فون کریں۔"

"تم سمجھ نہیں رہیں بیگم ... پولیس انسپکٹر گرامی صاحب ابھی یہیں تھے... ان لوگوں کو یہاں پاکر چلے گئے ہیں... اور جاتے ہوئے

www.bookspk.net

انہوں نے کہا تھا... اب میری یہاں کیا ضرورت ہے۔''

'' اچھی بات ہے ... سنائیں بھئی۔''

محمود نے ساری کہانی سنا دی ... یہ کہانی فرزانہ کے لیے بھی نئی تھی۔ اس نے بہت حیران ہو کر سنی اور بیگم جوشی تو سنتے ہوئے اور زیادہ خوفزدہ ہوتی رہیں۔

آخر محمود کے خاموش ہونے پر فرزانہ نے کہا:

'' یہ ... یہ بہت خوفناک ہے... ہمیں فوراً پتا لگانا ہوگا کہ وہ کون شخص ہے ... کہیں وہ وار نہ کر جائے... کرائے کا قاتل کیوں انتظار کرے گا ... وہ تو وار کرنے کی پلاننگ کر بھی چکا ہوگا۔''

'' اُف مالک یہ ... یہ آپ آتش دان دیکھ رہے ہیں۔'' اچانک کنول نے سرسراتی آواز میں کہا۔

ان سب نے فوراً آتش دان کی طرف دیکھا:

☆☆☆☆☆

شونی

انہوں نے دیکھا... آتش دان پر ایک بھالو موجود تھا... کھلونا بھالو ... لیکن وہ کافی بڑا تھا... اور اس کے پیٹ میں ایک سوراخ نظر آرہا تھا:

'' یہ... یہ تو بھالو ہے۔'' فرزان ڈابا کے منہ سے نکلا۔

'' ہاں! اس میں شک نہیں کہ یہ ایک کھلونا بھالو ہے ... کیا یہ آپ خرید کر لائے تھے۔'' فرزانہ بولی۔

'' مم... میں... نہیں ... میں ایسے کام نہیں کرتا۔''

'' بیگم صاحبہ! کیا یہ آپ خرید کر لائی تھیں۔''

'' نن نہیں ...''

اب اس نے ان کی بچی کی طرف سوالیہ انداز میں دیکھا... اس نے بھی انکار میں سر ہلا دیئے:

'' تب پھر اسے یہاں کون لایا ... کیا یہ ایک عجیب بات

www.bookspk.net

نہیں۔''

''عجیب بات تو ضرور ہے ...'' فرزان ڈابا نے بوکھلا کر کہا۔

''بلکہ میں تو کہتا ہوں... یہ تو غریب بات بھی ہے۔'' فاروق نے منہ بنایا۔

''حد ہوگئی ... ماہرین کو فون کرنے سے تو رہے ...باتیں بگھارے جا رہے ہیں۔'' فرزانہ جھلا اٹھی۔

''اوہ ہاں ! واقعی۔'' محمود نے چونک کر کہا اور فون کرنے لگا۔

''بہتر ہوگا ... ہم اس کمرے سے نکل چلیں اور لان میں جا بیٹھیں... پہلے ماہرین اسے چیک کریں گے ... پھر ہم یہاں آجائیں گے۔'' محمود بولا۔

''یہ ٹھیک رہے گا۔''

اور پھر وہ لان میں چلے آئے... کچھ دیر بعد ماہرین آئے اور بھالو کو اٹھا لے گئے...اس کے بعد وہ پھر کمرے میں آگئے ... ایسے میں ایک چھوٹے سے ٹکڑے پر فاروق کی نظر پڑی:

''یہ کیا چیز ہے۔''

''کسی انگریزی دوا کی گولی کا ریپر ... اس میں سے گولی نکال کر کھائی گئی ہے۔'' محمود بولا۔

''فرزان صاحب... اس ریپر میں سے گولی نکال کر آپ نے کھائی ہے۔'' محمود نے حیرت زدہ انداز میں پوچھا، ساتھ ہی اس نے جھک کر ریپر اٹھا لیا۔

''نہیں ... میں نے نہیں کھائی۔''

''تب پھر آپ کے گھر میں یہ گولیاں کون کھاتا ہے ... اور یہ کس مرض کی گولیاں۔''

''مجھے نہیں معلوم۔'' وہ بولے۔

''بیگم صاحبہ ! کیا یہ گولی آپ نے کھائی ہے۔''

''ہاں! میرا بلڈ پریشر اچانک ہائی ہوجاتا ہے ...اس لیے گولیاں ہر وقت اپنے پاس رکھتی ہوں...یہ میں نے کھائی تھی، لیکن آپ اس ریپر کے پیچھے کیوں پڑ گئے ... کیا اس بھالو کی دریافت واقعی آپ لوگوں کا شاندار کارنامہ ہے۔'' بیگم ڈابا نے طنزیہ انداز میں منہ بنایا۔

''بعض اوقات سراغرسانی میں بہت معمولی چیز بھی بہت کام کی ثابت ہوتی ہے ... بہرحال! اب جب کہ آپ نے تسلیم کیا ہے کہ یہ گولی آپ نے کھالی تھی تو اس کی بات تو ہوگئی ختم ... اب رہ گیا بھالو ... اس کے بارے میں بھی ابھی چند منٹ میں معلوم ہو جاتا ہے۔''

www.bookspk.net

اسی وقت کمرے کا دروازہ کھلا اور ماہرین میں سے دو اندر داخل ہوئے ... ان کے چہرے دھواں ہو رہے تھے :

'' آپ... آپ سب بچ گئے... اللہ نے بچا لیا۔''

''' کیا مطلب ؟'' وہ ایک ساتھ بلند آواز میں بولے۔

'' اس میں ریموٹ کنٹرول بم تھا۔''

''کیا !!! '' وہ چلائے ۔

'' جی ہاں! بالکل یہی بات ہے ...''

'' ارے باپ رے ... اب یہ بات یقین سے کہی جاسکتی ہے کہ فرزان صاحب کے قتل کا پروگرام طے کیا جا چکا ہے اور اس صورت میں یہ معاملہ بے حد دلچسپ ہوجاتا ہے ، کیونکہ گھر کے سب افراد نے بیان دیا ہے کہ بھالو انہوں نے آتش دان پر نہیں رکھا ...'' محمود نے جلدی جلدی کہا۔

'' ابھی ایک شخص سے نہیں پوچھا گیا۔'' فرزانہ بڑ بڑائی ۔

'' اور... اور وہ کون ؟ ''

'' چوکیدار ... اسے بھی بلا کر پوچھ لیں تو بہتر ہوگا۔'' فرزانہ نے ڈابا کی طرف دیکھا۔

انہوں نے فوراً گھنٹی کا بٹن دبا دیا ... جلد ہی چوکیدار اندر داخل

ہوا... اس کی پیشانی پر بل تھے ... شاید اس لیے کہ وہ باہر بھالو پر تجربات ہوتے دیکھتا رہا تھا۔

'' وہ بھالو ... جو ماہرین اس آتش دان سے اٹھا کر باہر لان میں لے گئے ، کیا وہ آپ نے یہاں رکھا تھا۔''

'' مم... میں نے ... نن نہیں جناب! بھلا میں کیوں رکھتا۔'' اس نے بوکھلا کر کہا ۔

'' یہ تو پھر بہت عجیب بات ہوگئی... اگر گھر کے کسی فرد نے بھی وہ بھالو یہاں نہیں رکھا تو پھر کس نے رکھا ...جب کہ چوکیدار صاحب بھی انکاری ہیں ... ویسے آپ کا نام کیا ہے ۔''

'' مم... میرا نام صائم خان ہے ۔'' اس نے گھبرا کر کہا ۔

'' آپ چوکیدار ہیں... سوال یہ ہے کہ بھالو کوٹھی میں کیسے آگیا... اسے کون لایا ۔''

'' مم... مجھے نہیں معلوم ۔'' وہ گڑبڑا گیا ۔

'' حیرت ہے... کمال ہے ... افسوس ہے... آخر اس کے بارے میں ہمیں کون بتائے گا۔'' محمود نے حیران ہو کر کہا۔

'' وہی جو فرزان ڈابا صاحب کو ہلاک کروانے کا خواہش مند ہے۔'' فاروق مسکرایا۔

www.bookspk.net

''نن ... نہیں ... مجھے خوف میں مبتلا نہ کریں۔''

''ہم کون ہوتے ہیں ایسا کرنے والے ... یہ کام تو مجرم گھر بیٹھے کر رہا ہے ... دیکھیے نا... اس نے کس قدر آسانی سے بھالو اندر پہنچا دیا... کیا آپ کو اس پر حیرت نہیں۔''

''کوئی ایسی ویسی حیرت ... میرا تو مارے حیرت کے بُرا حال ہے۔''

''خیر... کوئی بات نہیں... ہم معلوم کرلیں گے کہ بھالو یہاں کس نے رکھا تھا... آپ صرف یہ بتا دیں کہ آپ سے دشمنی کسے ہو سکتی ہے۔''

''مجھ سے ... کسی کو بھی نہیں۔''

''خیر... یہ تو اب آپ نہ کہیں... حالات آپ کے سامنے ہیں... آپ کے اپنے کمرے سے ریموٹ کنٹرول بم ملا ہے ... آج یہ کسی وقت پھٹنا تھا... اور آپ کا کام تو ہوگیا تھا ... لہٰذا مہربانی فرما کر بتائیں... آپ کا دشمن کون ہوسکتا ہے۔''

''مم... میں... کس کا نام لوں۔''

''جی ہاں! میرا ہی ہے۔''

''اور آپ کے اس ہوٹل کا انتظام کس کے ذمے ہے۔''

''میں نے اپنے دوست کو ہوٹل کا منیجر مقرر کر رکھا ہے ... بلکہ تمام تر معاملات انہیں سونپ رکھے ہیں۔''

''خوب! کیا نام ہے آپ کے دوست کا؟''

''شتاورلکھوی۔''

''یہ کہاں رہتے ہیں ... ہوٹل میں کس وقت سے کس وقت تک ہوتے ہیں۔''

''یہ تمام وقت ہوٹل میں ہی ہوتے ہیں ... رہائش بھی ہوٹل ہی میں ہے۔''

''اوہ اچھا! ہم ان سے ملنا پسند کریں گے ... کیونکہ آپ کی موت سے سب سے زیادہ فائدہ انہی کو ہوگا۔''

''ایسی بات نہیں... شتاروکھوی بہت زیادہ سچا انسان ہے... میں اس کی دیانت داری پر شک کر ہی نہیں سکتا۔''

''آپ نہ کریں ... ہم تو کرسکتے ہیں۔'' فاروق نے منہ بنایا۔

''کیا کرسکتے ہیں۔''

''جی... شک اور کیا۔'' فاروق بولا۔

''خیر خیر ... آپ اس کام کو کس طرح کرتے ہیں... یہ آپ جانیں۔'' انہوں نے کندھے اچکائے۔

www.bookspk.net

'' آپ کی موت کی صورت میں شتاور لکھوی کو فائدہ ہوگا یا نہیں۔''

'' اگر وہ دیانت داری چھوڑ بیٹھے تو بہت کچھ فائدہ اٹھا سکتا ہے، لیکن وہ ایسا نہیں ہے۔''

'' انسان کو بدلتے کیا دیر لگتی ہے۔''

'' مجھے اس پر کامل یقین ہے۔''

'' تب پھر آپ ہی بتائیں ... آپ کا دشمن کون ہوسکتا ہے۔''

''ریاض ٹوڈی۔'' فرزان ڈاہا نے بے دھڑک کہا۔

'' ریاض ٹوڈی ... یہ کون ہیں۔''

'' ہوٹل ابنان کا مالک ... ہمارے شہر میں ائرپورٹ کے نزدیک دو فائیو اسٹار ہوٹل دو ہیں ... ہوٹل فرزان اور ہوٹل ابنان ... ہم دونوں ایک دوسرے کو نیچا دکھانے کی سرتوڑ کوشش کرتے رہتے ہیں... اس بنیاد پر کہا جاسکتا ہے کہ یہ کام وہ کر سکتا ہے۔''

'' خیر... ہم دیکھیں گے ... ایسا کون کرنا چاہتا ہے... اصل مسئلہ آپ کی حفاظت کا ہے... پہلی کوشش ناکام ہونے پر وہ پھر کوشش کرے گا... ہمیں اس کا انتظام کرنا ہوگا ... فی الحال ہم اپنے انکل اکرام سے بات کرتے ہیں۔''

اب محمود نے اکرام کو فون کیا... صورت حال اسے بتائی...

اس پر اس نے کہا:

'' ٹھیک ہے ... میں نگرانی کیلئے چند سادہ لباس والے بھیج دیتا ہوں۔''

'' شکریہ انکل۔''

فون بند کر کے محمود نے کہا:

'' یہاں چند سادہ لباس خفیہ نگرانی والوں کی ڈیوٹی لگائی جا رہی ہے... آج ہم آپ کے ہوٹل کا ایک چکر لگائیں گے ... آپ اپنے منیجر کو ہمارے بارے میں بتا دیجیے گا ... اس کے بعد ہوٹل ابنان بھی جائیں گے۔''

'' مجھے تو یہ کسی کی شرارت معلوم ہوتی ہے۔'' وہ لاپروائی سے بولا۔ محمود، فاروق، فرزانہ نے چونک کر اس کی طرف دیکھا۔ اس کا یہ لہجہ انہیں عجیب محسوس ہوا ... پھر محمود بولا:

'' آپ کے لئے ہمارا مشورہ یہی ہے کہ کوئی چیز دوسروں کو چیک کرائے بغیر نہ کھائیں ... کوٹھی میں کوئی نامانوس چیز نظر نہ آئے ... جیسے وہ بھالو نظر آیا تھا ... دیکھیے نا ... یہ سوال اپنی جگہ پر ابھی تک موجود ہے ... یعنی ہمیں اس سوال کا جواب نہیں ملا کہ بھالو

www.bookspk.net

اندر کیسے پہنچا ... کیا یہ بات عجیب نہیں۔''

''حد سے زیادہ عجیب ہے۔'' انہوں نے فوراً کہا۔

''بس تو پھر ... جیسے ہی ہمیں اس سوال کا جواب ملے گا ... ہم آپ کا مجرم آپ کے حوالے کر دیں گے۔'' محمود نے پرجوش انداز میں کہا۔

''کک ... کیا کہا۔'' فاروق ہکلایا۔

''کیوں ... کیا ہوا۔'' محمود نے اسے گھورا۔

''تت ... تم نے کہا ہے نا ... آپ کا مجرم۔''

''ہاں تو پھر ... اس سے کیا ہوگیا۔'' فرزانہ نے جلے کٹے انداز میں کہا۔

''وہ میرا مطلب ہے ... یہ تو کسی ناول کا نام ہوسکتا ہے۔''

''دھت تیرے کی ... ایک تو یہ حضرت ہر جگہ ناولوں کے نام لے آتے ہیں ... ویسے تمہاری اطلاع کیلئے عرض ہے کہ اس نام کا ناول میں پڑھ چکا ہوں ... ویسے تم مصنف کیوں نہیں بن جاتے۔'' محمود نے چڑچڑے انداز میں کہا۔

''مصنف بے چارے تو بھوکے مرتے ہیں ... عیش تو پبلشرز کرتے ہیں۔'' فاروق نے منہ بنایا۔

www.bookspk.net

''بلکہ پبلشرز بھی نہیں ... ردی فروش عیش کرتے ہیں۔'' فرزانہ ہنسی۔

''یہ ... یہ آپ کس قسم کی باتیں کرنے لگے۔''

''اچھی بات ہے ... ہم چلتے ہیں۔''

''لیکن پہلے سادہ لباس والوں کو تو آلینے دو۔'' فرزانہ نے انہیں یاد دلایا۔

''اوہ ہاں!''

پھر سادہ لباس والوں کے وہاں پہنچ جانے کے بعد وہ گھر کی طرف روانہ ہوئے، اس وقت محمود نے کہا:

''ہاں فرزانہ! اب تم بتاؤ۔''

''اور میں کیا بتاؤں۔''

''تم اتنی صبح سویرے یہاں کس طرح پہنچ گئیں ... ظاہر ہے صرف ناشتا کرنے کے لیے تو آنہیں گئی ہوں گی۔''

''ہاں! یہ تو ہے۔''

''بس تو پھر بتاؤ۔''

''م م ... مجھے شونی نے فون کیا تھا ... وہ کچھ دنوں سے بہت پریشان ہے ... اس کا خیال ہے ... رات میں کوٹھی کے اندر کوئی گڑبڑ

ہوتی ہے... جیسے کوئی چور آ گیا ہو ...''

''کیا مطلب ؟''

دونوں کے منہ سے حیرت زدہ انداز میں نکلا۔

☆☆☆☆☆

آ گئے

''ہاں! یہی بات ہے ... میں اس کے بلانے پر چلی آئی... اب ظاہر ہے، ناشتے کا وقت تھا... لہٰذا ناشتا بھی کرنا پڑ گیا۔''

''پھر اس نے کیا بتایا۔''

''بس یہی کہ اسے محسوس ہوتا ہے... جیسے کوئی رات کے وقت چوروں کی طرح گھر میں داخل ہوتا ہے... اور بس... یہ اس کا وہم بھی کہا جاسکتا تھا... لیکن اب جب کہ آتش دان میں پر سے وہ بھالو مل گیا ہے تو یہ نہیں کہہ سکتے ... گڑبڑ تو خیر ہے... اور اس کا حل یہ ہے کہ ہم کم از کم ایک رات کوٹھی میں ضرور گزاریں ... لیکن۔''

فرزانہ کہتے کہتے رک گئی۔

''لیکن کیا ؟''

''لیکن اس کا فائدہ اس صورت میں ہوگا ... جب کسی کو پتا نہ ہو کہ ہم کوٹھی کے اندر ہیں اور ایسا ہم شوٹی کی مدد سے کریں گے

www.bookspk.net

... جس دن ہمیں آنا ہوگا ہم پہلے سے اس کو بتا دیں گے تو وہ رات کو گیارہ بجے ہمارے لیے باغ کی طرف کھلنے والا دروازہ کھولے گی... اور ہم اس طرف سے اندر داخل ہوں گے۔''

'' اور چار دیواری کے اندر کیسے پہنچیں گے۔'' فاروق نے سوال بنایا۔

'' چار دیواری کے ساتھ ایک درخت ہے... اس کی شاخیں باہر کی طرف جھکی ہوئی ہیں... اس درخت کی ایک شاخ پر فاروق چڑھے گا اور اس کے بعد ہمارا کام آسان ہے ... میں یہ جائزہ لے آئی ہوں ... جب تم اندر تھے تو میں خفیہ انداز میں یہی کام کر رہی تھی ... میں نے شونی کو یہ نہیں بتایا کہ ہم اندر کس طرح آئیں گے اور کس دن آئیں گے ... بس یہ کہا ہے کہ وہ گیارہ بجے اپنے کمرے کا وہ دروازہ کھول دے ... جو باغ کی طرف کھلتا ہے۔''

'' چلو ٹھیک ہے ...''

وہ گھر پہنچے تو انسپکٹر جمشید کی نظریں ان پر جم گئیں... ساتھ ہی انہوں نے کہا:

'' ابھی کچھ نہ کہنا ... پہلے مجھے کہنے دو۔''

'' جی ...'' ان کے منہ سے نکلا۔

انہوں نے بوکھلا کر ایک دوسرے کی طرف دیکھا ...

ادھر انسپکٹر جمشید نے کہا:

'' تم تو گئی تھیں فرزان ڈابا کی بیٹی شونی سے ملنے ... وہ کسی وجہ سے پریشان تھی اور تم دونوں گئے تھے صبح کی سیر کے لیے ... ایک ساتھ کیسے گھر آئے اور اتنی دیر سے کیوں آئے ، میں بتاتا ہوں... تم لوگ ضرور کسی کیس سے دوچار ہو گئے ہو ... سیر کے دوران تم دونوں کو کوئی عجیب سی بات نظر آئی... جنگل میں تمہاری کسی سے جھڑپ بھی ہوئی ... اس جھڑپ میں تم لوگوں نے ضرور شکست کھائی ہے ... میں غلط تو نہیں کہہ رہا...''

'' جج... جی نہیں ... لیکن یہ اندازہ آپ نے کیسے لگایا؟''

'' تمہارے بال بکھرے ہوئے ہیں... بالوں میں گھاس پھوس کے تنکے موجود ہیں ... لگتا ہے ... فرزان ڈابا کو کوئی مسئلہ پیش آ گیا ہے ... کیونکہ جنگل سے تم گھر نہیں آئے... اور گھر آئے ہو تو فرزانہ کے ساتھ ... گویا تم جنگل سے فرزان ڈابا کے پاس گئے تھے ... اور تمہیں یہ معلوم نہیں تھا کہ وہاں فرزانہ ہے... اس کا صاف مطلب یہ بنتا ہے کہ جس کیس میں تم الجھ گئے ہو ، اس کا تعلق فرزان ڈابا سے ہے۔''

www.bookspk.net

'' آپ نے بالکل ٹھیک ... بلکہ سو فیصد درست اندازہ لگا
ابا جان۔'' محمود نے خوش ہو کر کہا۔

'' چلو پھر ... اب اندر آجاؤ... پہلے نہا لو ... پھر ناشتے
بات ہوگی۔''

'' جی ... کیا کہا ... ناشتے پر ... گویا آپ نے ابھی تک
ناشتا نہیں کیا۔''

'' نہیں ہم دونوں تمہارا انتظار کر رہے تھے ... لیکن کہیں
فرزان ڈابا نے تمہیں ناشتا تو نہیں کرا دیا۔''

'' جی نہیں... وہاں تو واقعات ہی پے در پے پیش آئے تھے...
ناشتے کا تو خیال تک نہیں آیا ...البتہ فرزانہ ضرور ناشتا کر چکی ہے۔''
فاروق نے جلدی جلدی کہا۔

'' ہاں! یہی بات ہے۔'' فرزانہ نے سر ہلایا۔

اب وہ اندر آئے... ضروریات سے فارغ ہو کر ناشتا کر لے
بیٹھے تو بات وہیں آ گئی... جہاں سے چھوڑی تھی :

'' ہاں تو کیا معاملہ ہے۔'' انسپکٹر جمشید بولے۔

انہوں نے تفصیل سنا دی ... انسپکٹر جمشید سنتے ہی فکر مند ہو گئے
... انہوں نے کہا:

'' اس کا مطلب تو پھر یہ ہے کہ فرزان ڈابا واقعی خطرے میں
ہیں ... مجرم پھر وار کرے گا ... تاہم امکان ہے کہ وہ رات سے پہلے
کچھ نہیں کر سکتا ... اور ہمارے پاس رات تک تو وقت ہے ... تم
لوگوں کا اب کیا پروگرام ہے۔''

'' ہم فرزان ہوٹل جانا چاہتے ہیں... وہاں شتاور لکھوی سے
ملیں گے... اس کے بعد ہوٹل ابنان جائیں گے ... ریاض ٹوڈی سے
ملیں گے...''

'' بالکل ٹھیک... ۔''

'' اللہ اپنا رحم فرمائے... ویسے ایسا لگتا ہے ... فرزان ڈابا کی
جان بھی کبھار ان کے دماغ کا ساتھ نہیں دے رہی ہوتی ... کچھ
پراسرار سا محسوس کی اہم نے ان کے بارے میں ... ہم سے بھی
فروع میں بہت اکھڑ انداز میں پیش آئے تھے۔''

'' بہت سے لوگوں میں ایک انا پرستی آجاتی ہے لیکن ہمیں اس
سے کیا ... ہمارا مسئلہ جرم ہے ... اگر کوئی جرم ہونے والا ہے تو ہم
روک لیں گے ،کہ وہ ہونے نہ پائے اور اگر جرم سرزد ہو جائے تو پھر
ہمارا کام مجرم کو پکڑنا ہوگا ... ابھی جرم ہو نہیں سکا ... آثار پائے گئے
ہیں کہ کوئی فرزان ڈابا کی جان لینا چاہتا ہے۔'' یہ کہہ کر انسپکٹر جمشید

www.bookspk.net

خاموش ہو گئے۔

''افسوس!'' فاروق نے سرد آہ بھری۔

''یہ اس قدر سرد آہ بھرنے والا افسوس کہاں سے آ ٹپکا۔'' فرزانہ نے اسے گھورا۔

''افسوس! کاش اس معاملے میں انکل خان رحمان اور پروفیسر انکل کی جگہ بن جاتی ... وہ ساتھ ہوں تو مزہ رہتا ہے۔''

''تو جگہ بنانے میں کیا دیر لگتی ہے ... انہیں فون کردو ... پہلے آئیں گے۔'' فرزانہ بولی۔

''ان کی اپنی اپنی مصروفیات ہیں اور پروفیسر داؤد کوئی فارغ نہیں بیٹھے رہتے ... ملک کے سب سے بڑے سائنسدان ہیں ... اور یہ کیس ایسا نہیں کہ ان کا قیمتی وقت اس کے لئے برباد کروایا جائے۔'' انسپکٹر جمشید نے بُرا سا منہ بنایا۔

عین اسی وقت دروازے کی گھنٹی بجی ... وہ بُری طرح چونکے ... کیونکہ انداز خان رحمان کا تھا

''لو ... تمہارے انکل خان رحمان تو خود ہی آ گئے ... پہلے دروازہ کھول دو۔''

محمود نے فوراً دروازہ کھول دیا:

''ارے! یہ تو دونوں انکل آ گئے ... سبحان اللہ۔'' وہ چہکے۔

ان سب کے چہروں پر مسکراہٹیں پھیل گئیں:

''کیا تم لوگ ہم دونوں کا انتظار کر رہے تھے؟'' پروفیسر داؤد بولے۔

''انتظار تو بعد میں شروع ہونا تھا انکل ... ابھی تو ہم آپ کو فون کرنے کی سوچ رہے تھے ... اور ....''

''کیا مطلب ... صرف سوچ رہے تھے ... اس میں سوچنے کی کیا بات نکل آئی تھی۔'' خان رحمان نے آنکھیں نکالیں۔

''بات نکل آنے کی بھی ایک ہی کہی انکل ... سوچنے کی بات تو کسی بات میں بھی نکل سکتی ہے۔'' فاروق بیچارگی کے عالم میں بولا۔

''حد ہوگئی ... بلکہ توبہ ہے تم سے ... کام کی بات کرو۔'' خان رحمان بھنا کر بولے۔

''ابا جان کا کہنا تھا ... آپ کی اپنی بھی مصروفیات ہیں... لہٰذا آپ کو بلانا مناسب نہیں ... یہ کوئی ایسا کیس نہیں ہے۔''

''ہائیں... تو کیا کوئی جاسوسی کیس ہاتھ لگ گیا ہے۔'' پروفیسر خوشی سے چلا اٹھے ... اس وقت انہیں لگا وہ ایک شرارتی سے بچے ہوں۔

www.bookspk.net

"جج... جی ... بس... آپ کو کیا بتائیں ۔" فرزانہ بولی۔

"نہیں نہیں ... بتاؤ ... کوئی حرج نہیں ۔"

"جی... وہ آپ کو تو پتا ہی ہے ... کیسوں کا اور ہمارا چولی دامن کا ساتھ ہے ... اب کیا بتائیں ... ہم جدھر جاتے ہیں... کوئی کیس پلے پڑ جاتا ہے ... آپ کوئی خیال نہ کریں ۔"

"ہائیں ہائیں ... بھلا ہم کیوں کرنے لگے خیال ... ہم تو خوش ہوتے ہیں کہ چلو... کوئی کیس تو شروع ہوا... اکٹھے رہیں گے ... خوب مزہ رہے گا ... اب جلدی سے بتادو ... کیس کیا ہے ۔"

"حد ہوگئی ... پہلے اندر آکر بیٹھ تو جائیں ... کیس کہیں بھاگا تو نہیں جا رہا ۔" انسپکٹر جمشید نے جھلا کر کہا۔

اور پھر وہ سب اندر آکر بیٹھ گئے :

"اب ہو جائے کیس کی تفصیل ۔"

"کیس عام سا ہے ... اس میں کوئی خاص بات نہیں ... ایک شخص ہے فرزان ڈابا ...."

"کیا !!!" خان رحمان بُری طرح چلائے ۔

☆☆☆☆☆

جاسو

ان کی نظریں خان رحمان پر جم کر رہ گئیں ، ادھر وہ بہت حیرت زدہ نظر آرہے تھے :

"ہمیں آپ کی حیرت پر بہت حیرت ہے انکل ۔" فاروق نے پریشان ہو کر کہا۔

"فاروق کا مطلب ہے ...اتنی حیرت ہونی نہیں چاہیے آپ کو ... ظاہر ہے ... فرزان ڈابا اس شہر کا مشہور و معروف آدمی ہے ... اس کے تعلقات بہت بڑے بڑے لوگوں سے ہیں ... اس سے متعلق کسی کیس کا شروع ہوجانا ہرگز حیرت کی بات نہیں ہوسکتی... لیکن آپ کی حیرت ہم سے کہہ رہی ہے ... آپ فرزان ڈابا کو ہم سے زیادہ جانتے ہیں ۔" محمود جلدی جلدی کہتا چلا گیا ۔

"ہاں! یہی بات ہے ۔" وہ کھوئے کھوئے انداز میں بولے ۔

"تب پھر بتائیں... آپ کیا جانتے ہیں ۔" فرزانہ بے تابانہ

www.bookspk.net

بولی۔

"نہیں!" انہوں نے زوردار انداز میں سر ہلایا۔

"جی کیا مطلب ... یہ آپ ایک عدد نہیں کہاں سے لے آئے۔"

"کیوں ... کیا اردو کی لغت میں لفظ نہیں، نہیں ہے۔" پروفیسر ہکلائے۔

"دیکھا تم نے ... اب ہم بھی تمہارے انداز میں رنگتے جا رہے ہیں۔" انسپکٹر جمشید بولے۔

"ہمیں افسوس ہے۔" تینوں ایک ساتھ بولے۔

"لیکن کس بات پر۔" پروفیسر بے دھیانی کے عالم میں بولے۔

"اس بات پر کہ آپ لوگ ہمارے انداز میں باتیں کرنے لگ گئے ہیں۔"

"حد ہوگئی ... کام کی بات درمیان میں رہی جاتی ہے۔"

"اوہ ہاں انکل خان رحمان... آپ نے وہ نہیں کس خوشی میں کہا تھا۔" فاروق بولا۔

"لیجیے ... اب لفظ نہیں بھی کسی خوشی میں کہا جانے لگا۔" محمود

www.bookspk.net

نے منہ بنایا۔

"لگتا ہے ... تم بات نہیں سننے دو گے۔" انسپکٹر جمشید نے جھلا کر کہا ... انہوں نے ایک دم چپ سادھ لی ...

اب خان رحمان نے کہا:

"میں پہلے خود نہیں بتاؤں گا ... تم لوگ بتاؤ... فرزان ڈابا کا کیا مسئلہ ہے۔"

"اوہ اچھا! یہ بات ہے انکل ... خیر ...تو سنیے۔"

محمود نے ساری تفصیل سنا دی ... وہ حیرت زدہ سے انداز میں ... ہے۔ آخر اس کے خاموش ہونے پر بولے:

"فرزان ڈابا سے میرا واسطہ پڑ چکا ہے۔"

"اوہو ... اچھا۔" ان کے منہ سے نکلا۔

"ہاں! اس نے ایک بار مجھ سے ایک بہت بڑا سودا کیا تھا... میرا مطلب ہے ... کچھ جواہرات خریدنے تھے... ہیروں کی قیمت ادا کرنے کا وقت آیا تو کہنے لگا دو دن بعد آپ کو گھر بیٹھے رقم مل جائے گی ... آپ کے بنک میں جمع کرا دی جائے گی ... میں نے کہا ... ٹھیک ہے ... دو دن گزر گئے تو اس کا فون آیا ... کہ اسے ایک پارٹی سے بہت بڑی رقم لینی تھی ... وہ وصول نہیں ہوئی ... اب یا تو

آپ اپنے ہیرے واپس لے لیں... یا پندرہ دن تک انتظار کر لیں... میں ایسے کاروبار کا عادی نہیں ... لہٰذا میں نے فوراً کہہ دیا کہ آپ ہیرے واپس کر دیں ... وہ فوراً آ گیا ... ہیروں کا بکس کھول کر میرے سامنے رکھ دیا ... میں نے پہلے تو ہیروں کو گنا ، پھر ان کو چیک کیا ، ان کا وزن کیا ... مجھے کچھ شک سے گزرا ... میں نے چند ہیروں کو دیکھا تو وہ نقلی تھے... لیکن تھے بالکل میرے ہیروں کی شکل کے ...میں نے وہ الگ کر دیے ... اور ان سے کہا... یہ ہیرے میرے نہیں ہیں... بلکہ یہ نقلی ہیں... وہ اڑ گیا کہ نہیں صاحب... ہیرے آپ کے ہیں... اور اس کا مطلب ہے خود آپ نے مجھے نقلی ہیرے دیے تھے... آپ پر تو میں جعل سازی کا کیس درج کرا دوں گا بلکہ۔''

'' اوہ ؟'' ان سب کے منہ سے مارے حیرت کے نکلا ۔

اسی وقت انسپکٹر جمشید نے اکرام کے نمبر ملائے:

'' اکرام ... فرزان ڈابا کے بارے میں جاننا چاہتا ہوں۔''

'' غیر قانونی کاروباری سرگرمیوں کے حوالے سے ان کا نام اکثر سامنے آیا ہے ہیں ... لگتا یہی ہے کہ لمبے چوڑے ہاتھ مارنے کے چکر میں رہتے ہیں ... لیکن ان کا کوئی فراڈ پکڑا نہیں گیا ...

بڑے بڑے آفیسرز سے ان کے گہرے تعلقات ہیں ... ان کے ذریعے یہ اپنے آپ کو بچائے رکھتے ہیں ...'' یہاں تک بتا کر اکرام خاموش ہوگیا ۔

'' اور تمہارے سادہ لباس والے وہاں مقرر ہیں۔''

'' جی ہاں! ان کی طرف سے کوئی رپورٹ نہیں ملی۔''

'' اچھی بات ہے ... شکریہ !'' یہ کہہ کر انہوں نے فون بند کر دیا اور سب کی طرف مڑتے ہوئے بولے :

'' ہاں خان رحمان ! تم کہہ رہے تھے کہ فرزان ڈابا نے تم پر جعل سازی کا کیس کرنے کی دھمکی دی ...''

'' ہاں! اب بھلا میں کوئی ان سے ڈرنے والا تھا ... وہ لگا مجھ سے سخت لہجے میں بات کرنے ... آخر میں اس نے کہا :

'' چلیے میں آپ کے بارے میں خاموشی اختیار کر لیتا ہوں ... پکڑیں اپنے ہیرے ... آپ نے ان ہیروں پر انکم ٹیکس اور دولت ٹیکس ادا نہیں کیا ہوگا ... اور انکم ٹیکس والوں سے ان ہیروں کو چھپا کر رکھا ہوگا ... لہٰذا اگر میں آپ پر پولیس کیس کروں گا تو آپ کو ٹیکس چھپانے کے جرم میں گرفتار کرلیا جائے گا اور لاکھوں روپے جرمانہ الگ ادا کرنا پڑے گا۔''

www.bookspk.net

یہ کہہ کر اس نے نقلی ہیرے میرے ہاتھ پر رکھے اور اٹھ کھڑا ہوا ... مجھے ڈرا دھمکا کر اور پولیس اور انکم ٹیکس کا نام لے کر گویا وہ چاہتا تھا کہ میں اپنی عزت کی خاطر اس معاملے میں خاموشی اختیار کر لوں ... اپنے ان ہیروں کو بھول جاؤں ، جن کی جگہ وہ نقلی ہیرے لے کر آئے تھے ... میں نے فوراً کہا:

'' آپ کو اصلی ہیرے تو دینے ہوں گے ... ٹیکس میں پائی پائی کا ادا کرتا ہوں اور اس معاملے میں مجھے کسی کا ڈر نہیں ہے ... ڈر ہونا چاہیئے تو آپ کو ... کیونکہ ان تمام معاملات میں آپ کو ضرور پھنسوا سکتا ہوں ... ابھی آپ مجھے نہیں جانتے۔ جب میں نے یہ کہا تو وہ چونک اٹھا ... اس نے پوچھا... آپ اپنے بارے میں بتا دیں ... ہم تو بس آپ کو ہیروں کے سوداگر کے طور پر جانتے ہیں ... کسی نے آپ کے بارے میں بتایا تھا ... سو میں آگیا ہیرے دیکھنے ... ہیروں کی خرید و فروخت میرا روز کا کام ہے ... اس پر میں نے انہیں بتا دیا کہ میں انسپکٹر جمشید کا گہرا دوست ہوں ... اور اخبارات میں آپ ان کے نام کے ساتھ میرا نام پڑھ سکتے ہیں ... یہ سنتے ہی اسے سانپ سونگھ گیا ... فرزان ڈابا نے ہیرے فوراً جیب سے نکالے ... مجھے ہی میرے آفس سے نکل گیا۔''

www.bookspk.net

یہاں تک کہہ کر خان رحمان خاموش ہو گئے۔

'' لیکن خان رحمان ... تم نے یہ واقعہ ہمیں کیوں نہ بتایا ... اس سے تو صاف ظاہر ہے ... یہ شخص دھوکے باز ہے۔''

'' مجھے یہ کام کرنا تھا ... تمہیں ساری بات بتانا تھی ... لیکن اسی روز تم لوگوں کو ایک مہم پر جانا پڑ گیا ... اس مہم سے فارغ ہوئے تو بٹوما والی مہم آن پڑی ... بس پھر میں نے بھی اس طرف توجہ نہ دی ... یہ تو اب اس کا نام سامنے آیا تو میں اچھلا ... اب گویا کوئی شخص اسے قتل کرانا چاہتا ہے ... تو اس میں عجیب بات کوئی نہیں ... ایسے آدمی کے دشمن تو نہ جانے کتنے ہوں گے ... کتنے لوگوں کے ساتھ فراڈ کیا ہوگا۔''

'' تب پھر ہم اس کے کیس پر کام کیوں کریں ... کوئی اسے ختم کرانا چاہتا ہے تو کرائے۔'' پروفیسر داؤد نے بُرا سا منہ بنایا۔

''نہیں خیر ... یہ تو سوچ نہیں ہونی چاہیے ... ہمارا کام ہے ... جرم کو ہونے سے روکنا ... اور جرم ہو جائے تو مجرم کو پکڑنا ... اور اس وقت جو صورت حال ہے ... اس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ کوئی اسے قتل کرنا تو چاہتا ہے۔''

'' یہ اس کا اپنا چکر بھی تو ہوسکتا ہے جمشید۔'' خان رحمان نے

جلدی سے کہا۔

''ہم یہ بات کہہ سکتے تھے ... اگر محمود اور فاروق بالکل نئے راستے پر سیر کے لیے نہ جاتے ... سیر کا یہ راستہ انہوں نے اس طرف پہلی بار اختیار کیا تھا... اگر یہ وہاں نہ ہوتے تو وہ خط گر جاتا ... اس سے کوئی فرق نہ پڑتا۔ قتل کرانے والا کرائے کے قاتل کی تصاویر لے چکا تھا ...اور اس جگہ کو بس اتنے سے کام کے لیے منتخب کیا گیا تھا ... لہٰذا میں یہ بات دعوے سے کہہ سکتا ہوں کہ یہ معاملہ فرزان ڈابا کا ترتیب دیا ہوا نہیں ہے ... کوئی ہے ... جو اس کی جان لینا چاہتا ہے ...اور ہمیں یہ جاننا چاہیے کہ وہ کون ہے ... ویسے اگر ہم اس شخص کو تلاش کر لیں ... جو پیسے اور لفافہ لے کر گیا ہے... تو کیس بہت جلد ختم ہو سکتا ہے ... ہم اس سے پوچھ لیں گے کہ اسے اس کام پر کس نے مقرر کیا تھا ... ارے ہاں ... محمود، فاروق ...تم نے تو اسے دیکھا تھا۔''

''جی بالکل دیکھا تھا ... اور بہت صاف طور پر دیکھا تھا۔''

''بس تو پھر ... بن گیا کام... تم ذرا اس کی تصویر بنا دو۔''

''جی ... جی اچھا میں بنا دیتا ہوں۔'' محمود بولا اور لگا تصویر بنانے ... ادھر انسپکٹر جمشید نے ایک بار پھر اکرام کو فون کیا:

''اکرام ... تم ذرا گھر آجاؤ۔''

''جی اچھا، ابھی آیا ...''

''فرزان ڈابا کی کوٹھی میں تو سب خیریت ہے نا۔''

''جی ہاں... وہاں مکمل خاموشی ہے۔''

''ٹھیک ہے... تم آجاؤ۔''

جلد ہی اکرام وہاں آگیا ... اس وقت تک محمود تصویر بنا چکا تھا... انہوں نے تصویر اکرام کے سامنے رکھ دی ... اکرام لگا اسے غور سے دیکھنے ... پھر اچانک اس کی آنکھوں میں حیرت دوڑ گئی... اس نے کہا:

''یہ ... جاسو ہے۔''

☆☆☆☆☆

www.bookspk.net

گڑبڑ

''جاسو!'' ان کے منہ سے ایک ساتھ نکلا۔

''جی ہاں! کئی بار کا سزا یافتہ ... بلکہ ایک بار تو ا
آپ نے بھی گرفتار کیا تھا۔''

''اوہو اچھا ...'' یہ کہتے ہوئے انہوں نے تصویر اپنے سا
کرلی... دراصل اس تصویر کو غور سے وہ ابھی دیکھ رہے تھے۔
انہوں نے کہا:

''ہاں! یاد آگیا ...اور غالباً یہ آخری بار جیل سے بھاگ
تھا... اس وقت سے اب تک پکڑا نہیں گیا۔''

''جی ہاں! بالکل یہی بات ہے۔''

''خیر ... اب اسے پکڑ لیں گے۔''

''جیل سے بھاگا ہوا ہے سر ... اپنی جانی پہچانی جگہوں
ملے گا نہیں۔''

''کوئی بات نہیں ... ہم آج شام ہوٹل فرزان جا رہے ہیں...
تم بھی ہوٹل کے اطراف اپنے ماتحتوں کے ساتھ موجود رہنا۔''

''ٹھیک ہے سر۔''

''فرزانہ تم ذرا فرزان کی بیٹی سے پوچھو ... اس کے ابو ہوٹل
میں کس وقت جاتے ہیں۔''

''جی اچھا۔'' یہ کہہ کر فرزانہ نے شونی کو فون کیا اور اس کا
جواب سن کر ان سے بولی:

''شام پانچ سے رات دس بجے تک وہ ہوٹل میں رہتے ہیں ...
یا پھر کبھی کبھی صبح سویرے ہوٹل کے جم میں سوئمنگ کرنے اور دوستوں
کے ساتھ ناشتہ کرنے۔''

''ہوں ...اچھا ...!''

''کیا آپ یہ سوچ رہے ہیں کہ ان پر حملہ وہاں بھی ہوسکتا
ہے۔''

''ہاں کیوں نہیں... قاتل کا پہلا وار خالی جا چکا ہے ... اب
ظاہر ہے... وہ دوسرا وار تو کرے گا ...اور دوسرا وار وہ کہیں بھی اور
کسی بھی انداز سے کرسکتا ہے ...''

''کیا ان حالات میں فرزان ڈابا کو ہوٹل جانا چاہیے۔''

www.bookspk.net

خان رحمان نے کہا۔

''کیا خیال ہے ... اس سے کہہ کر دیکھیں ... کہ آج وہ ہوٹل نہ جائے۔''

''ایسا کر کے دیکھ لینے میں کیا حرج ہے ... اس طرح اس کا جواب پتہ چل جائے گا۔'' انہوں نے کہا۔

اب پھر فرزانہ نے شونی کو فون کیا ... سلسلہ ملنے پر کہا:

''السلام علیکم شونی میرے والد کا آپ کے والد کو یہ مشورہ ہے کہ وہ آج ہوٹل نہ جائیں ... وہاں ان کے لیے شدید خطرہ ہے۔''

''نہیں فرزانہ ... وہ آج نہیں رکیں گے ... آج ہوٹل میں ایک خاص پروگرام ہے ... وہاں سانپوں کا ایک شو ہو رہا ہے۔''

''کیا کہا ... سانپوں کا شو۔'' فرزانہ نے حیرت سے پوچھا۔

''ہاں! کئی ماہر سپیرے اپنے اپنے فن کا مظاہرہ کریں گے ... ہوٹل کے ہال کی اور بالکنیوں کی تمام سیٹوں کی بکنگ ہو چکی ہے ... اگرچہ ٹکٹ فی کس پانچ ہزار روپے رکھا گیا تھا ... پاپا ہی اختتامی تقریر کریں گے ... بڑے بڑے آفیسرز اور شہر کے نامور لوگ آ رہے ہیں ... ان حالات میں یہ کیسے ممکن ہے کہ پاپا نہ جائیں ... بلکہ آج تو ہم سب بھی جا رہے ہیں۔''

''اوہ ... اوہ ... یہ ... یہ بہت غلط ہوگا۔'' فرزانہ چلا اٹھی۔

''کیا مطلب ... کیا غلط ہوگا۔''

''تمہارے والد گھر میں ہیں۔''

''ہاں بالکل ہیں۔''

''میرے ابا جان سے ان کی بات کرا دو ... اپنا موبائل ہی جا کر ان کے کان سے لگا دو ... بہت ضروری بات ہے۔''

''اچھی بات ہے فرزانہ۔''

اب فرزانہ نے انہیں وہ ساری بات بتائی جو شونی نے بتائی تھی:

''ٹھیک ہے ... میں انہیں روکنے کی کوشش کروں گا۔''

جلد ہی فرزان ڈابا کی آواز سنائی دی:

''جی انسپکٹر صاحب... فرزان ڈابا بات کر رہا ہوں۔''

''آپ کی صاحبزادی کے ذریعے پتا چلا کہ آج آپ کے ہوٹل میں سانپوں کا شو ہے ... میرا مشورہ ہے کہ آپ آج ہوٹل ہرگز نہ جائیں ... غالب امکان ہے کہ وہاں آپ کی موت کے لیے جال بچھایا جا چکا ہو۔''

''اور یہ بھی ممکن ہے کہ وہاں میرے لیے کوئی خطرہ نہ ہو ... آپ کا مشورہ سر آنکھوں پر ... لیکن آج جانا ضروری ہے۔'' انہوں نے

www.bookspk.net

ہنس کر کہا۔

"آپ بھول رہے ہیں ... آپ کے گھر سے ریموٹ کنٹرول بم مل چکا ہے۔"

"میں یہ بات کیسے بھول سکتا ہوں ... لیکن یہ بات آپ بھی جانتے ہیں کہ اس خطرے کے باعث آخر میں کب تک اپنی کاروباری مصروفیات ملتوی کر سکتا ہوں۔"

"اگر آپ آج کے پروگرام میں نہ جائیں تو کیا حرج ہے۔"

"دراصل آج میں نے بہت بڑے بڑے لوگوں کو دعوت دے رکھی ہے ... سو سب میرے ذاتی مہمان ہیں ... اب بھلا یہ کیسے ممکن ہے کہ مہمان تو آجائیں لیکن میزبان ان کے استقبال کیلئے موجود ہی نہ ہو ... اگر میں نہیں جاؤں گا تو وہ سب بُرا مانیں گے۔"

www.bookspk.net

"آپ کی مرضی ... میں نے آپ کو خبردار کر دیا ... اور ہاں! ... اگر آپ کا جانا لازم ہے تو پھر ہمارا وہاں موجود ہونا بھی ضروری ہے ... ہم بھی آج یہ پروگرام دیکھنا چاہتے ہیں۔"

"ہاں! اس کی گنجائش ہے ... آپ وہاں پہنچنے پر مجھ سے رابطہ کر لیجیے گا ..."

"اور اگر آپ کا فون بند ہوا۔" انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"بند نہیں ہوگا۔"

"آپ ہمارے بارے میں ابھی ہدایات کیوں نہیں دے دیتے ... استقبالیہ پر جو لوگ موجود ہوں گے ... بس انہیں بتا دیں کہ اندر داخل ہونے سے نہ روکا جائے۔"

"اچھی بات ہے ... میں کہہ دیتا ہوں... شکریہ۔" اس نے جلدی سے فون بند کر دیا ... شاید وہ ڈر رہا تھا کہ کہیں وہ نہ کہہ بیٹھیں۔

"ان حضرت نے کہہ تو یہ دیا ہے ... لیکن میرا خیال ہے کہ یہ موجود ملازمین سے کہیں گے نہیں۔"

"پھر ہمارا داخلہ کس طرح ہوگا۔"

"پتا نہیں... لیکن ہم جائیں گے ضرور اور اندر داخل بھی ہوں گے ... کیونکہ مجھے یقین ہے ... ہوٹل میں ڈابا پر حملہ ضرور ہوگا۔"

"اللہ اپنا رحم فرمائے ... میں شوکی کو کیا منہ دکھاؤں گی۔"

"یہی منہ دکھا دینا۔" فاروق نے فوراً کہا۔

"میں نے تم سے نہیں کہا۔" وہ جل گئی۔

"اوہ اچھا ... سوری ..."

وہ پروگرام شروع ہونے سے ایک گھنٹہ پہلے ہوٹل فرزان کے

سامنے پہنچ گئے ... ہوٹل جگ مگ جگ مگ کر رہا تھا۔ وہ کار سے اتر کے سیدھے استقبالیہ کاؤنٹر پر پہنچے ... ابھی مہمانوں کی آمد شروع نہیں ہوئی تھی۔

اسی وقت پروفیسر داؤد کی نظر اپنی ہتھیلی پر رکھے ایک ننھے سے آلے پر پڑی ... وہ بری طرح چونکے اور پھر انسپکٹر جمشید کو آنکھوں ہی آنکھوں میں انہوں نے کوئی اشارہ کیا ...

انسپکٹر جمشید کی آنکھوں میں ایک چمک سی لہرائی ...

لیکن ان دونوں کے درمیان اس اشارے کو کوئی اور محسوس نہ کر سکا۔

شاندار استقبالیہ کاؤنٹر پر دو مرد اور ایک خاتون موجود تھے ... تینوں ہی سوٹ میں ملبوس تھے۔ ان کو دیکھتے ہی ان میں سے ایک نے خوشگوار مسکراہٹ چہرے پر سجاتے ہوئے ان کی طرف دیکھا:

''گڈ ایوننگ سر ...'' اس کے منہ سے نکلا۔

''ایوننگ ... ڈابا صاحب نے آپ کو ہمارے بارے میں بتا دیا ہوگا ... آج کے اسپیشل پروگرام کے حوالے سے ... دراصل ہمارے نام کی بکنگ نہیں ہے ... لیکن ہم ڈابا صاحب کے مہمان ہیں ... ہمیں اندر جانے کی اجازت ہے ...''

''آپ کے نام سر؟'' اس نے جلدی سے کہا۔

انہوں نے نام بتا دیے۔ اس نے فوراً کمپیوٹر مانیٹر پر نظر ڈالی ... پھر اسی مخصوص مصنوعی خوشگوار مسکراہٹ کے ساتھ بولا:

''آئی ایم سوری سر ... ڈابا صاحب نے آپ کے بارے میں ہمیں کوئی ہدایات نہیں دیں۔''

یہ سن کر انسپکٹر جمشید نے اپنے ساتھیوں پر ایک نظر ڈالی، پھر مسکرا دیئے ... جیسے کہہ رہے ہوں، دیکھا، میرا اندازہ درست ثابت ہوا ... پھر بولے:

''بہتر ہوگا کہ آپ ڈابا صاحب سے رابطہ کر کے تصدیق کرلیں۔''

''ہمیں فون کرنے کی اجازت نہیں ہے... بس یہ حکم ہے کہ جن کے پاس کارڈ ہوں گے ... انہیں اندر داخل ہونے کی اجازت ہوگی۔''

''اچھی بات ہے ...تو پھر بتا دیں اپنے ڈابا صاحب کو ... اگر ہمیں اندر داخل ہونے کی اجازت نہ ملی تو کوئی بھی اندر نہیں جا سکے گا ... اعلان کر دیں کہ آج کا پروگرام منسوخ کر دیا گیا ہے ... اور ایسا آئی جی پولیس کے احکامات کے تحت ہوگا۔''

www.bookspk.net

''کیا کہہ رہے ہیں ... آپ... آپ اور اتنے بڑے بڑے لوگوں کو اندر جانے سے روک لیں گے۔''

'' ہمیں کیا ضرورت ہے روکنے کی ... وہ خود رک جائیں گے ... ادھر دیکھیے ... کان کھول کر سنئے ... اندر ایک عدد ریموٹ کنٹرول بم رکھا جا چکا ہے ...''

'' کیا !!!'' وہ چلا اٹھا۔

'' اور وہ اس وقت پھٹے گا... جب پروگرام پورے عروج پر ہوگا۔''

'' نہیں۔'' وہ پھر چلا اٹھے۔

'' اب کرتے رہیں نہیں نہیں ... اور اگر چاہتے ہو ... ہم اس بم کو نکال کر باہر پھینکیں ... تو ہمیں فوراً اندر جانے دیں ... اگر آپ خود ایسا نہیں کر سکتے ... تو ڈابا سے رابطہ کریں... انہیں صورت حال بتائیں ...''

'' آپ ... آپ مذاق کر رہے ہیں۔'' وہ ڈرے ڈرے انداز میں ہنسا۔

'' اچھی بات ہے... ہم اخباری نمایندوں کو بلا رہے ہیں... انہیں ساری صورت حال بتا دیں گے ... ہم انہیں یہ بھی بتا دیں گے

کہ یہ حضرات اندر بم کی اطلاع نہیں دے رہے ہیں ... نہ ہمیں اندر جانے دے رہے ہیں ... لہٰذا ہم پہلے ہی خبردار کیے دے رہے ہیں ... آج رات یہاں بم پھٹے گا اور بہت قیمتی جانیں ضائع ہوں گی ... اب بھی وقت ہے ... اندر اطلاع کر دیں۔''

'' سوری سر ... ہمیں آپ کی بات پر اعتماد نہیں۔''

'' اچھی بات ہے ... آپ کی مرضی ... اب جو ہوگا ، اس کی ذمے داری آپ لوگوں پر ہوگی۔''

'' ابا جان آپ ڈابا کو فون کیوں نہیں کر لیتے۔'' فاروق بولا۔

انسپکٹر جمشید اس کی بات سن کر مسکرائے پھر بولے :

'' تو تم یہ سمجھتے ہو کہ وہ فون آن کیے بیٹھے ہوں گے ۔ لو میں تمہیں دکھا دیتا ہوں۔'' یہ کہہ کر انہوں نے فرزان ڈابا کے نمبر ملائے ... لیکن موبائل آف تھا ... وہ مسکرا کر رہ گئے ۔

'' لیکن ڈابا صاحب ایسا کیوں کر رہے ہیں۔''

'' دماغ کا فتور ... اور کیا۔''

'' اب کیا کریں ...''

'' وہی جو میں نے کہا ہے... کیونکہ اگر ہم وقت سے پہلے نہ گئے تو بم تلاش نہیں کر سکیں گے ...اس میں بھی تو وقت صرف ہوگا۔''

www.bookspk.net

''لیکن آپ کو کیسے پتا ... کہ اندر بم ہے۔'' فرزانہ بولی۔

یہ سوال ان سب کے ذہن میں بھی تھا ... یہاں آنے سے پہلے یہ خدشہ تو تھا کہ بم رکھا جا سکتا ہے ... لیکن انسپکٹر جمشید اس قدر یقین سے کہہ رہے تھے کہ سب ہی حیران تھے۔

لیکن انسپکٹر جمشید نے تو جیسے فرزانہ کا سوال سنا ہی نہیں ...

اب انہوں نے اپنے قریبی اخباری نمایندوں کو فون شروع کیے ... اور انہیں جلد از جلد ہوٹل فرزان میں آنے کے لیے کہا ... صرف چند منٹ بعد ہی اخباری نمایندوں کی گاڑیاں آنا شروع ہوگئیں ... پھر وہ گاڑیوں سے اتر کر ان کے گرد جمع ہونے لگے ... اس وقت انہوں نے استقبالیہ لوگوں کے چہروں پر پریشانی کے آثار دیکھے۔ پھر ایک نے موبائل پر رابطہ شروع کر دیا ... لیکن اب انہوں نے ان کی طرف توجہ نہ دی ... اور اخباری نمایندوں کو تفصیل بتانے لگے ، ادھر محمود ، فاروق ، فرزانہ، خان رحمان پریشان تھے ... کیونکہ اندر بم موجود ہونے کی تو کوئی اطلاع ہی نہیں تھی ... وہ حیران تھے کہ انسپکٹر جمشید یہ کر کیا رہے ہیں ... اچانک استقبالیہ کاؤنٹر سے ایک آدمی اٹھ کھڑا ہوا اور جلدی سے ان کی طرف آیا۔ اس کے ہاتھ میں موبائل تھا: ''یہ لیں ... ڈابا صاحب سے بات کریں۔''

''اب ہم بات نہیں کریں گے ... ہوٹل اڑتا ہے تو اڑ جائے... ذمے داری تو آپ پر ہو گی نا۔''

''اوہو ... سر آپ ڈابا صاحب سے بات تو کر لیں نا۔''

''نہیں ... انہیں باہر بلائیں ... ہمیں تم لوگوں نے دو کوڑی کا نہیں سمجھا ... اب ہم بتائیں گے کہ ہم کیا ہیں ... آپ لوگ سن رہے ہیں ...'' انہوں نے بعد والا جملہ اخباری نمایندوں سے کہا۔

''جی بالکل سن رہے ہیں، آپ کی بات نہیں سنیں گے تو کس کی سنیں گے ... آپ تو ہمارے ملک کے ذمے دار ترین لوگوں میں سے ہیں۔ آپ نے تو ان گنت مرتبہ ملک کو بڑے بڑے طوفان سے بچایا ہے ... ہم اور آپ کی بات نہیں سنیں گے۔''

''تو پھر لکھیے تفصیل۔''

''یہ... یہ آپ کیا کر رہے ہیں ... ٹھہر جائیں ... ہم ڈابا صاحب کو بلاتے ہیں۔''

انہوں نے جیسے اس کا جملہ سنا ہی نہیں ... اخباری نمایندوں کو تفصیل سے بتانے لگے کہ یہاں ان کے ساتھ کیا ہوا ہے ... اخباری نمایندے ساتھ ساتھ لکھ رہے تھے... ایسے میں انہوں نے فرزان ڈابا کو باہر آتے دیکھا ... وہ تیر کی طرح انسپکٹر جمشید کے پاس آئے...

www.bookspk.net

انہیں اخباری نمایندوں کو ادھر ادھر کر کے ان تک آنا نصیب ہوا :

'' فرمایئے ... میں حاضر ہوں۔'' ان کے لہجے میں طنز تھا۔

'' اندر ریموٹ بم موجود ہے ... آپ نے ہم سے وعدہ کیا تھا کہ ہمیں اندر آنے کی اجازت ہو گی ... اور یہ کہ آپ استقبالیہ کاؤنٹر والوں کو بتا دیں گے ... لیکن آپ نے ایسا نہیں کیا ...''

'' میں بھول گیا تھا... اب آپ کو اجازت ہے... لیکن پہلے بم تلاش کر دیں۔'' فرزان ڈابا کے لہجے میں جھوٹ کی لرزش تھی۔

'' ہاں! کیوں نہیں ... آیئے پروفیسر صاحب ... اندر چلتے ہیں ... اندر بھی ہم آپ کی بھلائی کے لیے جا رہے ہیں۔''

'' کوئی میرے پیچھے نہیں پڑا ہوا ... یہ کسی کا فریب ہے، بس وہ مجھے خوفزدہ کرنا چاہتا ہے ... لیکن میں خوفزدہ ہونے والا نہیں۔''

'' آیئے آیئے ... چلیے پروفیسر صاحب۔''

اور پھر وہ اندر داخل ہوئے... پروفیسر صاحب نے اس وقت بہت الجھن محسوس کی ... انہوں نے اپنے آلات نکال لیے ... پھر جونہی انہوں نے آلات آن کیے ... ان کے چہرے پر حیرت دوڑ گئی ... وہ ایک سمت میں آگے بڑھے... پھر ایک بالکونی تک چلے آئے ... انہوں نے دیکھا، ان کے آلات ایک کونے میں گل دان کی طرف

اشارہ کر رہے تھے ... انہوں نے کہا :

'' آپ میں سے کوئی اس گل دان کے پھولوں میں دیکھیں ... کوئی ننھا سے بم موجود ہے یا نہیں۔'' یہ کہتے ہوئے انہوں نے اخباری نمایندوں کو اشارہ کیا۔

ان میں سے ایک ڈرتے ڈرتے گل دان کی طرف بڑھا :

'' ڈرنے کی ضرورت نہیں ... ابھی اس کا وقت نہیں ہوا۔''

اخباری نمایندہ گل دان تک پہنچ گیا ... اس نے پھولوں کے درمیان ہاتھ ڈالا ... پھر جونہی ان کا ہاتھ باہر نکلا ... ان کے منہ سے ایک چیخ نکل گئی :

www.bookspk.net

☆☆☆☆☆

ٹھہر جائیں

اخباری نمائندے کے ہاتھ میں انہیں بالکل ویسا ہی بم نظر آیا تھا جیسا بھالو کے پیٹ سے ملا تھا۔ اب تو فرزان ڈابا کا رنگ اڑ گیا:

''آپ کو اسی بالکونی میں بیٹھنا تھا نا۔''

''ہاں! اور یہاں میرے ساتھ بہت خاص لوگ ہوتے۔''

''اب آپ کیا کہتے ہیں... کوئی آپ کو ہلاک کرنا چاہتا ہے یا نہیں۔''

''اب... اس کے سوا کیا کہا جاسکتا ہے۔'' فرزان ڈابا نے ہونٹوں پر زبان پھیری۔

''چلیے ... شکر ہے... آپ نے یہ بات تو مانی... اب آپ بتائیں... ہم ہوٹل کا پروگرام دیکھ سکتے ہیں یا نہیں... کیونکہ آپ کے لیے اب بھی زبردست خطرہ ہے... ظاہر ہے قاتل ہوٹل میں موجود ہے ... یا ہوگا ... اپنا بم والا وار خالی جاتے دیکھ کر وہ کسی اور رخ سے

وار کرے گا ... یہ بات ذہن میں رہے ...وہ آپ کے قتل کا معاوضہ وصول کر چکا ہے ... لہٰذا جب تک اس کام کو کر نہیں لے گا ... چین سے نہیں بیٹھے گا... ہم نے یہ بھی معلوم کر لیا ہے کہ وہ کون ہے ... وہ ایک پرانا جرائم پیشہ ہے ... اور جیل سے بھاگا ہوا ہے... ہم جب یہاں چاروں طرف نظر دوڑائیں گے... تو ہوسکتا ہے، اسے پہچان لیں اور اس طرح اس کے وار سے آپ کو بچا سکیں۔''

''ٹھیک ہے... میں غلطی پر تھا... آپ بہت اچھے لوگ ہیں... جو لوگ آپ کے ساتھ انتہائی توہین آمیز سلوک کرتے ہیں، آپ تو ان کی بھی جان بچانے کی کوشش کرتے ہیں... میں آپ کے لیے نشستوں کا انتظام کرتا ہوں۔''

اور پھر انہیں عین اسٹیج کے نزدیک سیٹیں دی گئیں... اس وقت انسپکٹر جمشید نے کہا:

''محمود، فاروق ... تم دونوں نے قاتل کو اچھی طرح دیکھا ہے... اب ذرا ایک طرف سے شروع ہو جاؤ اور دیکھتے چلے جاؤ... وہ کہیں نظر آتا ہے یا نہیں ... مجھے یقین ہے ... وہ ہال میں موجود ہے... البتہ اس بات کا امکان ہے کہ ہلکے پھلکے میک اپ میں ہو۔''

''آپ فکر نہ کریں ... اگر وہ یہاں ہے تو انشاء اللہ ہم اسے

www.bookspk.net

دیکھ لیں گے۔'' محمود نے کہا اور پھر دونوں نے اپنا کام شروع کر دیا ... انہوں نے ایک سرے سے نظر دوڑائیں اور دوسرے سرے تک پہنچ گئے... وہاں سے واپس پلٹے تو پھر پہلے سرے تک آگئے... لیکن بین والا شخص انہیں کہیں نظر نہ آیا۔

'' ابا جان! ہمیں افسوس ہے... آپ کا اندازہ غلط ثابت ہو گیا۔'' محمود نے مسکرا کر کہا۔

'' تمہارا مطلب ہے... وہ تمہیں کہیں نظر نہیں آیا۔'' وہ بولے۔

'' جی ہاں!''

'' تم نے سنا خان رحمان۔''

'' ہوں... کیا...''

'' انہیں قاتل یہاں کہیں نظر نہیں آیا۔''

'' کک... کون...''

'' ارے بھئی... وہی کرائے کا قاتل... جس کی جیب سے ابا گرا تھا۔''

'' اوہ اچھا... چلو اچھا ہے نہیں نظر آیا تو نہ سہی۔'' خان رحمان خوش ہو کر بولے۔

'' حد ہوگئی خان رحمان... بھئی اسے فرزان ڈابا پر وار کرنا ہے... لہذا یہاں وہ ضرور آئے گا۔''

'' چلو کوئی بات نہیں... جب آئے گا تو دیکھ لیں گے۔'' پروفیسر بولے۔

عین اس لمحے انہیں بین کی آواز سنائی دینے لگی... لیکن بین بجانے والا نظر نہیں آرہا تھا... اسٹیج کے دوسری طرف ایک سیاہ دھاری دار پردہ لٹکا ہوا تھا... اس پردے کے پیچھے سے یہ آواز آرہی تھی... سب لوگ بین کی آواز پر جھوم اٹھے... پھر یک لخت بین کی آواز رک گئی اور اسپیکر پر فرزان ڈابا کی آواز گونجنے لگی:

www.bookspk.net

'' خواتین و حضرات! اس ہوٹل کا مالک آپ سے مخاطب ہے، خادم کو فرزان ڈابا کہتے ہیں... آج میں جو شو پیش کرنے جا رہا ہوں، وہ آپ کو مدتوں یاد رہے گا... آج آپ سانپوں کے حیرت انگیز مناظر دیکھیں گے... ماسٹر کالیا اپنے فن کا مظاہرہ کریں گے... میں یہ بات دعوے سے کہہ سکتا ہوں... جتنے سانپ بھی اسٹیج پر نظر آئیں گے ... وہ سب کے سب اصلی ہیں اور زہریلے ہیں... اور کسی کے زہر کے دانت توڑے ہوئے نہیں ہیں...''

'' کیا!!!'' مجمع مارے خوف کے چلا پڑا۔

"لیکن آپ لوگوں کو خوف زدہ ہونے کی ضرورت نہیں ... اس کے چاروں طرف ایسا حصار قائم کیا گیا ہے کہ کوئی سانپ اس حصار سے نکل کر آپ لوگوں کی طرف نہیں آسکتا ... یہ حصار بجلی کا ہے اس لیے آپ کو نظر نہیں آئے گا... مطلب یہ کہ کوئی سانپ اس حصار کی طرف بڑھے گا تو اس کی موت واقع ہو جائے گی ... امید ہے اب آپ بے فکر ہوگئے ہوں گے۔"

"ٹھیک ہے ... ٹھیک ہے۔"

"اب آپ کی خدمت میں آتے ہیں... ماسٹر کالیا ... ان کی ساری زندگی سانپوں کے ساتھ کھیلتے گزری ہے ... یہ سانپوں سے ڈرتے ... البتہ سانپ ان سے ضرور ڈرتے ہیں... لیجیے اب یہ اپنا کھیل شروع کرتے ہیں..."

ان الفاظ کے ساتھ ہی سیاہ پردہ دونوں سرے سے ہٹتا چلا گیا اور بالکل سیاہ رنگ کا ایک آدمی ہاتھوں میں بین لیے اسے ہونٹوں سے لگائے بجاتا ہوا اسٹیج کی طرف آتا نظر آیا... اس کے پیچھے اس کے سات ساتھی تھے... ان کے ہاتھوں میں سانپوں کی پٹاریاں تھیں... ان کے بعد فرزان ڈابا بھی بڑھتے نظر آئے... اچانک بین کی آواز رک گئی ... اور پھر فرزان ڈابا کی آواز سنائی دینے لگی:

"میں ایک بار پھر دخل دے رہا ہوں ... لیکن تعارف کی حد تک ... یہ ہیں ماسٹر کالیا ... سانپوں کی دنیا کے بادشاہ ... یہ سات قسم کے سانپ آپ کو دکھائیں گے ... ان کی خصوصیات آپ کو بتائیں گے ... اور سانپوں کے کرتب آپ کو دکھائیں گے۔"

ان الفاظ کے ساتھ ہی ڈابا کی آواز آنی بند ہوگئی ... اس وقت تک کالیا کے پیچھے آنے والے چیلوں نے سانپوں کی پٹاریاں ایک نیم دائرے میں رکھ دیں پھر وہ اسٹیج کے پچھلے سرے پر جا کھڑے ہوئے۔ صرف ماسٹر کالیا اسٹیج کے درمیان کھڑا رہ گیا ... سات پٹاریاں اس کے سامنے تھیں ... آخر اس کے ہونٹ ہلے... اور ایک گرجتی آواز ہال میں گونجنے لگی:

"معزز خواتین و حضرات ... ماسٹر کالیا آپ کی خدمت میں حاضر ہے... میں آپ کو سات قسم کے خطرناک ترین سانپ دکھاؤں گا اور ان میں سے بھی جو سب سے زیادہ خطرناک سانپ ہے... اس سے اپنی زبان پر ڈسواؤں گا ... اس کے ڈسنے کا ثبوت یہ ہوگا کہ میری زبان سے آپ خون نکلتا دیکھیں گے ... آپ خیال کر سکتے ہیں کہ سانپ ہوگا ہی بے ضرر ... تو اس کا ثبوت بھی دیا جائے گا ... کہ سانپ مکمل زہریلا ہے اور یہ کہ اس کا کاٹا تو پانی بھی نہیں مانگتا ...

www.bookspk.net

اب میں پہلے چھ سانپ دکھاتا ہوں ... آخری سانپ جس سے زبان پر ڈسواؤں گا، آخر میں دکھاؤں گا۔''

یہ کہہ کر وہ خاموش ہوگیا ... پھر پہلی پٹاری پر جھکا اور اس کا ڈھکنا اٹھا کر ایک طرف رکھ دیا ... پھر ہاتھ سے پٹاری کو ہلایا ... اچانک شوں کی زوردار آواز ابھری اور ایک سیاہ ناگ اپنا پھن پھیلا کر پٹاری میں کھڑا ہوگیا... اب کالیا نے اپنا ہاتھ اس کی طرف بڑھایا ... سانپ نے فوراً اس کے ہاتھ پر ڈس دیا۔ تماشائیوں نے کالیا کے ہاتھ کی پشت سے خون نکلتے دیکھا ... اس نے فوراً اس پر کوئی پاؤڈر چھڑک دیا ... اس کی آواز ایک بار پھر ابھری:

'' یہ جنوبی ہندوستان کا سیاہ ناگ ہے ... اس کا ڈسا بچتا نہیں ... آپ پسند کریں تو ایک بلی پر اس کا تجربہ کر کے دکھا سکتا ہوں۔''

سب چپ رہے ... کوئی کچھ نہ بولا:

'' بلی لاؤ۔'' اس نے ایک چیلے کی طرف ہاتھ سے اشارہ کیا... وہ پردے کے پیچھے چلا گیا اور ایک موٹی تازی بلی ہاتھ میں پکڑے کالیا کے قریب آ گیا ...بلی نے جونہی سانپ کو دیکھا ، وہ خوف زدہ انداز میں چیخنے لگی... ایسے میں تماشائیوں میں سے کوئی چلایا:

'' میرا خیال ہے ... بلی کی جان کیوں لی جائے ... بس ایک

www.bookspk.net

ہے... آپ نے کہہ دیا کہ سانپ زہریلا ہے۔''

'' آپ کی مرضی ... ورنہ میں تو ابھی تجربہ کرا دیتا ... اب میں دوسرا سانپ دکھاتا ہوں ...''

یہ کہہ کر اس نے بلی اپنے چیلے کو تھما دی... اور دوسری پٹاری کھولی... اس میں بالکل سفید رنگ کا ایک سانپ تھا... اس کے سر پر بڑے بڑے بال تھے ... اسے دیکھ کر ہی خوف آتا تھا ... کالیا نے اسے بھی گردن سے پکڑ لیا اور اپنے بائیں ہاتھ پر اس سے بھی ڈسوایا اس جگہ سے بھی خون نکلنے لگا ... اس نے وہاں بھی پاؤڈر چھڑک دیا... اب وہ بولا:

'' یہ سانپ اگر کسی کو ڈس لے تو وہ چند سیکنڈ میں پانی بن جاتا ہے... آپ کہیں تو بلی کو پانی بنا کر دکھا دیا جائے۔''

'' نن ... نن۔'' کئی چیخیں ابھریں۔

اب اس نے تیسری پٹاری کھولی۔ اس میں بھورے رنگ کا ایک بہت چھوٹا سا اور پتلا سا سانپ تھا... اس نے اسے چٹکی سے پکڑ لیا اور بولا:

'' دیکھنے میں یہ بہت پتلا ہے اور چھوٹا بھی ... لیکن یہ فضا میں اگر انسان کی پیشانی پر ڈستا ہے اور انسان اسی وقت کھڑے

ختم ہو جاتا ہے ... یعنی جب گرتا ہے تو ختم اس سے پہلے ہو چکا ہوتا ہے ... یہ دیکھئے ... میں اس سے اپنی کلائی پر ڈسواتا ہوں۔''

اس نے اس چھوٹے سانپ کا منہ اپنی کلائی سے لگا دیا ... سانپ نے اسے فوراً ڈس دیا ... لوگوں نے کلائی سے خون بہتے صاف دیکھا... لیکن وہ اپنی جگہ پر کھڑا رہا ... اسی طرح باقی پٹاریاں بھی کھولی گئیں اور آخر میں ساتویں پٹاری کی باری آئی ... ایسے میں انسپکٹر جمشید نے شدید بے چینی محسوس کی ... انہوں نے سرگوشی کے انداز میں کہا:

''اب سب لوگ سانس روک لیں گے ... پلکیں تک نہیں جھپکیں گے اور قاتل اپنا کام کر جائے گا ...''

''جی... کیا مطلب؟'' وہ چونکے۔

''ہاں! قاتل وار کرنے کے لیے تیار ہے ...''

''کیا آپ کچھ دیکھ رہے ہیں یا یہ آپ کا اندازہ ہے۔'' فرزانہ نے پوچھا۔

''میں کچھ نہیں دیکھ رہا ... یہ صرف اندازہ ہے ... لیکن ان سانپوں میں سے ایک سانپ البتہ اپنی پٹاری میں نہیں ہے۔''

''جی ... کیا مطلب؟'' ان کے منہ سے مارے حیرت کے

انہیں جواب دینے کے بجائے وہ زور سے پکار اٹھے:

''ٹھہر جائیں۔''

☆☆☆☆☆

www.bookspk.net

سانپ کی لاش

ان کی آواز پورے ہال میں گونج اٹھی ... سب نے چونک کر اس سمت میں دیکھا... جہاں وہ لوگ بیٹھے تھے ... پھر ایک آواز سنائی دی :

'' یہ کون صاحب بولے تھے ... کیا وہ ہمارے شو کو روکنا چاہتے ہیں۔''

'' نہیں! اس کھیل کے پردے میں جو دوسرا کھیل کھیلا جانے والا ہے ... میں اسے روکنا چاہتا ہوں۔''

'' کیا مطلب ... کیا مطلب ؟'' بے شمار آوازیں ابھریں۔

'' کون صاحب بات کر رہے ہیں... اٹھ کر بات کریں۔'' اسٹیج کے دائیں طرف بنے کاؤنٹر پر سے کسی نے جھلائے ہوئے انداز میں کہا۔

ان کی نظریں اس سمت میں اٹھ گئیں... انہوں نے چالیس

پینتالیس سال کے ایک لمبے چوڑے شخص کو وہاں کھڑے دیکھا ...

ادھر انسپکٹر جمشید اٹھ کر کھڑے ہو گئے اور بولے :

'' یہ میں بولا تھا۔''

'' اور آپ ہیں کون ؟'' وہی شخص بولا۔

'' پہلے آپ بتائیں... آپ کون ہیں۔''

'' میں... میں ہوں شتاور لکھوی ... اس ہوٹل کا چیف منیجر ... اب بتائیں... آپ کون ہیں۔''

'' مجھے انسپکٹر جمشید کہتے ہیں۔''

'' کیا !!!'' کئی آوازیں ابھریں۔

'' اور میرا دعویٰ ہے... ان سات پٹاریوں میں سے ایک اب خالی ہے ... سوال یہ ہے کہ اس کا سانپ کہاں ہے۔''

'' کیا !!!'' مارے خوف کے بے شمار لوگ چلا اٹھے۔

'' ابھی ابھی انہوں نے جو باریک، چھوٹا سا سانپ دکھایا ہے... جس کے بارے میں ان کا کہنا ہے کہ وہ اڑ کر پیشانی پر ڈستا ہے ... وہ سانپ اب پٹاری میں نہیں ہے ...یقین نہیں تو پٹاری کھول کر دیکھ لیں ... وہ سانپ انہوں نے تیسری پٹاری سے نکالا تھا۔''

'' نن نہیں ... نہیں۔'' لوگ چلائے اور پھر تو گویا وہاں سے

www.bookspk.net

لوگ اٹھ اٹھ کر ہوٹل کے دروازے کی طرف دوڑ پڑے ... ہر کوئی جلد از جلد باہر نکل جانا چاہتا تھا۔

''رک جائیے ... رک جائیے... یہ غلط ہے ... وہ سانپ پٹاری میں ہی موجود ہے۔'' شتاور لکھوی نے چلا چلا کر کہا۔

عین اس لمحے ایک فائر ہوا ... فائر کی آواز سے چیخیں اور زیادہ ہوئیں۔ لوگ اور زیادہ تیزی سے دوڑنے لگے۔ ایک عجیب طوفانِ بدتمیزی بپا ہوگیا۔ آخر دیکھتے ہی دیکھتے چند منٹ میں ہال خالی ہوگیا ... اب شتاور لکھوی غصے کے عالم میں انسپکٹر جمشید کی طرف بڑھا اور بولا :

''ہم آپ پر مقدمہ دائر کریں گے ... آپ نے ہمارے ہوٹل کی ساکھ خاک میں ملا دی۔''

''آپ ایسا ضرور کریں... لیکن اس کی ذمے داری ماسٹر کالیا پر عائد ہوتی ہے ...اس شخص نے اپنے سانپ کو پٹاری میں کیوں نہیں رکھا ... باہر کیوں چھوڑ دیا ... اور ایسا اس نے اس قدر صفائی سے کیا کہ میرے علاوہ کوئی بھی اس کی اس حرکت کو دیکھ نہیں سکا ... آپ اس سے کہیں ... یہ پٹاری نمبر تین میں سے وہ ننھا سا سانپ نکال کر دکھائے۔''

''ٹھیک ہے ... ماسٹر کالیا ... وہ سانپ پٹاری نمبر تین میں سے

نکال کر انہیں دکھا دیں ... اس کے بعد ہم ان کے خلاف کارروائی شروع کریں گے۔''

انہوں نے ماسٹر کالیا کی طرف دیکھا... وہ بالکل ساکت کھڑا تھا۔ اس نے پٹاری پر جھکنے کی کوشش نہ کی :

''ماسٹر کالیا... تمہیں کیا ہوگیا... سانپ کیوں نہیں دکھاتے۔''

''سانپ ہوگا تو دکھائے گا نا۔'' انسپکٹر جمشید ہنسے۔

''نن نہیں۔'' مارے خوف کے شتاور لکھوی کے منہ سے نکلا۔

ایسے میں کالیا تڑپ کر گرا اور ساکت ہوگیا :

''ارے ... اسے کیا ہوا۔'' شتاور لکھوی کے منہ سے مارے حیرت کے نکلا۔

''گیا بے چارہ کام سے۔'' انسپکٹر جمشید نے افسوس زدہ لہجے میں کہا۔

''کیا مطلب؟'' کئی آوازیں ابھریں۔

اب انسپکٹر جمشید چکر کاٹ کر پردے کی طرف گئے اور وہاں سے ہوتے ہوئے اسٹیج پر آئے... ورنہ سانپوں کی پٹاریوں کی وجہ سے کوئی اور تو آنے کی ہمت ہی نہیں کر رہا تھا ...وہ سیدھے ماسٹر کالیا کے پاس پہنچ کر اس پر جھک گئے... نبض دیکھتے ہی وہ سیدھے ہو گئے اور

www.bookspk.net

بولے :

''یہ ختم ہو چکا ہے۔''

''نن ... نہیں۔'' اس کے چیلے چلا اٹھے۔

''ہاں! کسی نے بے آواز فائر سے اس کا کام تمام کیا ہے ... گولی اس کے عین دل کے مقام پر لگی ہے ... گولی چلانے والا حد درجے ماہر ہے۔''

''لل... لیکن ابا جان ! وہ چھوٹا سانپ گیا کہاں ہے۔''

''وہ اڑ کر فرزان ڈابا کی طرف جا رہا تھا ... تاکہ ان کی پیشانی پر ڈس سکے۔''

''کیا !!!'' فرزان ڈابا چلا اٹھا۔

''ہاں! وہ اسٹیج سے اڑا تھا ... لیکن اس وقت سب کی توجہ کالیا کی طرف تھی ، اس لمحے اسے اڑتے کوئی نہ دیکھ سکا ... البتہ۔'' وہ کہتے کہتے رک گئے۔

''البتہ کیا جمشید۔'' خان رحمان جلدی سے بولے۔

''البتہ میری توجہ اس کی طرف نہیں تھی ... پٹاریوں کی طرف تھی ... میں نے دیکھا تھا ... کالیا نے وہ سانپ پٹاری میں رکھا ہی نہیں ...بس ایک ہاتھ سے اس کا ڈھکنا اٹھایا اور ظاہر یہ کیا جیسے

سانپ اس میں رکھ دیا ... لیکن سانپ اس نے باہر ہی چھوڑ دیا تھا... پھر میں نے اس سانپ کو اڑتے دیکھا... وہ تیر کی طرح فرزان ڈابا کی طرف جا رہا تھا۔''

''یہ ... یہ کیسے ممکن ہے ... کیا کسی سانپ کو کسی خاص آدمی کو ڈسنے کے لیے بھیجا جاسکتا ہے ...میرا خیال ہے جمشید ... سانپوں کو اس طرح نہیں سدھایا جا سکتا ہے ...'' پروفیسر داؤد کی آواز ابھری۔

''ہاں پروفیسر صاحب... آپ کی بات صحیح ہے کہ ایسا ہونا مشکل ہے مگر اس پر بعد میں غور کریں گے کہ یہ کیسے ہوا۔''

''لیکن... لیکن ابا جان ... سانپ کہاں گیا ... اس نے ڈابا صاحب کو ڈسا کیوں نہیں۔''

''کیا تم نے فائر کی آواز نہیں سنی تھی۔'' انہوں نے منہ بنایا۔

''اوہ ... اوہ ... تو وہ فائر آپ نے کیا تھا... سانپ پر۔'' وہ چلا اٹھے۔

''ہاں! یہی بات ہے ... دراصل سب پوری طرح کالیا کی طرف متوجہ تھے... اس لیے کوئی اس سانپ کو نہ دیکھ سکا ... نہ گولی کھا کر اسے گرتے دیکھ سکا ...''

''اور ... اور آپ دیکھ چکے تھے۔''

www.bookspk.net

''ہاں کیوں نہیں ...''

''تو پھر ... سانپ کہاں ہے۔''

''گولی لگنے پر وہ اوپر اچھلا تھا اور ہال کے درمیان میں لگے فانوس پر جا گرا تھا... ہم اسے لٹکا ہوا دیکھ سکتے ہیں۔''

''اوہ ... اوہ۔'' ان سب کی نظریں فانوس کی طرف اٹھ گئیں۔ پھر مردہ سانپ انہیں نظر آ گیا... اب تو سب کی آنکھیں مارے حیرت اور خوف کے پھیل گئیں... سب سے زیادہ خوف زدہ فرزان ڈاہا نظر آئے۔ ان کے منہ سے نکلا:

''اُف مالک۔''

''آپ بال بال بچے۔'' شتاور لکھوی نے بوکھلائی ہوئی آواز میں کہا۔

''لیکن ڈاہا صاحب نے تو کہا تھا کہ بجلی کا ایک حصار قائم ہے جس سے کوئی سانپ باہر نہیں جا سکتا تو پھر یہ سانپ کیسے بچ کر باہر چلا گیا۔'' فاروق نے پوچھا۔

''ایسا کچھ نہیں ہے ... دراصل یہ بات لوگوں کو مطمئن کرنے کے لیے کی جاتی ہے ورنہ لوگ خوفزدہ رہتے ہیں۔'' شتاور لکھوی نے جواب دیا۔

''ماسٹر کالیا کا پروگرام کس نے ترتیب دیا تھا۔'' ایسے میں انسپکٹر جمشید کی آواز سنائی دی۔

ہال میں یک لخت سناٹا چھا گیا ... پھر انسپکٹر جمشید نے سوال کے جواب کا انتظار کیے بغیر کالیا کے چیلوں سے کہا:

''تم لوگ یہ پٹاریاں اٹھا لو ... اور کپڑے وغیرہ میں باندھ دو ... کہیں کوئی سانپ ان میں سے باہر نہ نکل جائے۔''

''جی اچھا ... آپ فکر نہ کریں۔''

پھر انسپکٹر جمشید اسٹیج سے اتر کر باقی لوگوں کی طرف آ گئے۔ اس وقت انہوں نے اپنا سوال پھر دہرایا:

''ماسٹر کالیا کا پروگرام کس نے ترتیب دیا تھا۔''

''کسی نے بھی نہیں۔'' شتاور لکھوی نے ہونٹوں پر زبان پھیری۔

''یہ کیا بات ہوئی ...کسی نے بھی نہیں بنایا وہ خود بخود آ گیا۔''

انسپکٹر جمشید نے بُرا سا منہ بنایا۔

''اس کا پروگرام اس تاریخ کو ہر سال ہوتا ہے... گویا یہ پہلے سے طے ہوتا ہے۔''

''اوہ ... اب سمجھا... تب تو یہ بات قاتل کو بھی معلوم ہوگی۔''

''اب ہمیں کیا معلوم ... قاتل کون ہے اور اسے یہ بات

www.bookspk.net

معلوم تھی یا نہیں ۔''

''کوئی بات نہیں ... بہت جلد ہم آپ کو بتائیں گے۔''

انسپکٹر جمشید نے مسکرا کر کہا ، پھر محمود کی طرف مڑے:

''اکرام کو بتاؤ ... یہاں ایک عدد لاش اس کی منتظر ہے... بلکہ دو لاشیں... سانپ کی لاش بھی تو ہے نا یہاں ۔''

محمود اکرام کو فون کرنے لگا... وہ فارغ ہوگیا تو انسپکٹر جمشید نے کہا:

''شتارو لکھوی صاحب... ہمیں آپ سے بہت ضروری باتیں کرنا ہیں ۔''

''آپ کا دفتر کہاں ہے ۔''

''آئیے !'' اس نے پریشانی کے عالم میں کہا ۔

وہ انہیں اپنے دفتر میں لے آیا۔ یہ دفتر شیشے کی دیواروں والا تھا... اس کی میز پر مختلف قسم کے مواصلاتی آلات نصب تھے ... گویا سارے ہوٹل کا انتظام وہ یہیں بیٹھے بیٹھے کر لیتا تھا ۔فرزان ڈابا بھی ان کے ساتھ چلے آئے تھے...وہ بے چینی کے عالم میں بولے :

''میں بہت بے چین ہوں... مارے گھبراہٹ کے میرا بُرا حال ہے... مجھے یوں لگ رہا ہے... جیسے وہ نامعلوم شخص میری جان لے کر

www.bookspk.net

چھوڑے گا ... پہلے آپ میرا کچھ کریں ...''

''ہوں ٹھیک ہے ... اگر ہم آپ کو کسی خاص مقام پر پہنچا دیں جس کے بارے میں قاتل کو کچھ بھی معلوم نہ ہو اور نہ وہ ، نہ اس کا کرائے کا قاتل وہاں پہنچ سکے تو کیا خیال ہے۔''

''اس سے اچھی بات کیا ہوسکتی ہے بھلا ۔'' اس نے کہا ۔

''اچھی بات ہے ... پہلے ہم آپ کا انتظام کرتے ہیں۔''

یہ کہہ کر انہوں نے خفیہ فورس کے انچارج کو فون کیا... اسے ہدایات دیں اور فون بند کر دیا ۔ پھر وہ شتارو لکھوی کی طرف مڑے :

''آپ سے میرا پہلا سوال ...''

''ایک منٹ جناب! آپ تو میری حفاظت کا انتظام کرنے چلے گئے ...''

''وہ میں نے فون کیا ہے نا ... بس ابھی میرے چند خاص آدمی آئیں گے اور آپ کو اپنے ساتھ لے جائیں گے ... اور جہاں وہ لے جائیں گے ، وہ آپ کے لیے محفوظ ترین جگہ ثابت ہوگی ان شاء اللہ !''

''لیکن !آپ یہ بھی تو سوچیں... میں جونہی ہوٹل سے نکلوں گا وہ مجھے نشانہ بنانے کی کوشش کرے گا...اس کی کوشش کس قدر

پھیلاؤ رکھتی ہیں... یہ ہم دیکھ ہی چکے ہیں۔''

'' آپ فکر نہ کریں... ایک بند گاڑی ہوٹل کے اندر لے آئی جائے گی... آپ کو اس میں بند کر کے لے جائیں گے۔''

'' اگر آپ اس طرح مطمئن ہیں تو ٹھیک ہے۔''

'' ہاں! میں مطمئن ہوں ... آپ کی ہر ممکن حفاظت کی جائے گی ... لیکن ... اگر آپ کا وقت آچکا ہے... تو ہم میں سے کوئی بھی کچھ نہیں کر سکے گا۔''

'' ہاں ٹھیک ہے ... '' انہوں نے مردہ آواز میں کہا۔

اب انسپکٹر جمشید شتاور لکھوی کی طرف مڑے :

'' اگر ... فرزان ڈابا کی موت واقعی ہوجاتی ہے ... تو ان کی موت سے فائدہ کسے پہنچے گا۔''

'' جی... جی... کیا مطلب ؟'' وہ ہکلایا۔

'' میں نے پوچھا ہے ... ان کی موت سے کسے فائدہ پہنچے گا... کیا اس ہوٹل کا مکمل طور پر انتظام آپ کے ہاتھ میں نہیں ہے۔''

''ہاں! یہی بات ہے... لیکن میں کیوں کوئی فائدہ اٹھانے لگا... مجھے معقول تنخواہ دے رہے ہیں... دس لاکھ ماہانہ۔''

'' دس لاکھ روپے ماہانہ تنخواہ معقول ہوگی ... لیکن پورے ایک

ہوٹل کا قبضے میں آجانا اور بات ہے۔''

'' ہوٹل میرے قبضے میں نہیں آجائے گا... یہ بیگم ڈابا صاحبہ کا ہوگا ... ان کی قانونی وارث یہ ہیں یا اولاد۔''

'' لیکن وہ ہوٹل کا انتظام نہیں چلا سکیں گی ... انتظام تو ظاہر ہے، آپ کے ہاتھ میں رہے گا۔''

''وہ تو اب بھی میرے ہاتھ میں ہے۔'' شتاور لکھوی نے تنک کر کہا۔

'' خیر... چھوڑیں اس بات کو... ہم دیکھیں گے کہ ڈابا صاحب کو کون قتل کرنا چاہتا ہے ...''

''آپ نے اس وقت کیوں نہ دیکھ لیا ... جب کسی نے فائر کر کے ماسٹر کالیا کو ہلاک کیا ... '' اس نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

'' میں نے کوشش کی تھی ... لیکن وہ شخص پہلے سے کسی جگہ چھپا ہوا تھا ... وہ ہال میں موجود نہیں تھا... اس لیے میں اسے دیکھ نہیں سکا لیکن اب ہم اس جگہ تک جائیں گے ... جہاں وہ چھپا ہوا تھا۔''

''اب کیا فائدہ ... وہ اب تک وہاں بیٹھا آپ کا انتظار تو کر نہیں رہا ہوگا۔''

'' پریشان نہ ہوں... ہم اس تک پہنچ جائیں گے ... اور اس

www.bookspk.net

سے معلوم کرلیں گے ... کہ فرزان ڈابا کو ہلاک کرنے کے لیے اس
کی خدمات کس نے حاصل کی ہیں...ماسٹر کالیا سے کس نے سار
معاملہ طے کیا تھا۔''

''چلیے ٹھیک ہے... کریں پھر اپنا کام ...مجھ پر تو آپ بلاوجہ
شک کر رہے ہیں۔'' اس نے بُرا سا منہ بنایا۔

پھر اکرام بھی اپنی ٹیم کے ساتھ آ گیا ... اور معمول کی کارروائی
شروع ہوئی، ایک بند گاڑی اندر لائی گئی ... اس میں فرزان ڈابا کو
بٹھایا گیا ... انسپکٹر جمشید نے فون پر خفیہ فورس کے انچارج کو ہدایات
دیں ... اور وہ ڈابا کو لے کر چلے گئے۔

اب انسپکٹر جمشید اور ان کے ساتھی اسٹیج پر آئے ...جس پر
ماسٹر کالیا کھڑا تھا ... انسپکٹر جمشید عین اس جگہ کھڑے ہوئے ... گولی
ماسٹر کالیا کی پیشانی پر لگی تھی ... انہوں نے اپنی پیشانی کی سیدھ میں
دیکھا ... پھر ان کے منہ سے نکلا :

''اوہ ... تو وہ وہاں تھا۔''

☆☆☆☆☆

وہ جگہ

ان سب نے ان کی انگلی کی سیدھ میں دیکھا ... اس طرف وہ
گیلری تھی جس میں فرزان ڈابا اپنے خاص دوستوں اور ملنے والوں
کے ساتھ بیٹھا تھا:

''یہ...یہ کیسے ممکن ہے ... وہاں تو ڈابا صاحب خود بیٹھے
تھے...'' شتاور لکھوی نے منہ بنایا۔

''ہوں... بالکل درست اندازہ تو پوسٹ مارٹم کی رپورٹ آنے
پر لگایا جا سکے گا ... لیکن گولی اگر بالکل سیدھ سے آئی تھی تو پھر ضرور
اس گیلری سے فائر کیا گیا تھا...''

''اس کا مطلب ہے... گولی ادھر یا ادھر سے آئی ہوگی...
کیونکہ ان کے آس پاس سے کوئی فائر کرتا تو انہیں کیوں پتا نہ چلتا
... لیکن جس جگہ سے فائر کیا جاتا ہے ... وہاں تو کسی نہ کسی حد تک
آواز ابھرتی ہے۔'' شتاور لکھوی نے قدرے جھلا کر کہا۔

www.bookspk.net

"ہاں! آپ ٹھیک کہتے ہیں ... خیر... ہم دیکھیں گے ... گولی کس زاویے سے آئی تھی ۔آپ یہ بتائیں ... اس گیلری میں ان کے ساتھ کون کون تھا۔"

"یہ تو بکنگ کلرک بتائے گا ... کیونکہ اپنے دوستوں اور ساتھیوں کے نام فرزان ڈاہا صاحب نے اسی کو لکھوائے تھے ۔"

"ٹھیک ہے... آپ ان سے کہیں... ان ناموں کی لسٹ مجھے دے دیں ... جو اس گیلری میں بیٹھے تھے ۔"

"ابھی آجاتی ہے ۔"

اس نے کہا اور کلرک کو فون کرنے لگا ... جلد ہی ان ناموں کی لسٹ ان کے ہاتھ میں تھی... اس میں یہ نام تھے :

"فرزان ڈاہا، انسپکٹر گرامی ... بیگم ڈاہا، بیگم انسپکٹر گرامی، ارسلان قاضی... لیاقت گھمن ، فیاض شامی، صولت بہادر ۔ یہ نام انہوں نے سب کے سامنے پڑھے ... پھر بولے :

"اس لسٹ میں نئے نام بھی ہیں... ان کے بارے میں فرزان ڈاہا صاحب سے پوچھنا ہوگا ... معاملہ الجھ گیا ہے ... پہلے میں اسے بالکل سیدھا سادا کیس سمجھا تھا ... خیر کوئی بات نہیں ... اللہ مالک ہے ...اب ہم چلیں گے... پوسٹ مارٹم کی رپورٹ آنے پر ہی درست

اندازہ لگایا جاسکے گا ..."

اور پھر وہ ہوٹل سے نکل آئے... ادھر انہوں نے اکرام کے نمبر ڈائل کیے :

"ہم ذرا گھر تک جا رہے ہیں ... پوسٹ مارٹم کی رپورٹ سے پہلے کوئی قدم نہیں اٹھانا چاہتے ... اس طرح ہم کچھ دیر آرام بھی کرلیں گے ... بس پوسٹ مارٹم کرنے والوں سے کہہ دو کہ ہمیں جلد از جلد رپورٹ چاہیے ...اصل میں میں جاننا چاہتا ہوں ... گولی کس زاویے سے سر میں لگی ہے ...ہم اس زاویے کی سیدھ میں دیکھیں گے، کون بیٹھا تھا ۔"

"بہت بہتر! جلد از جلد رپورٹ مل جائے گی...ان شاء اللہ۔"

اور پھر وہ گھر آگئے ... بیگم جمشید نے روٹھے ہوئے انداز میں ان کا استقبال کیا اور بولیں :

"تین بار کھانا گرم کر چکی ہوں۔"

"لیکن بیگم اس کی کیا ضرورت تھی... اب تو گھر میں مائیکرو ویو اوون موجود ہیں۔"

"اوون میں ہی تو تین بار گرم کر چکی ہوں۔" انہوں نے جل کر کہا۔

www.bookspk.net

"حد ہوگئی ... کہنے کا مطلب یہ کہ اوون میں گرم کرنے میں کیا دیر لگتی ہے ... جب ہم آجایا کریں ... کر لیا کرو۔"

"ہوگئی ہو گی حد ... اور نہیں لگتی ہوگی ... اوون میں گرم کرنے میں دیر ... لیکن یہ بھی کوئی طریقہ ہے ... کیس کے پیچھے ہاتھ دھو کر پڑ جاتے ہیں ... نہ کھانے کا ہوش نہ پینے کا ... کوئی اور انٹیلیجنس آفیسر بھی اس طرح دن رات ایک کر کے کیس حل کرتے ہیں۔"

"کوئی اور آفیسر ہماری طرح کامیابیاں بھی تو حاصل نہیں کرتے۔" انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"آیئے آیئے ... آپ کو بھی اب ان تینوں کی طرح باتیں کرنی آگئی ہیں ..." وہ بھنا اٹھیں۔

"صرف مجھے ہی نہیں بیگم ... خان صاحب اور پروفیسر صاحب کو بھی۔" انہوں نے جلدی سے کہا۔

اور وہ سب ہنس دیے ... پھر کھانا شروع ہوا ... لیکن ابھی چند لقمے ہی لیے گئے تھے کہ موبائل کی گھنٹی بج اٹھی:

"آگیا فون ... اب کہاں کھایا جائے گا کھانا۔"

"فکر نہ کرو بیگم ... کھانا کھا کر ہی جائیں گے۔" انہوں نے

کہا اور موبائل نکال کر دیکھا ... اس پر اکرام کا نام موجود تھا ... فون آن کرتے ہی اس کی آواز سنائی دی:

"سر! ماسٹر کالیا کی پیشانی میں گولی بالکل سامنے سے آکر لگی ہے۔ اس میں کوئی ترچھا پن نہیں ہے ... گویا جس جگہ وہ کھڑا تھا ... اس کے بالکل سامنے قاتل موجود تھا۔"

"تب پھر اکرام ... اس کے سامنے تو گیلری تھی ... اور اس گیلری میں فرزان ڈابا اپنے دوستوں اور ان کی بیگمات کے ساتھ بیٹھے تھے۔ ان کے ناموں کی لسٹ ہم نے حاصل کر لی ہے ... لیکن ہم ایک بات بھول رہے ہیں اکرام۔"

"اور وہ کیا سر؟"

"خط والا ہمیں وہاں کہیں نظر نہیں آیا ... نہ اس گیلری کے آس پاس نہ کہیں اور ... میں نے بہت غور سے نظریں گھمائیں تھیں ... بلکہ پوری توجہ اس بات پر دی تھی ... اور وہ نظر نہیں آیا تھا ... اور یہ کام تھا اس کے ذمے، کیونکہ رقم تو اسی نے وصول کی ہے۔"

"تب پھر سر! وہ میک اپ میں رہا ہوگا ... اتنے بڑے ہجوم میں میک اپ میں کسی کو پہچاننا آسان کام نہیں۔"

"ہاں! یہ ٹھیک ہے ... سوال یہ ہے کہ وہ بالکل سیدھ میں

www.bookspk.net

کہاں تھا ...''

''گیلری کے نیچے۔'' اکرام نے فوراً کہا۔

'' چلو مانا ... لیکن اس کے آس پاس تمام کرسیوں پر تماشائی موجود تھے... اس نے ان سب کی موجودگی میں گولی کیسے چلائی... آخر گولی چلانے کے لیے پستول نکالنا پڑتا ہے ... آس پاس بارود کی بو پھیلتی ہے ...''

'' یہ واقعی عجیب ترین معاملہ ہے ...''

'' ہمیں ایک بار پھر وہاں جاکر جائزہ لینا ہوگا ... وہاں کوئی ایسی جگہ موجود ہے ، جس جگہ سے فائر کیا گیا ہے ... لیکن وہ جگہ دوسروں کی نظروں سے پوشیدہ تھی۔''

'' اوہ۔''

'' ہم وہاں پہنچ رہے ہیں ... تم بھی آجاؤ۔''

'' جی اچھا۔''

اور پھر کھانا کھاتے ہی وہ پھر ہوٹل فرزان پہنچ گئے۔ اس کی رونقین اس وقت بھی عروج پر تھیں ... وہ سیدھے ہال میں آئے ... اب پھر اسٹیج پر اس جگہ کھڑے ہو کر دیکھا گیا ... پھر انسپکٹر جمشید نے خان رحمان کو وہاں کھڑا کیا جہاں کالیا کھڑا تھا ... ان کے چہرے کا

رخ بھی اس طرف کر دیا جس طرف اس وقت تھا ، اب وہ اس گیلری میں پہنچے ... اس واقعے کے بعد ہال کو بند کر دیا گیا تھا۔ ہال کے داخلی راستے پر پولیس کے دو جوان اور ہوٹل کے دو سیکورٹی گارڈ موجود تھے ... اس لیے وہ آسانی سے اپنا کام کر سکتے تھے۔

وہ گیلری میں آئے ... اس کی ایک ایک سیٹ پر بیٹھ کر دیکھا... وہاں سے خان رحمان کی پیشانی کا نشانہ لیا ... اس پوری گیلری سے بالکل سیدھ میں نشانہ نہیں لیا جاسکتا تھا ... یعنی عین سامنے سے پیشانی پر گولی نہیں ماری جا سکتی ... قدرے اونچائی سے ضرور فائر ہوتا ... اب وہ گیلری کے نیچے آئے... اس جگہ خان رحمان کے بالکل سامنے جو کرسی تھی ... اس پر بیٹھ کر اور کھڑے ہو کر نشانہ لے کر دیکھا ... اس سیٹ پر سے بیٹھے بیٹھے بھی بالکل سیدھ میں نشانہ نہیں لیا جاسکتا تھا ، البتہ اس جگہ سے کھڑے ہوکر نشانہ لیا جاسکتا تھا ... لیکن وہاں تماشائی موجود تھے ...اور سب کی موجودگی میں فائر نہیں کیا جا سکتا تھا ... اب انہوں نے اس سیٹ کے پیچھے والی دیوار کو غور سے دیکھا ، دیوار میں کوئی سوراخ نظر نہ آیا... کچھ سوچ کر انہوں نے دیوار کو ہاتھ سے ٹٹولنا شروع کیا :

'' یہ ... یہ آپ کیا تلاش کر رہے ہیں۔'' فرزانہ نے حیران

www.bookspk.net

ہو کر کہا۔

'' سوراخ ... جس میں پستول کی نال رکھ کر فائر کیا گیا ... کیونکہ اس کے علاوہ کوئی اور صورت ممکن نہیں۔''

'' آپ کا مطلب ہے ... اس دیوار کے پیچھے کوئی موجود تھا اور اس جگہ کوئی سوراخ تھا ... اس سوراخ سے اس نے فائر کیا ہے۔''

''ہاں! اور یہ لو ... یہ رہا ... وہ سوراخ۔'' ان کے منہ سے نکلا۔

'' کیا !!!'' ان کے منہ سے ایک ساتھ نکلا۔

انہوں نے دیکھا، انہوں نے پینٹ کے رنگ کا ایک کاغذ دیوار سے اتارا تھا... وہ سوراخ کے اوپر بہت مہارت سے چپکایا گیا تھا... اس کے اردگرد پینٹ بھی کیا گیا تھا ... تاکہ کسی کو معلوم نہ ہو سکے ... کہ اس جگہ کاغذ لگایا گیا ہے:

'' ہوٹل کے چیف سیکورٹی آفیسر کو بلاؤ فاروق۔''

'' جی اچھا۔''

فاروق نے دوڑ لگا دی ... پانچ منٹ بعد وہ اس کو لے آیا۔ اس کے چہرے پر ایک رنگ آرہا تھا تو دوسرا جا رہا تھا ... یہ دیکھ کر وہ حیرت زدہ رہ گئے ... انسپکٹر جمشید نے اس پر ایک تیز نظر ڈالی ، پھر

بولے:

'' اس دیوار کے پیچھے کیا ہے۔''

'' ایک بڑا اسٹور ... ہوٹل کی بیکار چیزیں رکھنے کے لیے۔''

'' ہوں... ہمیں اس اسٹور کے دروازے پر لے چلیں ... ہم اس کا اندر سے جائزہ لینا چاہتے ہیں۔''

'' جی ... جی اچھا۔'' اس نے بوکھلا کر کہا۔

ان کی حیرت بڑھتی جا رہی تھی ... آخر وہ انہیں سٹور میں لے آیا... دیوار تک جانے کے لیے سامان ادھر ادھر کیا گیا تھا ... وہ بھی آسانی سے دیوار تک پہنچ گئے ... اس طرف صاف نظر آرہا تھا کہ برمے سے سوراخ کیا گیا ہے... پھر دوسری طرف ایک کاغذ دیوار کے رنگ کا اس طرح چپکایا گیا کہ اس کے صرف اوپر والے حصے پر چپکانے کا مسالہ لگایا جائے ... تاکہ جب پستول کی نال اس سوراخ میں سے آگے سرکائی جائے تو کاغذ اوپر اٹھ جائے... اس سوراخ سے ذرا اوپر ایک اور سوراخ اسی طرح بنایا گیا تھا ...اس سوراخ سے قاتل نے آنکھ لگائی ہو گی ... اس سے اسٹیج کی طرف دیکھا ہوگا اور جب کالیا رنج میں آگیا تب اس نے فائر کیا ہوگا ... یہ سب دیکھ کر انہوں نے سر ہلا دیے ... پھر انسپکٹر جمشید نے کہا:

www.bookspk.net

''اب بات صاف ہوگئی ... ہاں تو مسٹر چیف سیکورٹی آفیسر
اب تم اپنے جرم کا اقرار کرلو۔''

''جی!!!''

اس نے چیخ کر کہا:

☆☆☆☆☆

یہ وہی ہے

ان کی نظریں اس پر جم گئیں ... پھر انسپکٹر جمشید نے کہا:

''تمہاری مرضی کے بغیر ... کوئی آدمی یہاں تک کیسے پہنچ سکتا ہے بھلا... قاتل نے تم سے بات کی اور اندر سے ہوٹل کا جائزہ لیا ... پھر اس نے یہ جگہ دریافت کی ... اس جگہ برمے سے سوراخ کیا... یہ سارا کام تمہاری مدد کے بغیر ہو ہی نہیں سکتا تھا ... اب ظاہر ہے ... اس نے کسی بڑی رقم کا لالچ دیا ہوگا... لیکن پیارے مسٹر سیکورٹی ... تمہیں کسی انسان کے قتل میں مدد نہیں دینی چاہیے تھی ... بڑی سے بڑی رقم کو ٹھکرا دینا چاہیے تھا۔''

''یہ بات نہیں ہے۔'' وہ چلا اٹھا۔

''تو پھر جو بات ہے ... وہ بتاؤ۔'' انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

''اس نے صرف اتنا کہا تھا ... وہ اس پروگرام کی فلم بنانا چاہتا ہے... کیونکہ ماسٹر کالیا کوئی فراڈ کرتا ہے، وہ اس فراڈ کے ذریعے

www.bookspk.net

اتنے بہت سے لوگوں کو دھوکا دیتا ہے ... میں تو بس اس کے فراڈ کا پردہ چاک کرنا چاہتا ہوں، اس کے فراڈ کو سب کے سامنے لانا چاہتا ہوں ... بس میں نے صرف اس بات پر اسے یہ سب کچھ کرنے کی اجازت دی تھی۔''

''اگر یہ بات درست ہے... تب بھی تم نے غیر قانونی کام کیا ہے... سزا تو تمہیں پھر بھی ملے گی... کیونکہ تمہارے اس غیر قانونی کام کی وجہ سے ایک انسان کو قتل کیا گیا ہے... ہم پھر بھی تمہارے کام آسکتے ہیں... بس تم اتنا بتا دو ... وہ تھا کون۔''

''افسوس؟'' اس نے سرد آہ بھری۔

''افسوس! کس بات پر۔''

''میں اسے نہیں جانتا ... اس معاملے سے پہلے میں نے اسے کبھی نہیں دیکھا تھا ... اس نے مجھے اپنا نام بتایا اور کہا کہ وہ ٹی وی چینلز کیلئے فری لانس کام کرتا ہے ... اور یہی اس کی روزی روٹی ہے ... یہ وڈیو فلمیں وہ چینلوں کو بیچ کر چار پیسے کما لیتا ہے ... ماسٹر کالیا کے ڈھونگ کا پردہ چاک کرنے والی فلم کے اسے تین چار لاکھ مل جائیں گے ... اور اس پروگرام میں وہ میرا انٹرویو بھی نشر کرے گا ... بس میں اسی شہرت کے لالچ میں آگیا۔''

''ہوں ... پروگرام سے پہلے وہ اندر کیسے آیا۔''

''میں نے ہی اس کے لیے اندر آنے کا ایک راستہ کھولا تھا۔''

''خیر... تم اس کا حلیہ تو بتا ہی سکتے ہو۔''

''جی ہاں! کیوں نہیں۔''

''بتاؤ پھر۔''

''وہ دبلا پتلا نوجوان تھا ... ناک قدرے لمبی تھی... آنکھیں ... پیشانی چوڑی ... چہرے کا رنگ سفید تھا۔''

''بس کافی ہے ...'' انسپکٹر جمشید نے سرد آہ بھری ... کیونکہ یہ ... خط والے کا تھا... وہ اسے پورے ہال میں دیکھ رہے تھے... ... وہ ہال میں نظر آ بھی کیسے سکتا تھا ... وہ تو یہاں سٹور میں اپنا ... کام کرنے کے لیے تیار تھا... اور پروگرام یہ تھا کہ ماسٹر کالیا اڑنے ... والا سانپ فرزان ڈابا کی طرف چھوڑتا اور خط والا اسے نشانہ بناتا ... تاکہ معاملہ راز کا راز رہے اور وہ کسی کو نظر تک نہ آئے... اور وہ ... واقعی اب اس طرح غائب تھا جیسے گدھے کے سر سے سینگ۔

انہوں نے اسے اکرام کے حوالے کیا اور باہر نکل آئے:

''اب صرف یہ دیکھنا ہے کہ خط والا اور فلم بنانے کا بہانہ کرنے والا کس کے لیے کام کر رہے ہیں ... اس نے فرزان ڈابا کو

www.bookspk.net

ختم کرنے کے لیے رقم کس سے لی ہے ... اور محمود ... اس سلسلے

تم ہماری مدد کر سکتے ہو ... کیونکہ اس شخص کو تم نے دیکھا تھا جو

بنا رہا تھا ... اور اب تک پھر کہیں نہیں دیکھا گیا۔''

'' آپ نے ٹھیک کہا... میں نے اسے دیکھا تھا ... کم از

ایک بات ضرور بتا سکتا ہوں۔''

'' اللہ کا شکر ہے ... تم کم ازکم ایک بات بتا سکتے ہو ...

بھی نہ بتا سکتے تو ہم کیا کر لیتے۔'' فاروق نے منہ بنایا۔

'' تم چپ نہیں رہ سکتے۔'' انسپکٹر جمشید جھلا اٹھے۔

'' جی ہاں! رہ سکتا ہوں ... کیوں نہیں رہ سکتا۔'' اس نے

کہا اور ہونٹ مضبوطی سے بھینچ لیے۔

'' ہاں محمود۔''

'' اس کے دائیں کان کی لو مجھے نظر آئی تھی... اور لو کے

اوپر ایک سیاہ ابھرا ہوا تل تھا۔''

'' خوب خوب ... یہ تو بہت زبردست نشانی ہے ... ہم اکرام

سے مدد لے سکتے ہیں۔''

یہ کہہ کر انہوں نے اکرام کے نمبر ملائے ... پھر بولے:

'' اکرام ... کیا تم کسی ایسے شخص کو جانتے ہو جس کے کان کی

سیاہ ابھرا ہوا تل ہو۔''

'' آپ بلو گاڈی کی بات کر رہے ہیں۔'' اکرام ہنسا۔

'' تو اس کا نام بلو گاڈی ہے... ہم اس سے کہاں مل سکتے

''

'' میں آرہا ہوں... آپ کو ساتھ لے چلوں گا۔''

'' اچھی بات ہے۔''

جلد ہی وہ اکرام کے ساتھ ایک پرانی سی حویلی کے سامنے پہنچ

'' وہ اس حویلی میں رہتا ہے... لیکن اگر اس نے ہمیں دیکھ لیا

نکلے گا...''

'' تو کیا ہوا ... ہم کار یا موٹر سائیکل پر اس کا تعاقب کر سکتے

''

'' کار پر تو خیر مشکل ہے... کیونکہ ... وہ گلیوں کا رخ کر لے

ہاں! موٹر سائیکل پر ضرور اس کا تعاقب کیا جاسکتا ہے۔''

'' اوہو ... ہم اسے بھاگنے دیں گے ہی کیوں ... حلیے بدل کر

دے دیتے ہیں... جمشید تم ریڈی میڈ میک اپ کر کے دستک

باقی لوگ ادھر ادھر چھپ جاتے ہیں۔'' خان رحمان نے تجویز

www.bookspk.net

پیش کی۔

''بالکل ٹھیک ... دوسری بات یہ کہ میں اس سے دوڑ میں کم کیوں پڑنے لگا۔''

''اس کا بات کا زبردست امکان ہے سر ... کیونکہ اس معاملے میں وہ بڑے بڑوں کو ہرا چکا ہے۔''

''اچھا خیر... خان رحمان کی ترکیب خوب ہے ... میں میک اپ کر کے آگے جاتا ہوں... آپ ادھر ادھر ہو جائیں۔''

''ٹھیک ہے۔''

پھر یہی کیا گیا ... انسپکٹر جمشید نے دروازے پر دستک دی ایک ادھیڑ عمر آدمی باہر نکلا ... اس نے انہیں حیران ہو کر دیکھا، پھر بولا:

''فرمایئے۔''

''مجھے بلو گاڈی سے ملنا ہے۔''

''وہ اس وقت نہیں ہیں ... آپ کام بتا دیں ... اپنا نام اور پتا بتا دیں۔ میں آپ کے لیے وقت لے لوں گا ... آپ فون کر کے پوچھ لیجیے گا ... میرا نمبر لکھ لیں۔''

''جی اچھا۔'' انہوں نے کہا۔

پھر اس کا نمبر نوٹ کرنے کے بعد انہوں نے الوداعی انداز میں اس کی طرف ہاتھ بڑھا دیا ... اس نے بھی ہاتھ آگے کر دیا ... انہوں نے اس کا ہاتھ تھام لیا ... اب جو اس نے ہاتھ چھڑانا چاہا تو ہاتھ اس سے چھڑایا نہ گیا:

''یہ کیا، میرا ہاتھ چھوڑو ...۔''

''ادھیڑ عمر آدمی کا میک اپ تو کر لیا ... کان کی لو کے ابھرے ہوئے تل کو کیوں نہ چھپایا ... بے وقوف۔'' انہوں نے سرد آواز میں کہا۔

''کیا مطلب؟'' وہ زور سے اچھلا ... انسپکٹر جمشید اب بھی اس کا ہاتھ مضبوطی سے تھامے رہے ... پھر انہوں نے بلند آواز میں کہا:

''آجاؤ بھئی! میں نے اسے پکڑ لیا ہے۔''

وہ سب فوراً پہنچ گئے ... ساتھ ہی انسپکٹر جمشید نے اس کے چہرے پر چپکائی گئی بڑی بڑی سفید اور کالی مونچھیں کھینچ ڈالیں:

''یہی ہے بلو گاڈی۔'' اکرام نے چلا کر کہا۔

☆☆☆☆☆

www.bookspk.net

بلو گاڈی

''چلو شکر ہے ...ایک تو ملا ... جاسو بھی مل جائے گا... اس کے بھاگنے کا بھی اب کوئی خطرہ نہیں رہا ... کیونکہ بہرحال اللہ کی مہربانی سے یہ مجھ سے کلائی نہیں چھڑا سکتا۔''

''ان شاء اللہ !'' ان سب کے منہ سے نکلا۔

ادھر بلو گاڈی کے چہرے پر ایک رنگ آرہا تھا تو دوسرا جا رہا تھا۔وہ اسے اس کے مکان کے اندر ہی لے آئے... دروازہ اندر سے بند کر لیا گیا۔ ایسے میں انسپکٹر جمشید بولے :

''پروفیسر صاحب... اسے کوئی ایسی چیز سنگھا سکتے ہیں ... کہ یہ بھاگ نہ سکے ... کیونکہ اب میں اسے مسلسل پکڑ کر تو نہیں رہ سکتا ... یا پھر اسے رسیوں سے باندھ دیا جائے۔''

''کوئی بات نہیں جمشید ... میرے پاس ایک چیز ہے ... وہ چیز اس کی دونوں ٹانگیں سن کر دیں گی۔''

''یہ ٹھیک رہے گا۔''

انہوں نے کوئی دوائی اس کے تلووں میں لگا دی ... جلد ہی وہ چلا اٹھا :

''ارے مرا... میری ٹانگیں برف ہوگئیں۔''

''چلو کوئی بات نہیں ... گرمیوں میں کام آئے گی۔'' فاروق نے خوش ہو کر کہا۔

''کیا کام آئے گی گرمیوں میں۔'' فرزانہ نے اسے گھورا۔

''برف... لیکن اگر تم اسی طرح گھورتی رہیں تو وہ پگھل جائے گی۔''

''پاگل تو نہیں ہوگئے۔'' فرزانہ نے فوراً پوچھا۔

''نہیں ! اللہ کا شکر ہے۔''

''یار چپ رہو... ہمیں بلو گاڈی سے کچھ پوچھنا ہے۔''

''اوہ ! میں تو بھول ہی گیا۔'' فاروق چونکا۔

''پہلے کون سا تمہیں کوئی بات یاد رہتی ہے۔'' محمود نے جل کر کہا۔

''توبہ ہے تم لوگوں سے ... بلو صاحب ... اب تم بتاؤ... تم کس کے لیے کام کر رہے ہو۔''

www.bookspk.net

''جاسو اور میں ایک دوسرے کے دوست ہیں اور ساتھی بھی... ہم دونوں کا پیشہ بھی ایک جیسا ہے ... یعنی لوگوں سے رقمیں لے کر ان کے کام کرنا۔''

''یعنی دوسروں کو موت کے گھاٹ اتارنا۔'' انسپکٹر جمشید بولے۔

''نہیں... ہم لوگ دوسروں کے اور قسم کے کام بھی کرتے ہیں... مثلاً کوئی شخص کسی کا کوئی قرض ادا نہیں کر رہا ...رقم بڑی ہے ... اب جس نے قرض دیا ہے، وہ ہم سے رابطہ کرتا ہے کہ قرض کی رقم دلوا دیں... ہم آپ کو اتنا معاوضہ دیں گے ...مطلب یہ کہ اس قسم کے کئی کام ہم دوسروں کے کر دیتے ہیں۔''

''خیر... بات سمجھ میں آگئی... سوال یہ ہے کہ اس قسم کے لوگ تم لوگوں سے رابطہ کیسے کر لیتے ہیں۔''

''ہم اخبارات میں غیر محسوس طریقے پر اشتہار دیتے ہیں ... مثلاً کیا آپ کسی مشکل میں ہیں... کیا آپ کسی کی مدد چاہتے ہیں ... ہم آپ کی مدد کرنے کے لیے ہر دم تیار ہیں وغیرہ ،بس لوگ سمجھ جاتے ہیں... اور ہمارے نمبروں پر رابطہ کر لیتے ہیں... ہم ہر طرح کی احتیاط کے بعد ایسے لوگوں سے ملاقات کرتے ہیں ... لیکن ملاقات میک اپ میں کرتے ہیں۔''

''بہت خوب! اب بات پلے پڑی ... تم لوگوں نے فرزان ااا کو ہلاک کرنے کے لیے کتنے پیسے لیے ہیں۔''

''دس لاکھ۔''

''اور یہ دس لاکھ تم لوگوں کو دے دیے گئے ...''

''ہاں! یہی بات ہے۔''

''جاسو ہمیں کہاں ملے گا۔''

''مجھے اس کے بارے میں معلوم نہیں۔'' اس نے فوراً کہا۔

''خیر... کوئی بات نہیں... ہم آپ کے بہت کام آسکتے ہیں ، اگر آپ صرف اتنا بتا دیں کہ اس کام پر آپ کو کس نے مقرر کیا ہے ... یعنی آپ نے رقم کس سے لی ہے۔''

''اس نے میک اپ میں ملاقات کی تھی ... کیونکہ پھر اس شکل صورت کا آدمی کہیں نظر نہیں آیا۔''

''اور اس نے معاوضہ لیتے ہوئے جاسو کی فلم بھی تمہارے ذریعے بنوا لی ... مگر ایک بات سمجھ میں نہیں آئی ... جاسو تو تمہارا دوست تھا، پھر تم نے اس کی فلم بنائی ہی کیوں؟'' انسپکٹر جمشید بولے۔

''دراصل یہ کام میرے ذریعے سے آیا تھا اور اس کی ڈیمانڈ تھی کہ پیسے لیتے ہوئے مجھے ثبوت بھی چاہیے اور میں جاسو کو یہ بات نہیں

www.bookspk.net

بتا سکتا تھا... بس اسی لئے میں نے چھپ کر فلم بنائی۔"

"وہ فلم کہاں ہے۔"

"وہ تو اس نے اسی وقت وصول کر لی تھی۔"

"کیسے!"

"اس نے ایک جگہ کی نشاندہی پہلے ہی کر دی تھی... لہٰذا میں نے وہ فلم وہاں گرا دی تھی۔"

"تمہارا مطلب ہے اسی وقت وہاں سے فرار ہوتے وقت۔"

"ہاں! وہ کوڑے کا ایک ڈرم تھا... جس میں میں نے فلم گرائی تھی۔"

"اوہ... اس کا مطلب ہے... تمہارے وہاں سے دور ہوتے ہی اس نے وہ فلم اٹھا لی..."

"بالکل یہی بات ہے۔"

"اور اس کا مطلب ہے... تم ہمارے کسی کام نہیں آسکتے۔"

"جو بتا سکتا تھا... بتا چکا ہوں۔"

"لیکن!" انسپکٹر جمشید نے عجیب سے انداز میں کہا۔

"لیکن کیا..."

"میں ثابت کر سکتا ہوں... تم جھوٹ بول رہے ہو... اور تم

اس شخص کو اچھی طرح جانتے ہو... جس نے تمہیں اس کام پر مامور کیا ہے۔"

"جی نہیں... آپ کی یہ بات غلط ہے۔"

"جب کہ میں اس بات کو ثابت کر سکتا ہوں کہ تم اس شخص کو جانتے ہو اور ابھی تھوڑی دیر پہلے وہ یہاں تمہارے پاس موجود تھا۔"

"کیا... نہیں۔" بلو گاڈی چلا اٹھا۔

"یہی بات ہے۔"

"نن نہیں... نہیں۔" مارے خوف کے اس نے کہا... اس کی نظریں سامنے دیوار پر جمی تھیں اور ان پر خوف بڑھتا جا رہا تھا۔

"خوف زدہ ہونے سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا... جلدی بتاؤ... وہ کون تھا... جس نے تم سے یہاں ملاقات کی ہے۔"

"تھا... نہیں... شش... سس۔" اس کے منہ سے نکلا... پھر وہ اسی وقت دھڑام سے گرا۔

"ارے یہ کیا بھئی... یہ گرنے کا کون سے طریقہ ہے... اور گرنے کی ضرورت بھی کیا ہے... ہم تو بس تم سے اس شخص کا نام پوچھ رہے تھے۔" فاروق نے بوکھلائے ہوئے انداز میں کہا۔

"بے چارہ مارے خوف کے بے ہوش ہوگیا۔" محمود نے افسوس

www.bookspk.net

ظاہر کیا۔

''خیر چلو...اب اس بے چارے کو ہوش میں لانے کی کوشش کرو۔''

''ارے ہاں! پروفیسر انکل... آپ کچھ سنگھائیں نا اسے۔''

''اچھا۔'' انہوں نے کہا اور اپنی جیب سے کچھ نکالنے لگے... جلد ہی ایک ننھی سی شیشی ان کے ہاتھ میں نظر آئی...انہوں نے اس کا ڈھکنا کھولا اور اس کے ناک سے لگا دیا...جب بلو گاڈی کے جسم پر کوئی حرکت نہ ہوئی تو انہوں نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''نہیں... میری دوا تو کام نہیں کر رہی...ڈاکٹر کو بلانا ہوگا۔''

''میں دیکھتا ہوں۔'' انسپکٹر جمشید نے کہا۔

''اور اس پر جھک گئے...پھر جونہی انہوں نے اس کی نبض پر ہاتھ رکھا... وہ بہت زور سے اچھلے...ان کے منہ سے بے ساختہ نکلا۔

''ارے! یہ کیا!!!

☆☆☆☆☆

اور اگر

''کیا ہوا اباجان۔''

''یہ اب اس دنیا میں نہیں۔''

''کیا!!!'' وہ چلا اٹھے۔

www.bookspk.net

اب انہوں نے اس دیوار کی طرف غور سے دیکھا اور پھر بہت زور سے اچھلے وہاں بھی بالکل ویسا ہی سوراخ تھا... جیسا سوراخ انہیں ہوٹل کے سٹور میں نظر آیا تھا لیکن اس بار اس نے فائر کی بجائے بلو پائپ سے کام لیا تھا...اس کی گردن میں سوئی موجود تھی۔

انسپکٹر جمشید اس کمرے سے نکل کر ساتھ والے کمرے میں داخل ہوئے۔ انہوں نے صاف محسوس کر لیا کہ قاتل اسی کمرے میں تھا... وہ دوڑ کر عمارت کے پچھلی طرف آئے ...ایک دروازہ اس طرف بھی موجود تھا اور وہ کھلا ہوا تھا... گویا قاتل انہیں ایک بار پھر چوٹ دے گیا تھا۔

ظاہر کیا۔

''خیر چلو... اب اس بے چارے کو ہوش میں لانے کی کوشش کرو۔''

''ارے ہاں! پروفیسر انکل... آپ کچھ سنگھائیں نا اسے۔''

''اچھا۔'' انہوں نے کہا اور اپنی جیب سے کچھ نکالنے لگے... جلد ہی ایک ننھی سی شیشی ان کے ہاتھ میں نظر آئی... انہوں نے اس کا ڈھکنا کھولا اور اس کے ناک سے لگا دیا... جب بلو گاڈی کے جسم پر کوئی حرکت نہ ہوئی تو انہوں نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''نہیں... میری دوا تو کام نہیں کر رہی... ڈاکٹر کو بلانا ہوگا۔''

''میں دیکھتا ہوں۔'' انسپکٹر جمشید نے کہا۔

''اور اس پر جھک گئے... پھر جونہی انہوں نے اس کی نبض پر ہاتھ رکھا... وہ بہت زور سے اچھلے... ان کے منہ سے بے ساختہ نکلا۔

''ارے! یہ کیا!!!

☆☆☆☆☆

اور اگر

''کیا ہوا ابا جان۔''

''یہ اب اس دنیا میں نہیں۔''

''کیا!!! وہ چلا اٹھے۔

www.bookspk.net

اب انہوں نے اس دیوار کی طرف غور سے دیکھا اور پھر بہت زور سے اچھلے وہاں بھی بالکل ویسا ہی سوراخ تھا... جیسا سوراخ انہیں ہوٹل کے سٹور میں نظر آیا تھا لیکن اس بار اس نے فائر کی بجائے بلو پائپ سے کام لیا تھا... اس کی گردن میں سوئی موجود تھی۔

انسپکٹر جمشید اس کمرے سے نکل کر ساتھ والے کمرے میں داخل ہوئے۔ انہوں نے صاف محسوس کر لیا کہ قاتل اسی کمرے میں تھا... وہ دوڑ کر عمارت کے پچھلی طرف آئے... ایک دروازہ اس طرف بھی موجود تھا اور وہ کھلا ہوا تھا... گویا قاتل انہیں ایک بار پھر چوٹ دے گیا تھا۔

شاندار ہوٹل نظر آرہا تھا۔ انہوں نے گاڑی پارک کی اور آگے بڑھے۔ کاؤنٹر پر پہنچ کر انہوں نے اپنا تعارف کرایا تو کاؤنٹر کلرک انہیں چونک کر دیکھنے لگا ... ظاہر ہے ... ہوٹل فرزان میں ہونے والے واقعے کا چرچا ہر طرف تھا ... پھر اس نے کہا :

''جج ... جی ... فف ... فرمائیے۔''

''ہمیں ریاض ٹوڈی صاحب سے ملنا ہے۔''

''اوہ ... تو فرزان ڈابا نے ہمارا نام لے دیا۔'' اس نے طنزیہ انداز میں مسکرا کر کہا۔

''نہیں ... لیکن ہمیں ہر پہلو سے کیس کا جائزہ لینا ہوتا ہے۔''

''میں ان سے بات کرتا ہوں۔'' اس نے کہا، پھر موبائل پر بات کرنے لگا ... آخر فون بند کر کے ان سے بولا :

''آئیے ... وہ اپنے رہائشی حصے میں ہیں۔''

وہ اس کے پیچھے چل پڑے ... لفٹ کے ذریعے وہ سب سے اوپر والی منزل پر آئے ... انہوں نے دیکھا ... وہ ایک بہت پر فضا رہائش تھی ... ایک تو وہاں سے پورے شہر کو دیکھا جاسکتا تھا ... پھر چھت پر چاروں طرف پودے لگوائے گئے تھے ... اور بہت قیمتی غیر ملکی گھاس کا فرش حد درجے دیدہ زیب لگ رہا تھا ... ایک طرف رہائشی

کمرے تھے ... وہ اس طرف چلے ... کلرک نے آگے بڑھ کر گھنٹی کا بٹن دبایا تو فوراً دروازہ کھل گیا ... اور ایک لمبے قد کا دبلا پتلا آدمی نظر آیا، اس کی آنکھیں بھوری اور ناک بہت لمبی تھی ... اس نے ان پر ایک نظر ڈالی، پھر نہایت نرم گرم لہجے میں بولا :

''میں اپنے معزز مہمانوں کو خوش آمدید کہتا ہوں۔''

''شکریہ! لیکن آپ غلط سمجھے ... ہم مہمان نہیں ... فرزان ڈابا کیس پر کام کر رہے ہیں۔'' انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

''میں سمجھتا ہوں ... آپ آئیے۔''

وہ انہیں ڈرائنگ روم میں لے آیا ... ڈرائنگ روم بہت پر تکلف انداز میں سجایا گیا تھا ... یوں کہا جاسکتا ہے کہ پیسہ پانی کی طرح بہا گیا تھا۔ وہ جب صوفوں پر بیٹھے تو ان میں دھنستے چلے گئے :

''پہلے تو یہ بتائیں ... آپ کیا پینا پسند نہیں کریں گے۔''

''جی نہیں شکریہ ... پینے کا پانی ہم اپنے ساتھ رکھتے ہیں ... اور چائے کا یہ ہمارا وقت نہیں ہے ...'' انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

''اور کولڈ ڈرنک ہم پیتے نہیں ...'' فاروق نے لقمہ دیا۔

''ارے ... یہ تو آپ نے ہر امکان ہی ختم کر دیا ...''

''ہاں ... بالکل ... ویسے آپ کی مہمان نوازی کا شکریہ۔''

www.bookspk.net

''خیر... پھر تو مجبوری ہے ... جی تو فرمائیے ... میں کیا خدمت کر سکتا ہوں۔''

''فرزان ڈابا کو کوئی نامعلوم شخص قتل کرانا چاہتا ہے ... اور یہ بالکل یقینی بات ہے۔''

''یہ آپ نے کیسے کہہ دیا کہ یہ بالکل یقینی بات ہے ... یہ بالکل غیر یقینی بات بھی ہوسکتی ہے۔'' اس نے ہنس کر کہا۔

''وہ کیسے؟''

''شہرت حاصل کرنے کے لیے اور مقبولیت حاصل کرنے کے لیے ... یا پھر کسی کو پھنسانے کیلئے وہ خود ہی اپنے اوپر حملے کرا رہا ہو شاید۔''

''اوہ اچھا! تو آپ کا یہ خیال ہے ... خیر ہم اس پہلو سے بھی جائزہ لیں گے، کیونکہ خیال برا نہیں ہے ... لیکن فی الحال آپ کے بارے میں بات ہو جائے ... اگر فرزان ڈابا مارے جاتے ہیں ... تو ان کے ہوٹل کا نظام بگڑ جائے گا، کیونکہ ان کی بیگم ہوٹل کے نظام کو سنبھال نہیں سکیں گی۔''

''وہ کیوں ... ہوٹل کا سارا انتظام تو اب بھی شتاور لکھوی کے ہاتھ میں ہے ... ویسے بھی ہوٹلوں کو پیشہ ور انتظامیہ چلاتی ہے ...

ہوٹل مینجمنٹ کے ماہرین چلاتے ہیں ... اس صورت میں بھی ہوٹل فرزان ڈابا کے ہاتھ میں رہے گا ... لہٰذا اس کے مرنے سے مجھے نہیں ... شتاور لکھوی کو فائدہ پہنچے گا ... آپ اس طرف توجہ دیں ... میں کسی اور طرح بھی اس سلسلے میں ملوث نہیں ملوں گا۔''

''دیکھیے ... ہمارا ایک طریقہ ہے ... کیس سے متعلق ہر شخص کو شک کی نظروں سے دیکھتے ہیں اور تفتیش کرتے ہیں یعنی ایسے تمام لوگوں سے پوچھ گچھ کرتے ہیں ... اس لیے آپ محسوس نہ کریں۔''

''میں نے برا نہیں مانا ... آپ پوچھیں ... کیا پوچھنا چاہتے ہیں۔''

''آپ کے خیال میں فرزان ڈابا کا دشمن کون ہوسکتا ہے۔''

''شتاور لکھوی ... کیونکہ ڈابا کے مرنے کی صورت میں عملی طور پر ہوٹل وقتی طور پر ہی سہی ... اس کے ہاتھ میں آجائے گا ... اور اگر ...'' وہ کہتے کہتے رک گیا۔

''اور اگر کیا؟'' فرزانہ نے بے چینی کے عالم میں کہا، کیونکہ اس لمحے اس نے محسوس کیا تھا ... ریاض ٹوڈی کچھ کہتے کہتے چونک کر رکا تھا۔

''نہیں ... بس اتنا ہی کہنا چاہتا تھا ...''

www.bookspk.net

"خیر... مطلب یہ کہ آپ کے خیال میں ڈابا پر ہونے والے حملوں کے پیچھے شتاور لکھوی ہے۔"

"ہاں... بالکل... شتاور لکھوی یا بیگم ڈابا... اس کے سوا کوئی اور ہو بھی نہیں سکتا۔" وہ ہنسا

"ہوں...." انسپکٹر جمشید نے گور سے اس کی طرف دیکھا۔"

اسی وقت وہ پھر بول اٹھا:

"شتاور لکھوی دس سال سے ہوٹل کو نہایت کامیابی سے چلا رہا ہے... اس ہوٹل کے بارے میں اس سے زیادہ تجربہ اور کسی کو نہیں ہو سکتا، لہٰذا شتاور لکھوی ہوٹل کے لیے بہت اہم ہے... فرزان ڈابا کی موت کی صورت میں بیگم ڈابا مجبور ہوں گی اسے ملازم رکھنے پر... اس لیے میں کہتا ہوں کہ یہ سازش صرف اور صرف شتاور لکھوی کی ہے... یا پھر اس کی اور بیگم ڈابا کی مشترکہ... میری اس بات میں وزن اس طرح اور زیادہ ہو جاتا ہے... جب ہم دیکھتے ہیں کہ ہر سال ماسٹر کالیا کا پروگرام کرایا جاتا ہے... اس سال بھی پروگرام طے تھا... اس سے فائدہ اٹھانے کے مواقع شتاور لکھوی کو حاصل تھے... ماسٹر کالیا کا تعلق شتاور سے تھا... کیا سمجھے!"

"ہوں... آپ کی باتوں میں واقعی بہت وزن ہے اور ہم اس

www.bookspk.net

باتوں کو پوری طرح سامنے رکھیں گے... گویا آپ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ فرزان ڈابا کی موت سے آپ کو بالکل کوئی فائدہ نہیں پہنچے گا۔"

"فائدہ پہنچنے کی حد تک تو آپ کی بات خیر ٹھیک ہے... کاروبار میں تو ایسا لوگ کرتے ہی ہیں... لیکن کم ازکم میں کاروبار میں برتری حاصل کرنے کے لیے ایک انسان کا خون نہیں بہا سکتا... ایسا ہوتا تو آج ہر شخص اپنے کاروباری حریف کو قتل کر چکا ہوتا اور ہر کاروبار صرف ایک ایک شخص یا خاندان کے ہاتھ میں ہوتا۔"

"یہ آپ کہتے ہیں... دوسرے اس بات کو نہیں مانیں گے۔"

"وہ تو ظاہر ہے۔"

"اچھی بات ہے... آپ ہمیں اپنی انگلیوں کے نشانات دے دیں... اور جوتوں کے بھی۔"

"ضرور کیوں نہیں..."

نشانات لے کر وہ وہاں سے نکلے ہی تھے کہ اکرام کا فون آگیا، وہ کہہ رہا تھا:

"بلو گاڈی کے گھر سے انگلیوں کے نشانات مل گئے ہیں... یعنی اس کمرے سے اس پر وار کیا گیا ہے، اس کمرے میں جوتوں کے نشانات تو پائے گئے ہی ہیں... انگلیوں کے نشانات بھی مل گئے ہیں۔"

''بہت خوب ! یہ ہوئی نا بات ... تم وہ نشانات دفتر لے آؤ ... ہم بھی دفتر کا رخ کر رہے ہیں۔''

''بہت بہتر۔''

☆☆☆

پھر وہ دفتر پہنچ گئے ... اکرام بھی عین اسی وقت پہنچا ... سب لوگ محکمے کے لیبارٹری روم میں آ گئے :

''پہلے تو ذرا جوتوں کے نشانات اور انگلیوں کے نشانات دیکھ لیے جائیں۔''

''بالکل ٹھیک۔'' انہوں نے بلو گاڈی کے مکان سے ملنے والے نشانات ریاض ٹوڈی کے نشانات سے ملائے ... نہ جوتوں کے نشانات مل سکے ... نہ انگلیوں کے ...

''کیا ہمارے پاس شتاور لکھوی کی انگلیوں کے نشانات ہیں۔'' انسپکٹر جمشید بولے۔

''جی نہیں ... لیکن میں ابھی منگوا لیتا ہوں۔''

''یہ کام ضرور کرو اکرام اور جلدی کرو ... کہیں قاتل نکل نہ جائے ... کیونکہ اب وہ بھی اپنی گرفتاری کا خطرہ محسوس کر رہا ہوگا ...

اسے دھڑکا لگا ہوگا کہ کہیں ہم سراغ نہ لگا لیں اور اس تک نہ پہنچ جائیں۔''

''آپ ٹھیک کہتے ہیں۔'' اکرام نے فوراً کہا۔

''اوہو ... ارے ... ارے باپ رے ...'' فرزانہ بہت زور سے اچھلی۔

سب کی نظریں اس پر جم گئیں :

''کیا ہوا ... کوئی خاص بات سوجھ گئی کیا۔''

''ایک بات جس کی طرف ہم نے توجہ نہیں دی۔''

''یہ ... یہ تم کس طرح کہہ سکتی ہو۔'' فاروق نے بُرا سا منہ بنا کر کہا۔

''اچھی طرح کہہ سکتی ہوں۔'' فرزانہ نے اسے گھورا۔

''اوہو ! تمہیں کیا پتا ... کسی اور نے دھیان دیا یا نہیں ، ہوسکتا ہے ... ہم میں سے کسی اور نے بھی دھیان دیا ہو۔'' فاروق نے جل کر کہا۔

''فاروق کی بات معقول ہے فرزانہ ... تم اپنے جملے میں ترمیم کر لو ...'' محمود مسکرایا۔

''اچھی بات ہے... اب میں اس بات کو یوں کہتی ہوں...

www.bookspk.net

مجھے ابھی ابھی ایک خیال آیا ہے ... یعنی ایک بات سوجھی ہے ... میں نہیں جانتی ... میرے علاوہ اسے کسی اور نے محسوس کیا ہے یا نہیں۔''

''ہاں! اب تم نے بہت بہتر انداز میں بات کی ہے ... مہربانی فرما کر اب وہ بات بتاؤ۔'' فاروق نے خوش ہو کر کہا۔

'' اور وہ بات یہ ہے کہ مرنے سے پہلے بلو گاڈی کی آنکھوں میں بے پناہ خوف سما گیا تھا ... غالباً اس نے اس سوراخ کے دوسری طرف اس پراسرار آدمی کا ارادہ بھانپ لیا تھا ...''

'' حد ہوگئی ... یہ بات صرف تم نے نہیں ... ہم سبھی نے محسوس کی تھی ... کیوں محمود ... انکلز ... اور ابا جان۔''

'' ہاں! یہی بات ہے ... وہ تو بہت زیادہ خوفزدہ نظر آیا تھا۔'' خان رحمان نے سر ہلایا۔

'' اصل بات آگے آرہی ہے ...'' فرزانہ مسکرائی۔

'' چلو پھر جو بات آگے آرہی ہے ... اور ہے بھی وہ بات اتفاق سے اصل، اب تم وہ بتا دو۔'' فاروق نے مذاق اڑانے والے لہجے میں کہا۔

'' مرتے وقت اس کے منہ سے ایک لفظ نکلا تھا، اس نے کسی کا نام لینے کی کوشش کی تھی... اب بتاؤ فاروق اس نے کیا کہا تھا؟''

فرزانہ نے ڈرامائی انداز میں کہا۔

'' اس نے ... اس نے کیا کہا تھا ؟'' فاروق کھوئے کھوئے انداز میں بولا۔

'' ہاں ! پہلے تو بہت بڑھ بڑھ کر باتیں کر رہے تھے ... اب بتاؤ نا۔'' فرزانہ اس پر تیز ہوگئی۔

'' اچھا یہ بات ہے ... تب تم سوچنے کی مہلت دو۔'' فاروق نے پریشان ہوئے بغیر کہا۔

'' لے لو ... مہلت ... کوئی پروا نہیں۔'' فرزانہ ہنسی۔

'' آپ نے دیکھا ابا جان۔'' فاروق نے منہ بنایا۔

'' کیا دکھانا چاہتے ہو بھئی۔'' انسپکٹر جمشید گھبرا گئے۔

'' یہ کس انداز میں بات کر رہی ہے اباجان۔''

'' تم اس کی بات چھوڑو... اور یہ بتاؤ کہ وہ کیا بتانا چاہتا تھا ... اس کے منہ سے کیا لفظ نکلا تھا۔''

'' اس نے مرتے وقت کہا تھا... شش.. سس۔''

'' اوہ ہاں ... واقعی... تو تمہارا خیال ہے ...وہ قاتل کا نام لینا چاہ رہا تھا۔'' انسپکٹر جمشید نے چونک کر کہا۔

'' جی ہاں... بالکل ...''

www.bookspk.net

''تب پھر اس شش... سس... سے کس کا نام بنتا ہے۔''

''شتاورلکھوی۔'' فاروق نے فوراً کہا۔

''کیا !!!'' ان کے منہ سے ایک ساتھ نکلا۔ ان کی آنکھیں پھیلتی چلی گئیں۔

☆☆☆☆☆

چوتھی شیشی

اب ان سب کی نظریں فاروق پر جمی تھیں... اور وہ گھبرایا گھبرایا نظر آرہا تھا... آخر اس نے کہا:

''یہ... یہ سب لوگ مجھے اس طرح کیوں گھور رہے ہیں، ایسا میں نے کیا کر دیا ہے۔''

''تم نے... ایک بہت اہم بات بتائی ہے اور بات واقعی یہ ہے کہ اس طرف ہمارا دھیان نہیں گیا تھا۔'' محمود نے تسلیم کیا۔

''اللہ کا شکر ہے... ورنہ میں خیال کر رہا تھا... سب لوگ میرا مذاق اڑائیں گے۔''

''خیر... ہم شتاورلکھوی کی نگرانی شروع کراتے ہیں... مجرم اگر وہ ہے تو بہت جلد معلوم ہو جائے گا... کیونکہ ان حالات میں مجرم نچلا نہیں بیٹھ سکے گا... اسے معلوم ہے... ہم لوگ اس کا سراغ لگانے کی سر توڑ کوشش کر رہے ہیں... اب ظاہر ہے... وہ اس طرح

www.bookspk.net

غائب ہونے کی کوشش کرے گا کہ ہمیں کانوں کان خبر نہ ہو ... لیکن شاید اس کی یہی کوشش اسے لے ڈوبے گی ... ۔''

اور پھر انہوں نے اکرام کو ہدایات دیں اور اکرام چلا گیا ...

اس کے جانے کے بعد وہ سب انسپکٹر جمشید کے دفتر میں آ بیٹھے۔

'' میں چاہتا ہوں... شروع کی کہانی ... جب میں اس میں شامل نہیں ہوا تھا ... ذرا تفصیل سے سنا دو۔'' انسپکٹر جمشید کی آنکھیں گہری سوچ میں ڈوبی ہوئی تھیں۔

'' جی ... جی اچھا ... میں بتاتا ہوں۔'' فاروق بولا ۔

'' بسم اللہ کرو۔''

'' یہ کیس ہماری صبح کی سیر سے شروع ہوا تھا ... ہم نے ایک بالکل نیا راستہ اختیار کیا تھا ... سوچا تھا، ان اطراف کی سیر کر کے دیکھتے ہیں ... ہم صبح کی سیر سے واپس لوٹ رہے تھے کہ اچانک سڑک پر کھڑی ایک کار پر نظر پڑی ... دراصل وہ ایک موڑ مڑنے کے فوراً بعد کھڑی تھی... ادھر ہم موڑ مڑے... ادھر ایک آدمی اس کار میں بیٹھنے لگا ... اور اسی وقت میں نے اس کی جیب سے ایک خط گرتے دیکھا... محمود اس وقت اس طرف متوجہ نہیں تھا... میں نے چاہا ، دوڑ کر کار والے کو بتا دوں... اس کی جیب سے خط گر گیا ہے ... لیکن

اتنی دیر میں کار آگے جا چکی تھی ... میں نے خط اٹھا لیا ... ادھر محمود دوسری طرف متوجہ تھا ... اس نے ایک شخص کو ایک درخت پر دیکھا تھا، اس کے ہاتھ میں ایک دوربین تھی ... دوسرے میں مووی کیمرہ تھا ... وہ آنکھوں سے دوربین لگائے کسی منظر کی فلم بنانے میں مصروف تھا ... پھر جونہی اس نے ہمیں دیکھا ... اس نے اوپر ہی سے چھلانگ لگائی اور کسی چھلاوے کی طرح غائب ہوگیا ... ایسے میں، میں اس خط کو کھول چکا تھا ... میں نے پڑھا ... خط میں لکھا تھا:

'' فرزان ڈابا کا معاوضہ وصول کر لو ۔''

خط پڑھنے کے بعد ہم نے انکل اکرام کو فون کیا... ان سے فرزان ڈابا کے بارے میں پوچھا ... معلوم ہوا ، وہ بہت اثر رسوخ والا آدمی ہے... بہت دولت مند ہے اور فرزان ہوٹل کا مالک بھی ہے ... ابھی ہم انکل اکرام سے بات کر کے فارغ ہوئے تھے کہ خط والا آدمی اپنے ساتھیوں کے ساتھ واپس آ گیا... ان لوگوں نے ہم سے خط کا مطالبہ کیا ... وہاں ان لوگوں سے ہماری کافی جھڑپ ہوئی ، لیکن آخر کار وہ دھوئیں کا بم مار کر اپنا کام نکال لے گئے... یعنی خط لے جانے میں کامیاب ہو گئے ۔ اب ظاہر ہے ہم دونوں کو فرزان ڈابا کو خبردار کرنا تھا ... کیونکہ ان کے قتل کی قیمت وصول کر لی گئی تھی ...

www.bookspk.net

ہم وہاں پہنچے ... ان کی بیٹی فرزانہ کی کلاس فیلو ہے ... وہ پہلے
باپ کے لیے فکر مند تھی ... اور اسی لیے اس نے فرزانہ کو بلایا تھا۔
ہم دونوں اندر پہنچ گئے... فرزان ڈابا سے ملاقات کی... انہیں
کے بارے میں بتایا... انہوں نے کہا، کہاں ہے خط ... دکھاؤ...
کہاں سے دکھاتے ... خط کے چھین لیے جانے کی کہانی انہیں سنائی
وہ اور زیادہ اکھڑ گئے ... ہماری کہانی کو فرضی بتایا اور پولیس انسپکٹر
گرامی کو بلا لیا تاکہ دھوکا دینے کے جرم میں ہمیں گرفتار کرا دیں۔
لیکن وہ ہمیں پہچانتے ہیں، انہوں نے فرزان ڈابا کو ہمارے بارے
میں بتا دیا... اب ہم نے فرزانہ کو بھی بلا لیا۔ اسے بلا کر لائے تو اس
کے ساتھ فرزان ڈابا کی بیٹی شونی بھی آ گئی ... جب اس نے سنا کہ
کوئی نامعلوم آدمی اس کے والد کو قتل کرنا چاہتے ہیں تو اس کے منہ
سے مارے خوف کے چیخ نکل گئی... اس کی چیخ کو سن کر بیگم فرزان
ڈابا بھی گھبرائی ہوئی وہاں آ گئیں، انھوں نے پوچھا... کیا معاملہ ہے
... اب جونہی فرزان ڈابا نے بیگم کو بتایا کہ کوئی انہیں قتل کرنا چاہتا
ہے تو وہ تڑ سے گریں اور بے ہوش ہو گئیں۔ اس پر ڈابا صاحب
چلائے... شونی ... ڈاکٹر سبارو کو فون کرو ... شونی ... ڈاکٹر کو فون
کرنے لگی... ایسے میں فرزانہ نے جھک کر موبائل کی ٹارچ سے روشنی

بیگم ڈابا کی آنکھوں پر مار کر دیکھا ... ادھر شونی نے ڈاکٹر کو فون کر دیا
... بہت جلد ڈاکٹر اندر آ گئے ۔ انہوں نے ڈاکٹر سبارو کے نام سے اپنا
تعارف کرایا ... پتا چلا، وہ ان کے فیملی ڈاکٹر ہیں اور ان کی کوٹھی کے
ساتھ ہی ان کا کلینک موجود ہے۔ انہوں نے جلدی جلدی بیگم ڈابا کو
چیک کیا ... انہیں ایک انجکشن دیا اور بولے کہ بے ہوشی گہری ہے
... تاہم انہوں نے جو انجکشن دیا ہے ... اس سے یہ جلد ہوش میں
آ جائیں گے ... اور کہا انہوں نے کوئی بُری خبر سنی ہے... انہیں بتایا گیا
کہ انہوں نے کیا خبر سنی تھی... آخر ڈاکٹر سبارو کے علاج سے بیگم ڈابا
نے آنکھیں کھول دیں ... ایسے میں ہماری نظر آتش دان پر رکھے بھالو
پر پڑی ... اس کو چیک کیا گیا تو اس میں ایک چھوٹا سا بم برآمد ہوا
... لیکن وہ اس کمرے اور ساتھ ہی فرزان ڈابا کے پڑخچے اڑانے
کے لیے بہت کافی تھا ... اب تو سنسنی پھیل گئی... یقین ہو گیا کہ کوئی
واقعی انہیں ہلاک کرنا چاہتا ہے ... ادھر بھالو کے بارے میں معلوم نہ
ہو سکا کہ اسے کون ان کے کمرے میں لایا تھا... یہ اور زیادہ حیرت کی
بات تھی کہ ایک کافی بڑا کھلونا اندر آ گیا اور گھر کے کسی فرد کو پتا تک
نہ چلا ... بھالو کو ماہرین کے حوالے کر دیا گیا ... ایسے میں میری نظر
پلاسٹک کے ایک چھوٹے سے ٹکڑے پر پڑی۔ میں نے اسے اٹھا کر

www.bookspk.net

دیکھا تو وہ کسی دوا کی گولی کا خالی ریپر تھا۔ گویا اس میں سے گولی نکال کر کھائی گئی تھی۔ ہم نے ریپر فرزان ڈابا کو دکھایا ... انہوں نے بتایا کہ یہ گولی وہ استعمال نہیں کرتے ... اب ہم نے باقی افراد سے پوچھا ... تو بیگم ڈابا نے بتایا کہ یہ گولی وہ اس وقت استعمال کرتی ہیں جب ان کا بی پی ہائی ہونے لگتا ہے ... اس وقت بھی جب انہوں نے شوٹی کے چیخنے کی آواز سنی تو گھبرا کر کمرے میں آگئی تھیں اور پھر انہوں نے جلدی سے یہ گولی نکال کر منہ میں رکھ لی تھی... لیکن اس گولی کے باوجود جب ڈاکٹر سبارو نے چیک کیا تھا تو ان کا بلڈ پریشر ہائی تھا۔ اس کے بعد ہم گھر آ گئے تھے اور پھر آپ کے ساتھ ہوٹل فرزان ... آگے کی کہانی آپ کو معلوم ہی ہے۔''

''ہوں ٹھیک ہے ... ۔''

''لیکن ابا جان ! کتنی ... کنویں جتنی ہو گی۔'' فاروق بولا ۔

''تم چپ رہو ... پہلی الجھن یہ ہے کہ بھالو گھر کے اندر کون لے گیا... جب کہ گھر کے افراد کا کہنا ہے کہ یہ کام ان میں سے کسی کا نہیں۔ چوکیدار بھی انکار کرتا ہے۔ گھر کی کہانی تو یہاں تک ہے ... اس کے بعد ہوٹل کی کہانی شروع ہوتی ہے ... وہاں اس دن سانپوں کا پروگرام طے تھا ... ہر سال کرایا جاتا ہے ... اب قاتل نے وہاں

بھی اپنا جال بچھا رکھا تھا... کیونکہ اس نے سوچا ہوگا ، اگر بھالو والا وار خالی گیا تو ہوٹل میں وار کرے گا ... لیکن ہوٹل میں وار کرنے کے لیے اس نے ماسٹر کالیا کو گانٹھا ... ظاہر ہے ، اسے بھی رقم دی ہوگی ... اس کے لیے یہ کام اور آسان تھا ... اڑنے والا سانپ ظاہر ہے کسی خاص رنگ پر جاتا ہوگا یا کسی خاص خوشبو پر ... اور فرزان ڈابا نے وہ خوشبو لگا رکھی ہوگی۔''

''جی ... یہ آپ کیا کہہ گئے ... اپنے کپڑوں میں بھلا وہ خوشبو خود انہوں نے کیونکر لگائی ہوگی ... یہ بات تو سمجھ میں نہیں آ رہی۔'' فرزانہ نے حیران ہو کر کہا۔

''ہاں! یہ بات ٹیڑھی ہے ... لیکن۔'' یہ کہتے ہوئے انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

''یہ ... یہ آپ مسکرائے کیوں ... آپ کیا کہنا چاہتے ہیں۔''

''ان کے کپڑوں میں وہ خوشبو اس شخص نے لگائی جس نے گھر میں کسی طرح بم والا بھالو پہنچایا۔''

''اوہ ... اوہ۔'' ان کے منہ سے ایک ساتھ نکلا۔

''اور اس شخص کو وہ خوشبو ماسٹر کالیا نے دی ہوگی ... میرا مطلب ہے... کالیا نے جاسو کو دی ... جاسو نے اس شخص کو دی ...

www.bookspk.net

جو فرزان ڈابا کو ہلاک کرنا چاہتا ہے۔''

''لیکن خوشبو والی بات تو جمشید تم فرزان ڈابا سے پوچھ لینا ہو۔'' خان رحمان نے حیران ہو کر کہا۔

''ہوں ... ٹھیک ہے ... شاید انہیں خوشبو کے بارے میں کچھ معلوم ہو۔''

یہ کہہ کر انہوں نے خفیہ عمارت نمبر ایک کا فون ملایا ... جلد ہی انچارج کی آواز سنائی دی:

''فرزان ڈابا سے بات کرائیں۔''

''اوکے سر!''

فوراً ہی فرزان ڈابا کی آواز سنائی دی:

''ہاں جناب...''

''ماسٹر کالیا والے پروگرام میں جانے سے پہلے آپ نے اپنے کپڑوں پر کوئی خوشبو لگائی تھی۔''

''میری پسند کی خوشبوئیں بس دو تین ہیں... ملازم کو ہدایات ہیں کہ ان میں سے کوئی سی خوشبو ان کپڑوں میں لگا دیا کرے ... مجھے اس روز پہننے ہوتے ہیں۔''

''میرا مطلب ہے... جو کپڑے آپ پروگرام میں پہن کر

... ان میں سے آپ کی مخصوص خوشبوؤں میں سے کوئی لگی ہوئی تھی یا کوئی اور انجانی خوشبو۔''

''کوئی اور انجانی خوشبو... میں سمجھا نہیں۔''

''کیا آپ اس وقت بھی وہی کپڑے پہنے ہوئے ہیں۔''

''نہیں ... میں کپڑے بدل چکا ہوں اور یہاں آپ کی اس عمارت میں آ کر ہی بدلے ہیں۔''

''اور وہ کپڑے یہاں آپ کے پاس موجود ہیں... جو اتارے ہیں۔''

''بالکل ہیں۔''

''ان کو سونگھ کر بتائیں ان میں سے کیسی خوشبو آ رہی ہے۔''

''اچھی بات ہے۔''

اب تین منٹ تک خاموشی رہی، پھر ان کی آواز ابھری:

''ان کپڑوں میں ان خوشبوؤں میں سے کوئی خوشبو نہیں لگائی گئی ... جو میری پسند کی ہیں اور جو میں نے خرید کر گھر میں رکھی ہوئی ہیں۔''

''اس کا مطلب ہے، ان کپڑوں میں واقعی وہ خوشبو لگی ہوئی ہے ... جس پر اڑنے والا سانپ آتا ہے ... اور وہ خوشبو ماسٹر کالیا

www.bookspk.net

نے کرائے کے قاتل کو دی تھی ... اچھا خیر ... ہم آپ سے پھر بات کریں گے ... لیکن ان کپڑوں کو جلا دینا ہوگا۔''

''اچھی بات ہے ... کیا مجھے یہاں بھی خطرہ ہے۔''

''نہیں ... یہ تو میں نے احتیاط کے طور پر کہا ہے ... آپ پریشان نہ ہوں۔''

یہ کہہ کر انہوں نے فون بند کر دیا اور بولے:

''ہمیں فوری طور پر فرزان ڈابا کے گھر جانا پڑے گا... کیونکہ یہ بات وہیں چل کر معلوم کرنی چاہیے کہ فرزان ڈابا کے کپڑوں پر ماسٹر کالیا کی دی ہوئی خوشبو کس نے لگائی تھی۔''

''اوہ!'' ان کے منہ سے ایک ساتھ نکلا۔

پھر وہ اسی وقت خان رحمان کی گاڑی میں روانہ ہوئے ... گیٹ پر چوکیدار اسی طرح موجود تھا... انہیں دیکھ کر وہ چونکا... اس کے منہ سے نکلا:

''آپ لوگ... لیکن ڈابا صاحب تو نہیں ہیں۔''

''ڈابا صاحب کو ہم نے محفوظ جگہ پر بھیج دیا ہے... کیونکہ قاتل کوئی اور وار کر سکتا ہے۔''

''اللہ اپنا رحم فرمائے... پتا نہیں کیا ہو رہا ہے۔''

''آپ سے ایک سوال پوچھ لیں۔''

''ہاں! کیوں نہیں ...''

''آپ کے خیال میں فرزان ڈابا کا دشمن کون ہو سکتا ہے۔''

''نن نہیں... آپ مجھ سے یہ سوال نہ پوچھیں... میں ان معاملات کو نہیں سمجھتا ... میں تو بس ایک چوکیدار ہوں۔''

''آپ کے ہوتے ہوئے ... ایک بھالو کوٹھی کے اندر پہنچا ہے... اور اس میں بم تھا... یہ نہ بھولیں۔'' انہوں نے سرد لہجے میں کہا۔

''کیا آپ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ ایسا میں نے کیا ہے ... وہ بھالو میں نے اندر پہنچایا تھا۔''

''یہ ناممکن نہیں۔''

''آپ کہنا چاہتے ہیں... یہ بات ہو سکتی ہے۔''

''ہاں! ہو سکتا ہے... قاتل نے آپ کو کوئی لالچ دیا ہو اور آپ لالچ میں آ گئے ہوں۔''

''نہیں... ایسی کوئی بات نہیں... مجھے نہیں معلوم... وہ بھالو کس طرح اندر پہنچا تھا۔''

''خیر... کوئی بات نہیں... ہم بہت جلد یہ بات معلوم کر لیں

www.bookspk.net

گے ۔ فرزان ڈابا صاحب کے کپڑے وغیرہ کون استری کرتا ہے... اور اس قسم کے دوسرے کام کون کرتا ہے۔''

''سلیم چاچا۔'' اس نے بتایا۔

''بس ہم ان سے ایک دو سوال پوچھنا چاہتے ہیں۔''

'' آیئے... آپ ڈرائنگ روم میں بیٹھیں گے یا لان میں۔''

'' لان میں بیٹھ جاتے ہیں۔''

وہ انہیں بٹھا کر اندر چلا گیا، جلد ہی ایک بوڑھا آدمی ان کے سامنے آکر کھڑا ہوا:

'' جی فرمایئے۔''

'' صاحب کے کپڑے آپ استری کرتے ہیں۔''

'' جی ہاں!''

'' ان کے کپڑوں پر خوشبو بھی آپ لگاتے ہیں۔''

''جی...جی ہاں۔'' اس نے قدرے حیران ہو کر کہا۔

''آج آپ نے ان کے کپڑوں پر کون سی خوشبو لگائی تھی۔''

'' کون سی خوشبو لگائی تھی ...'' اس نے کھوئے کھوئے انداز میں کہا۔

'' ہاں! کیا یہ کوئی مشکل سوال ہے۔'' انہوں نے غور سے اس

کی طرف دیکھا۔

'' جی... جی نہیں تو... ان کی الماری میں خوشبو کی بس تین شیشیاں ہیں ... مجھے ہدایات ہیں کہ ان میں کوئی سی لگا دیا کروں... اب میں یہ کرتا ہوں کہ ایک دن ایک لگا دی ... دوسرے دن دوسری اور تیسرے دن تیسری ... لیکن آج یہاں چوتھی شیشی بھی موجود تھی ... میں نے سوچا ... صاحب یہ نئی خوشبو لائے ہیں، آج انہیں جانا بھی پروگرام میں ہے ... ضرور وہ یہ خوشبو لگوانا چاہتے ہیں ... سو میں نے وہ لگا دی۔''

'' خوشبو کی وہ شیشی وہاں اب بھی موجود ہے۔''

'' ظاہر ہے... موجود ہوگی ... جائے گی کہاں۔''

'' آپ ہمیں وہاں لے چلیں۔''

'' آیئے۔'' اس نے حیران ہو کر کہا۔

اب وہ انہیں کپڑوں والے کمرے میں لے آیا ... یہاں بڑی الماریوں میں مردانہ اور زنانہ سوٹ استری کر کے لٹکائے گئے تھے... ساتھ ہی ایک الماری میں خوشبو کی شیشیاں رکھی تھیں...انہوں نے دیکھا ... وہاں تین شیشیاں تھیں:

'' یہاں تو تین ہیں۔''

www.bookspk.net

''نن نہیں ... اس وقت تو یہاں ایک ہی شیشی تھی ... یہ تینوں ہی یہاں نہیں تھیں۔'' سلیم چاچا کے منہ سے مارے حیرت کے نکلا۔

''چوتھی شیشی کہاں گئی۔'' انسپکٹر جمشید بولے۔

''مم... مجھے نہیں معلوم۔''

انہوں نے اس کی آنکھوں میں جھانکا... اور محسوس کر لیا کہ وہ جھوٹ نہیں بول رہا:

''یہاں اور کون کون آتا جاتا ہے۔''

''مالی اور باورچی گپ شپ لگانے کے لیے آجاتے ہیں ... میں بھی ان کی طرف چلا جاتا ہوں لیکن یہ تو ہمارا روز کا کام ہے۔''

''انہیں بھی بلا کر لے آئیں۔''

''جی... جی اچھا۔''

جلد ہی وہ تینوں بھی وہاں موجود تھے اور ان کے رنگ اڑے ہوئے تھے:

''یہاں عام طور پر پرفیوم کی تین شیشیاں موجود رہتی ہیں... لیکن آج یہاں سلیم چاچا کو ایک اور ہی شیشی نظر آئی تھی... انہوں نے خیال کیا کہ فرزان ڈابا صاحب لائے ہوں گے ... انہوں نے ان کے کپڑوں پر وہی خوشبو لگا دی ... لیکن فرزان ڈابا صاحب کا کہنا ہے

کہ انہوں نے یہاں کوئی چوتھی شیشی نہیں رکھی... آپ لوگ بتائیں ... آپ میں سے وہ کس نے رکھی اور پھر یہاں سے اٹھا بھی لی۔''

''نہیں ... ہم نے نہ تو یہاں کوئی شیشی رکھی... نہ یہاں سے اٹھائی۔'' وہ ایک ساتھ بولے۔

''اگر آپ لوگوں کی بات بعد میں غلط ثابت ہوئی تو پھر آپ کو فوراً گرفتار کر لیا جائے گا ... لہٰذا بہتر یہی ہے کہ اس وقت ساری بات سچ سچ بتا دیں۔''

''لیکن جناب! ہم بھلا کیوں جھوٹ بولیں گے ... جب کہ ہمارا اس معاملے سے کوئی تعلق نہیں۔''

''ہوں خیر... اچھا سلیم چاچا ... آپ اس شیشی کو دیکھ کر پہچان لیں گے۔''

''ہاں! کیوں نہیں۔''

''اچھی بات ہے۔''

ایسے میں انسپکٹر جمشید کو ایک خیال سوجھا... وہ بہت زور سے اچھلے ... ان کے چہرے پر حیرت دوڑ گئی:

☆☆☆☆☆

www.bookspk.net

کمرے کا دروازہ

انہیں اچھلتے دیکھ کر وہ سب ان کی طرف متوجہ ہو گئے:

'' معلوم ہوتا ہے ،آپ کو کوئی بہت زبردست خیال سوجھ گیا ہے۔''

''سوجھا تو ہے ... لیکن وہ غلط بھی ہوسکتا ہے... پہلی بات تو اس کیس میں یہ سب سے زیادہ عجیب ہے کہ بھالو گھر کے اندر کس طرح پہنچا تھا... اب اسی طرح خوشبو کی شیشی اندر آئی ہے... آخر یہ سب کیا ہو رہا ہے۔''

'' بس! آپ کو یہ بات سوجھی ہے۔'' فاروق نے حیران ہو کر کہا۔

'' ہاں! بالکل ... کیوں... کیا یہ بات عجیب نہیں۔''

'' عجیب تو ہے... لیکن ابا جان ! یہ دونوں باتیں تو ہمیں پہلے ہی معلوم ہیں... ان میں اچھلنے والی بات کہاں سے نکل آئی۔'' فرزانہ

نے جلدی جلدی کہا۔

'' بھئی اچھلنے والی بات نکل آنے کی بھی ایک ہی کہی... وہ تو کسی بات میں بھی نکل سکتی ہے۔'' انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

''ارے ارے ! ابا جان! یہ کیا... آپ تو بالکل ہمارے انداز میں باتیں کرنے لگے ہیں۔''

'' اوہو اچھا ... چلو خیر... اب میں اپنے انداز میں باتیں کروں گا... دیکھو ... کوئی یہ بات ماننے پر تیار نہیں کہ بھالو اندر کس نے پہنچایا تھا... جب کہ بھالو تو بہرحال اندر آیا تھا... اس کا مطلب ہے... گھر کا کوئی نہ کوئی فرد کرائے کے قاتل سے ملا ہوا ہے ... اور ظاہر ہے ... وہ یا تو چوکیدار ہوسکتا ہے...مالی ، باورچی یا پھر کپڑے استری کرنے والا ... ظاہر ہے ان میں سے کوئی ایک ہو سکتا ہے ... اور ان میں سے ہر ایک کے لیے گھر کے اندر خفیہ طور پر کوئی چیز پہنچا دینا بھلا کیا مشکل کام ہے۔'' یہاں تک کہہ کر وہ خاموش ہو گئے۔

'' آپ کی بات بالکل ٹھیک ہے... لیکن ہم اس خیال کے تحت انہیں چیک کر چکے ہیں۔'' محمود نے کہا۔

'' ضرور چیک کر چکے ہیں ... اور یہ خیال کر بیٹھے ہیں کہ ان میں سے کوئی ایسا نہیں ہے ... جس نے بھالو اندر پہنچایا ہو ... لیکن

www.bookspk.net

اس کے باوجود کوئی شخص ایسا ہے ... اور وہ بہت کاری گر ہے ... اس نے اپنے چہرے کے تاثرات سے یہ بات ظاہر نہیں ہونے دی کہ یہ کام اس کا ہے ... لیکن میں ان چاروں کو ایک بار پھر چیک کروں گا ... اور ظاہر ہے جونہی ہم نے جان لیا کہ وہ کون ہے ... ہم اس سے معلوم کرلیں گے اسے بھالو کس نے اندر رکھنے کے لیے دیا تھا۔''

''اوہو ... ابا جان ! اس سوال کا جواب تو ہمیں پہلے ہی معلوم ہے، ظاہر ہے ... وہ کرائے کا قاتل ہے۔''

''خیال رہے ... ہم ابھی تک جاسو کو تلاش نہیں کر سکے ... جب کہ وہ ہے ہمارے آس پاس ہی ... کک ... کہیں ایسا تو نہیں ...'' انسپکٹر جمشید کہتے کہتے رک گئے...

ایک بار پھر ان کے چہرے پر بلا کا جوش نظر آرہا تھا :

''خیر تو ہے ابا جان! کیا آپ کو اب کوئی اور بات سوجھ گئی۔''

''ہاں! ایک بات سوجھی تو ہے ... میرا خیال ہے... جاسو ہمارے بالکل نزدیک موجود ہے ... لیکن ہم اس بات کو محسوس نہیں کر رہے ... آج رات ہم رات بھر اس کوٹھی کی نگرانی کریں گے ... سنا تم نے ... بالکل خفیہ نگرانی ... دیکھنا یہ ہے کہ جاسو کوٹھی میں آتا ہے یا نہیں۔''

''اب بھلا وہ کیوں آنے لگا ... جب کہ فرزان ڈابا کوٹھی میں ہیں ہی نہیں۔''

''آج رات فرزان ڈابا کوٹھی میں بسر کریں گے... کیونکہ قاتل انہیں ہلاک کرنے کے لیے بڑی طرح بے چین ہے ... اور وہ انہیں قتل کرنے ضرور آئے گا۔''

''اسے کیسے معلوم ہوجائے گا کہ فرزان ڈابا کوٹھی میں آگئے ہیں۔'' فرزانہ نے حیران ہو کر کہا۔

''اس شخص کے ذریعے ... جس کے ذریعے اس نے بھالو اندر بھجوایا... اور خوشبو کی شیشی اندر بھجوائی۔''

''اوہ ... اوہ ... تجربہ دلچسپ رہے گا ...'' خان رحمان نے خوش ہو کر کہا۔

''لیکن جمشید... ذرا سوچو... مارے گھبراہٹ اور پریشانی کے فرزان ڈابا کا کیا حال ہو جائے گا اور وہ کیوں لگے کوٹھی میں آنے۔''

''میں انہیں کوٹھی میں آنے پر مجبور کر دوں گا ... تم فکر نہ کرو۔ بس اب ہم گھر چلتے ہیں... کچھ دیر آرام بھی تو کرنا ہوگا ... کیونکہ رات کو جو ڈیوٹی دینی ہے۔''

''بالکل ٹھیک ہے۔''

www.bookspk.net

اور پھر وہ گھر پہنچ گئے... سب نے آرام کی ٹھانی اور پھر وہ سب سوگئے ... ان کی آنکھ کھلی تو انسپکٹر جمشید غائب تھے:

''ہائیں ... یہ ابا جان کہاں چلے گئے۔''

''ضرور امی کو بتا کر گئے ہوں گے۔'' محمود نے کہا۔

فاروق نے فوراً باورچی خانے کا رخ کیا:

''ابا جان کہاں گئے امی جان۔''

''کہہ گئے ہیں ایک ضروری کام سے جا رہے ہیں، جلد ہی تم لوگوں کو فون کریں گے ... اور یہ پرچہ تمہارے لئے چھوڑ گئے ہیں۔''

''جی اچھا۔'' انہوں نے پرچہ لے کر پڑھا لکھا تھا...

''تم لوگ کسی طرح ڈاکٹر سبارو کے سر کا ایک بال حاصل کرو اور پھر گھر آکر میرے فون کا انتظار کرو۔''

''ڈاکٹر سبارو کے سر کا بال... اس کا اس کیس سے کیا تعلق۔'' محمود نے کہا۔

''کوئی تو تعلق ہوگا جب ہی تو ابا جان نے لانے کو کہا ہے ... انکل آپ لوگ یہیں انتظار کریں ہم بس یوں گئے اور یوں آئے۔'' فرزانہ نے کہا۔

''یوں گئے اور یوں آئے تو ایسے کہہ رہی ہیں جیسے ابا جان نے

دکان سے جا کر چینی اور پتی لانے کو کہا ہے۔'' فاروق نے بھنا کر کہا۔

''اوہو! تو یہ کوئی مشکل کام تو نہیں ہے اس کے کلینک جا کر ملتے ہیں اور کسی نہ کسی بہانے توڑ لیں گے سر کا بال۔'' فرزانہ مسکراتے ہوئے بولی۔

''آؤ چلیں۔'' محمود نے کہا اور اٹھ کھڑے ہوئے ...

خان رحمان اور پروفیسر داؤد گھر پر ہی انتظار کرنے لگے ... اور پھر کہیں ڈیڑھ گھنٹے بعد جا کر وہ لوگ واپس آئے۔

''کیوں بھئی کامیاب لوٹے ہو نا۔'' خان رحمان نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

''جی انکل بالکل۔'' محمود نے بھی مسکراتے ہوئے کہا۔

''چلو اب ابا جان کو فون کرتے ہیں۔'' یہ کہہ کر فرزانہ نے ان کا نمبر ملایا ... تو فون بند تھا:

''ارے باپ رے ... فون تو ابھی تک بند ہے... اب ہم کیا کریں۔''

''صبر اور انتظار... کیونکہ وہ ضرور اپنے پروگرام کے مطابق حرکت میں آئے ہیں۔''

''خیر...''

www.bookspk.net

پھر رات کے دس بجے انسپکٹر جمشید کا فون آیا...

وہ کہہ رہے تھے:

''تم لوگوں کو ٹھیک گیارہ بجے فرزان ڈابا کی کوٹھی پہنچنا ہے... اندر فرزان ڈابا موجود ہوں گے ... تم اندر داخل نہیں ہوگے ... باہر رہ کر نگرانی کرو گے ، جب تک میری طرف سے اشارہ نہ ملے ... اگر آدھے گھنٹے تک اشارہ نہ ملے تو پھر حالات کا جائزہ لیتے ہوئے اندر داخل ہو جانا۔''

''جی بہتر ... کیا باہر اکرام انکل ہوں گے۔'' محمود نے پوچھا۔

''وہ پروگرام کے مطابق اپنا کام کریں گے۔''

''آپ کافی پراسرار لگ رہے ہیں ... آپ ہیں کہاں ؟''

''میں تم لوگوں کے بہت نزدیک ہوں ... فکر نہ کرو۔''

''گویا آپ بس پردے میں رہ کر کام کرنا چاہتے ہیں۔''

''ہاں! اسی کی ضرورت ہے ... فرزان ڈابا پر قاتل وار ضرور کرے گا ... اور ہمارا کام ہوگا ، انہیں اس کے وار سے بچانا ... لہٰذا تم کوٹھی کے باہر پوری طرح چوکس رہو گے۔''

''بہت بہتر ! آپ فکر نہ کریں۔''

اور پھر وہ رات کے ٹھیک گیارہ بجے فرزان ڈابا کی کوٹھی کے

باہر پہنچ گئے ... انہوں نے دیکھا... آس پاس کوئی بھی نہیں تھا:

''یہاں تو کوئی نہیں ہے... انکل اکرام بھی نظر نہیں آ رہے۔''

''ابا جان کا پروگرام بالکل فٹ ہوتا ہے... فکر نہ کرو ... اپنے اپنے وقت پر سب یہیں ہوں گے۔''

''لیکن ہم باہر رہ کر کیا کریں گے ... ہمیں تو اندر فرزان ڈابا صاحب کے آس پاس ہونا چاہیے ... خطرہ ان کے پاس ہے یا کوٹھی سے باہر۔'' محمود نے بُرا سا منہ بنا کر کہا۔

''ہدایات یہ تھیں کہ ہم لوگ باہر ٹھہریں گے۔'' خان رحمان بولے۔

''آدھا گھنٹا گزر چکا ہے ...جب کہ باہر کوئی کام نظر نہیں آ رہا... میرا خیال ہے... باہر ٹھہرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔''

''دیکھ لو ... کہیں ابا جان کی ناراضی نہ مول لینی پڑے جائے۔'' فرزانہ نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

''لیکن باہر کچھ بھی نہیں ہے۔'' محمود نے جلدی سے کہا۔

''اچھی بات ہے... چلو پھر اندر چلتے ہیں... لیکن اندر داخل ہوں گے کس طرح۔''

''بھئی دستک دے کر ... گارڈ دروازے کے اندر کی طرف

www.bookspk.net

تو موجود ہوگا۔'' محمود نے کہا اور دستک دے ڈالی ... اندر سے فوراً ہی کہا گیا: ''کون؟''

''ہم وہی ہیں جو پہلے بھی آپ لوگوں کو پریشان کر چکے ہیں۔''

''اوہ آپ کا مطلب ہے... انسپکٹر جمشید صاحب کے ساتھی۔''

''آپ ٹھیک سمجھے۔'' محمود مسکرایا۔

''پہلے میں اپنا اطمینان کروں گا، پھر دروازہ کھولوں گا ... کیونکہ انسپکٹر صاحب کی یہی ہدایات ہیں۔''

''بالکل ٹھیک ہے ... آپ کو یہی کرنا چاہیے۔'' محمود نے کہا۔

اور پھر ایک منٹ بعد دروازہ کھل گیا ... ساتھ ہی چوکیدار کی آواز ابھری: ''میں نے میجک آئی سے پہلے اپنا اطمینان کیا، پھر دروازہ کھولا۔''

''آپ نے اچھا کیا ...'' خان رحمان نے سر ہلایا۔

''فرزان ڈابا صاحب تو ابھی تک نہیں پہنچے ہوں گے۔''

''وہ تو کب کے آچکے ... البتہ ان کی طبیعت خراب ہے ... کسی سے بات نہیں کر رہے ... بس اپنے کمرے میں ہیں۔''

''اور کمرے کا دروازہ؟'' فرزانہ نے چونک کر کہا۔

''کمرے کا دروازہ ... کیا مطلب؟''

''میرا مطلب ہے... کمرے کا دروازہ کھلا ہے یا بند ہے۔''

''پتا نہیں ... بھلا یہ بات مجھے کس طرح معلوم ہوسکتی ہے... ہاں کسی کام سے وہاں جاؤں گا تو پھر معلوم ہوگا ... کہ دروازہ بند ہے یا کھلا۔''

''ٹھیک ہے ...ٹھیک ہے۔'' پروفیسر داؤد نے بُرا سا منہ بنایا۔

پھر وہ سیدھے فرزان ڈابا کے کمرے کی طرف چلے... ان کا دروازہ بند تھا... محمود نے آگے بڑھ کر دستک دی ... جواب میں انہیں کوئی آواز سنائی نہ دی ... محمود نے اور زور سے دستک دی ... آخر اندر کچھ آوازیں ابھریں... پھر قدموں کی چاپ سنائی دی ... اور ساتھ ہی کہا گیا:

''کون؟'' آواز فرزان ڈابا کی تھی... لیکن بہت ڈھیلی ڈھالی سی... جیسے کسی بیمار آدمی کی ہوتی ہے۔

''محمود، فاروق، فرزانہ، انکل خان رحمان اور پروفیسر انکل۔'' فاروق نے کہا۔

''توبہ ہے تم سے ... یوں نہیں کہہ سکتے ...یہ ہم ہیں۔''

''بالکل کہہ سکتا تھا ... لیکن وہ اندر سے کہہ سکتے تھے ...ہم کون۔''

www.bookspk.net

اور پھر دروازہ کھل گیا ... انہوں نے دیکھا ... فرزان ڈابا سر پر چادر لپیٹے کھڑے تھے :

''خیر تو ہے۔''

''مجھے ... زکام ہو گیا ہے۔''

''اوہ ہمیں افسوس ہے۔''

''لیکن آپ لوگ ... انسپکٹر صاحب کے بغیر کیوں نظر آ رہے ہیں ... انہوں نے بتایا تھا ... کہ وہ خود یہاں موجود رہیں گے اور مجھے فکر مند ہونے کی کوئی ضرورت نہیں۔''

''ہاں! انہوں نے یہی کہا تھا ... وہ یہیں کہیں ہوں گے ... ان کے پروگرام ذرا مشکل سے سمجھ میں آتے ہیں۔''

''اچھی بات ہے ... کیا آپ اندر آنا چاہتے ہیں۔''

''پروگرام تو یہی ہے ... اگر آپ کو کوئی اعتراض نہ ہو۔''

''آپ میرے لیے اتنا کچھ کر رہے ہیں اور میں آپ کی آمد پر اعتراض کروں گا ... توبہ توبہ۔''

''شکریہ شکریہ۔'' فاروق نے خوش ہو کر کہا۔

''یہ دو بار شکریہ شکریہ کیوں کہا۔'' محمود نے اسے گھورا۔

''انہوں نے بھی تو توبہ توبہ دو بار کہا ہے۔''

''توبہ ہے تم سے۔'' فرزانہ جھلا اٹھی۔

اور وہ مسکرا دیئے ... پھر وہ سب کمرے کے اندر آ گئے اور دروازہ بند کر لیا گیا:

''پروفیسر انکل... آپ ذرا پہلے اپنا کام کر لیں... کہیں یہاں اس وقت پھر بھالو قسم کی کوئی چیز موجود نہ ہو۔''

''اچھی بات ہے۔''

انہوں نے اپنے آلات کی مدد سے کمرے کو اچھی طرح چیک کیا، پھر بولے :

''نہیں... میں نے ہر طرح اطمینان کر لیا ہے... یہاں کچھ نہیں ہے۔''

''اللہ کا شکر ہے ...'' فرزان ڈابا نے کہا۔

عین اسی لمحے دروازے پر دستک ہوئی ... وہ چونک اٹھے:

☆☆☆☆☆

www.bookspk.net

آؤ چلیں

انہوں نے پہلے تو ایک دوسرے کی طرف دیکھا...

پھر فرزان ڈابا کی طرف ... ان کے چہرے پر خوف ہی خوف نظر آرہا تھا ... اسی وقت انہوں نے ڈرے ڈرے انداز میں کہا:

''انسپکٹر صاحب نے وعدہ کیا تھا ... وہ یہیں ہوں گے اور یہ کہ مجھے فکر کرنے کی کوئی ضرورت نہیں... لیکن وہ اب تک یہاں نہیں پہنچے ... اب دروازے پر نہ جانے کون ہے۔''

''آپ فکر نہ کریں... جو کوئی بھی ہے ... ہم دیکھ لیں گے۔''

یہ کہہ کر محمود نے دروازے پر آ گیا اور بولا:

''کون؟''

''یہ میں ہوں۔'' ان کی بیگم کی آواز سنائی دی۔

''یہ...یہ تو بیگم ہیں... وہ میرے لیے بہت پریشان ہیں... جب سے میں یہاں آیا ہوں... کئی بار دستک دے چکی ہیں... لیکن

میں نے احتیاط کے پیش نظر دروازہ نہیں کھولا۔''

''آپ نے اچھا کیا... لیکن اب ہم یہاں موجود ہیں... دروازہ کھولنے میں کوئی خطرہ نہیں۔''

''لیکن ابھی یہاں انسپکٹر صاحب نہیں آئے۔''

''فکر نہ کریں۔'' محمود نے کہا اور دروازہ کھول دیا۔ ساتھ ہی بیگم ڈابا کی بھنائی ہوئی آواز سنائی دی۔

''ڈابا صاحب ...یہ کس قدر حیرت اور افسوس کی بات ہے... کہ آپ نے آج میرے لیے بھی دروازہ نہیں کھولا۔''

''ایسا احتیاط کے طور پر کیا گیا ہے ... آپ خیال نہ کریں۔'' فرزان ڈابا نے کہا۔

''اللہ کا شکر ہے... میں آپ کو زندہ سلامت دیکھ رہی ہوں... کیا اب تک معلوم نہیں ہوسکا ... آخر وہ شخص ہے کون؟''

''ان حضرات کو ہی کچھ معلوم ہوگا... آپ دوسرے کمرے میں آرام کریں ... یہ لوگ میرے ساتھ ہیں۔''

''اچھی بات ہے... شکریہ!''

وہ چلی گئیں تو انہوں نے پھر دروازہ بند کر لیا۔ پھر آہستہ آہستہ وقت گزرتا چلا گیا ... وہاں کوئی نہ آیا ... آخر جب صبح ہونے لگی،

www.bookspk.net

تب فرزان ڈابا کی آواز ابھری :

'' ہمارا پروگرام ناکام رہا ... مجرم جال میں نہیں آئے ... لیکن اب ہم انہیں دوسرے طریقے سے پکڑیں گے ۔''

'' کک ... کیا مطلب ... ابا جان !یہ آپ ہیں۔'' محمود ، فاروق اور فرزانہ بڑی طرح اچھلے ۔

'' ہاں! اور مجرموں نے بھی میری چال بھانپ لی ... غالباً جاسو سمجھ گیا کہ میں اسے کس طرح پکڑنا چاہتا ہوں... لیکن اب تم دیکھو گے ۔'' انسپکٹر جمشید یہاں تک کہہ کر رک گئے ۔

'' جی ہم دیکھیں گے ... کیا دیکھیں گے ۔'' فاروق نے فوراً پوچھا۔

'' بھئی سمجھا کرو ... دیواروں کے بھی کان ہوتے ہیں۔''

'' جی اچھا ۔'' فاروق نے کہا۔

☆☆☆

پھر وہ وہاں سے گھر چلے آئے ۔ بیگم جمشید ان کے چہروں کی طرف دیکھ کر مسکرا دیں:

'' آپ کس بات پر مسکرائیں۔''

'' رات کی ناکامی پر ۔''

'' آپ کو کیسے معلوم ہوا ۔'' فرزانہ نے حیران ہو کر کہا ۔

''چہروں پر لکھا ہے سب کے ۔'' انہوں نے پھر مسکرا کر کہا۔

'' ٹھیک سمجھیں بیگم ۔''

''کوئی بات نہیں ... ایسا بھی ہوتا ہے۔'' وہ بولیں۔

'' ہاں! یہ بھی ہے۔'' انہوں نے سر ہلا دیے ۔

'' خیر کوئی بات نہیں ... اب ہم مجرم کے لیے نیا جال بچھائیں گے ۔''

اچانک انہیں کوئی خیال آیا... انہوں نے اکرام کے نمبر ڈائل کیے :

'' ہاں اکرام ... رات کی کیا رپورٹ ہے ۔''

'' کوئی آیا نہ گیا ... مکمل سناٹا رہا ۔''

'' اس کا مطلب ہے... مجرم ہماری چال کو بھانپ گیا تھا... غالباً وہ ہمیں اچھی طرح جانتا ہے ...''

''اصل مسئلہ جاسو کا ہے سر... وہ میدان میں نہیں آرہا ... مکمل طور پر چھپ گیا ہے ... لیکن اس نے قتل کا معاوضہ لیا ہے ...''

'' ہوسکتا ہے ... خطرہ دیکھ کر اس نے معاوضہ واپس کر دیا ہو ... فرزان ڈابا کے دشمن سے کہہ دیا ہو ... وہ یہ کام نہیں کر سکتا ...

www.bookspk.net

کیونکہ اس کے گرد جال پوری طرح تیار ہے اور وہ پھنس جائے گا۔''

''ضرور ایسا ہی ہے سر۔''

''خیر ... تم نگرانی جاری رکھو ... ہم آج فرزان ڈابا سے ملاقات کریں گے ... ضرور کوئی ایسی بات ہے ... جس کا ہمیں علم نہیں ... یا پھر فرزان ڈابا کچھ چھپا رہا ہے... اب ہم انہیں اچھی طرح کریدیں گے۔''

''بہت بہتر ... میرے ماتحت خفیہ ٹھکانا نمبرایک کی بھی نگرانی کریں گے۔''

''بالکل ٹھیک... خفیہ فورس کے ارکان صرف عمارت تک رہیں گے اور وہاں سے کہیں اور جانا پڑے تو تم حرکت میں آؤ گے۔''

''ٹھیک ہے۔''

☆☆☆

پھر شام کی چائے کے بعد وہ خفیہ ٹھکانا نمبر ایک پر پہنچ گئے... انچارج نے ان کا استقبال کیا:

''کوئی خبر۔''

''کوئی خبر نہیں سر۔''

''ڈابا صاحب کا کیا حال ہے۔''

''وہ پوری طرح پرسکون ہیں... یہاں آکر تو گویا ان کی گھبراہٹ بالکل ختم ہوگئی ہے۔''

''انہوں نے کسی کو فون تو نہیں کیا۔''

''ہم نے خود ہی انہیں روک دیا تھا... احتیاط کا تقاضا یہی تھا کہ وہ کسی کو فون نہ کریں۔''

''ہوں... ٹھیک ہے۔''

اب وہ اندر آئے... فرزان ڈابا ان سے گرم جوشی سے ملے، پھر انہوں نے کہا:

''کہیے ... میرا دشمن پکڑا گیا یا نہیں۔''

''ابھی نہیں... وہ بہت محتاط ہوگیا ہے... ڈابا صاحب... کیا آپ اب بھی اپنا کوئی خیال ظاہر نہیں کر سکتے... آپ کا دشمن کون ہوسکتا ہے ... شتاور لکھوی ... ریاض ٹوڈی ... یا پھر کوئی اور۔''

''کم ازکم میں شتاور لکھوی کے بارے میں تو یہی کہوں گا کہ وہ میری موت کا خواہش مند نہیں ہوسکتا ... ہاں ریاض ٹوڈی کے بارے میں سوچا جاسکتا ہے۔''

''لیکن کیسے ... آپ کی موت کی صورت میں کیا شتاور لکھوی ہوٹل کا کام سنبھالے نہیں رہیں گے ...''

www.bookspk.net

اس لمحے فرزان ڈابا نے شدید الجھن محسوس کی ... یہ الجھن ان کی پیشانی پر ابھرنے والی گہری لکیروں سے صاف ظاہر ہوگئی تھی... چند لمحے تک وہ کچھ نہ کہہ سکے ... آخر بولے:

'' اس طرف میرا دھیان نہیں گیا ... واقعی... اگر وہ میری زندگی میں ہوٹل کا کام چلا سکتے ہیں تو میری موت کے بعد کیوں نہیں چلا سکیں گے...بالکل چلا سکیں گے ۔''

'' تب تو پھر ریاض ٹوڈی کو آپ کی موت سے کوئی فائدہ نہیں پہنچے گا... اور یہ بات وہ بھی اچھی طرح جانتے ہوں گے... آخر وہ بھی اپنا ہوٹل چلا رہے ہیں۔''

'' ہاں! یہی بات ہے ۔'' وہ بولے۔

'' تب تو پھر ہمیں مجرم کے طور پر ریاض ٹوڈی کا نام الگ کرنا پڑے گا اور اس کے بعد ہمارے پاس رہ جاتے ہیں... شتاور لکھوی ... آخر وہ مجرم کیوں نہیں ہو سکتے ۔''

'' بس مجھے ان پر حد درجے اعتماد ہے ۔''

'' لیکن ایسی مثالیں سامنے آئی ہیں... جن پر حد درجے اعتماد ہوتا ہے... وہ بھی دھوکا دے جاتے ہیں۔''

'' ہوں ... خیر آپ اس کے نام پر غور کرلیں ... میں منع نہیں

کرتا ... پسند کریں تو ان سے پوچھ گچھ بھی کر لیں ۔''

'' اچھا ایک بات بتائیں ...فرزانہ بتا رہی تھی کہ جوشی بیگم آپ کی دوسری بیوی ہیں؟'' انسپکٹر جمشید نے پوچھا۔

'' جی ہاں! بالکل ۔'' فرزان ڈابا نے کہا۔

'' آپ نے دوسری شادی کب کی۔''

'' یہی کوئی تین سال ہوئے ہوں گے ۔'' فرزان ڈابا نے جواب دیا۔

'' عادت وغیرہ کی کیسی ہیں آپ کی دوسری بیوی ... میرا مطلب ہے کبھی ان سے کوئی لڑائی جھگڑا ہوا ہو ... یا کوئی اور ایسی ہی صورتحال ہو۔'' انسپکٹر جمشید نے پوچھا۔

'' اوہ ...تو آپ ان پر بھی شک کر رہے ہیں ...لیکن میں نہیں سمجھتا کہ ایسا ہو سکتا ہے ... وہ بہت ہی اچھی اور نفیس خاتون ہیں اور مجھ سے تو دور کی بات وہ اپنی سوتیلی بیٹی یعنی کنول پر بھی کبھی غصہ نہیں ہوئیں۔کنول بھی ان سے بہت خوش رہتی ہے۔'' فرزان ڈابا نے جلدی جلدی کہا۔

'' اچھا خیر وہ ہم دیکھ لیں گے ... آپ یہ بتائیں کہ ان کے کوئی عزیز رشتے دار وغیرہ ہیں۔'' انسپکٹر جمشید نے پھر پوچھا۔

www.bookspk.net

''جی نہیں ... جس وقت میری شادی ہوئی یہ اپنی والدہ کے ساتھ رہتی تھیں بعد میں ان کا بھی انتقال ہوگیا ... اور یہ تنہا رہ گئیں۔'' فرزان ڈابا نے جواب دیا۔

''آپ کی پہلی بیگم کا انتقال کیسے ہوا تھا۔''

''ارے ... آپ تو بہت دور تک کی سوچ رہے ہیں ... جب کہ میں سمجھتا ہوں کہ ایسی کوئی بات نہیں۔'' فرزان ڈابا نے اس بار جھنجھلا کر کہا۔

''اگر آپ ہمارے ساتھ تعاون کریں گے تو یہ ہماری تفتیش مین مددگار ثابت ہوگا۔'' انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

''وہ بہت بیمار تھیں اور اسی بیماری میں ان کا انتقال ہو گیا۔'' فرزان ڈابا نے ٹھنڈی آہ بھری۔

''چلیں بہرحال ... اس وقت لگ رہا ہے کہ مجرم بہت چالاک ہے ... مگر بکرے کی ماں آخر کب تک خیر منائے گی ... ہم جلد یا بدیر اسے گرفتار کر ہی لیں گے۔ابھی تو ہم گھر چلتے ہیں آپ یہاں آرام کریں جیسے ہی کوئی پیش رفت ہوئی ہم آپ کو آگاہ کریں گے ... آؤ بھئی چلیں۔'' یہ کہہ کر انسپکٹر جمشید اٹھ کھڑے ہوئے۔

اور پھر وہ گھر آگئے ...

دو دن خاموشی سے گزرے کوئی پیش رفت نہ ہوسکی اور پھر تیسرے دن شام کے وقت وہ لوگ چائے کی میز پر موجود تھے کہ اچانک انسپکٹر جمشید کے موبائل کی گھنٹی بج اٹھی۔

☆☆☆☆☆

www.bookspk.net

دو نام

فون آن کر کے انہوں نے کان سے لگایا اور پھر دوسری طرف کی بات سنتے ہی مسکرا دیئے ... اور بولے:

'' ہاں اکرام ! مجھے اندازہ تھا کہ رپورٹ یہی آئے گی ... یعنی اب مجرم ہمارے سامنے آگیا ہے بس اسے گرفتار کرنا باقی ہے چلو ... پھر جیسا میں نے تم کو بتایا تھا ویسے ہی لوگوں کو لے کر وہاں پہنچو میں فرزان ڈابا کو لے کر آتا ہوں۔''

'' کیا خیال ہے اباجان ... انکل خان رحمان اور پروفیسر انکل کو بھی نہ بلا لیا جائے۔'' فاروق نے کہا۔

'' ہاں ان دونوں کو بھی فون کر دیتا ہوں خان رحمان پروفیسر داؤد کو لے کر وہیں پہنچ جائیں گے۔'' انسپکٹر جمشید بولے۔

وہ وہاں سے سیدھے خفیہ عمارت پر آئے ... فرزان ڈابا اندر حد درجے اداس بیٹھے تھے ... انہیں دیکھ کر چونک اٹھے :

'' آپ ... آپ آگئے ... آخر یہ معاملہ کب ختم ہوگا ... میں کب تک ان کے خوف سے یہاں چھپا رہوں گا۔''

'' اب آپ کو چھپے رہنے کی کوئی ضرورت نہیں ... ہم آج اس کیس کو نمٹا رہے ہیں۔''

'' کیا مطلب ؟'' وہ اور زور سے چونکے۔

'' جی ہاں ! آپ کو آپ کے گھر لے جا رہے ہیں۔''

'' کک... کیا مطلب ... کیا قاتل گرفتار ہو گیا ہے ۔''

'' نہیں... قاتل ابھی تک آزاد ہے اور اس خیال میں مگن ہے کہ ہم اسے نہیں پکڑ سکتے اور یہ کہ وہ آپ کو ایک نہ ایک دن ضرور ختم کر دے گا۔''

'' تب پھر ... آپ مجھے وہاں کیوں لے جا رہے ہیں ۔'' وہ گھبرا گئے۔

'' معاملے پر سے پردہ اٹھا رہے ہیں نا... مجرم کو قانون کے حوالے کر کے اپنے گھر کا رخ کریں گے۔''

'' اوہ اچھا ... وہ ... وہ کون ہے ۔''

انسپکٹر جمشید بھرپور انداز میں مسکرا دیئے ، پھر بولے :

'' گھر چلیے ... آپ کو معلوم ہو جائے گا ۔''

www.bookspk.net

انہوں نے انہیں گاڑی میں بٹھایا اور لے چلے... ساتھ ہی انہوں نے شتاور لکھوی کے نمبر ملائے... سلسلہ ملنے پر بولے :

"شتاور لکھوی صاحب ... انسپکٹر جمشید بات کر رہا ہوں... آپ فوری طور پر فرزان ڈابا کے گھر آجائیں۔"

"جج... جج... وہ کیوں۔" دوسری طرف سے بوکھلا کر کہا گیا۔

"ہوٹل کے باہر میرے ماتحت اکرام موجود ہیں... آپ ان کی گاڑی میں بیٹھ کر آئیں۔"

"وہ کیوں ... میں اپنی گاڑی میں کیوں نہ آؤں۔"

"نہیں ... آپ میرے ماتحت کے ساتھ ہی آئیں ... بہتر یہی ہے۔" یہ کہہ کر انہوں نے فون بند کر دیا۔

"تت... تو کیا ... وہاں انکل پہلے ہی پہنچے ہوئے ہیں۔"

"ہاں! بلکہ محمد حسین آزاد وغیرہ ریاض ٹوڈی کو لینے کے لیے ہوٹل ابنان پہنچ چکے ہیں۔"

"اوہ اچھا ... لگتا ہے ... آپ نے اپنا جال چاروں طرف پھیلا دیا ہے۔" فاروق بولا۔

"تم یہ کہہ سکتے ہو۔" وہ مسکرائے ...

پھر ریاض ٹوڈی کے نمبر ملائے۔ ان کی آواز سن کر وہ بولے :

"ریاض صاحب ... انسپکٹر جمشید بات کر رہا ہوں ... آپ کو فوری طور پر فرزان ڈابا کے ہاں پہنچنا ہے۔"

"وہ کیوں ..." کافی اکھڑے ہوئے انداز میں کہا گیا۔

"آپ کی وہاں ضرورت ہے ... ایک بہت اہم انکشاف ہوگا وہاں... وہ شخص سامنے لایا جائے گا ... جو فرزان ڈابا کو قتل کرنے کے لیے بڑی طرح بے چین ہے۔"

"اوہ ... آپ کا مطلب ہے ... وہ ... وہ میں ہوں۔"

"میں نے یہ نہیں کہا..." ان کا لہجہ خشک تھا۔

"اچھی بات ہے، میں آجاتا ہوں۔"

"باہر پولیس کی گاڑی موجود ہے... آپ اس میں بیٹھ کر آجائیں۔"

"یہ کیوں ... کیا میں خود کو مجرم خیال کرلوں۔"

"آپ کی حفاظت کے لیے ایسا کیا جا رہا ہے۔"

"ہوں خیر ... مجھے کوئی پروا نہیں۔"

"شکریہ!"

یہ کہہ کر انہوں نے فون بند کردیا ... جلد ہی وہ فرزان ڈابا کی کوٹھی پہنچ گئے ... چوکیدار نے فرزان ڈابا کو دیکھا تو جلدی سے ان کی

www.bookspk.net

طرف آیا: ''آپ ... آپ آگئے مالک۔''

''ہاں ... میں آگیا ہوں اور میرے ساتھ یہ حضرات بھی ہیں ... ان کے لیے ڈرائنگ روم کا دروازہ کھول دو۔''

''جی اچھا۔''

تھوڑی دیر بعد وہ ڈرائنگ روم میں بیٹھے تھے ... بیگم ڈابا بھی وہیں آگئی تھیں ... وہ کافی پریشان تھیں ... انہوں نے یہ کہہ کر اپنی پریشانی کا اظہار کیا:

''میں آپ کے لیے بہت فکر مند تھی ... کیا اب خطرہ ٹل گیا ہے۔''

''جی نہیں ... خطرہ سر پر موجود ہے۔''

''ارے باپ رے ... تب پھر آپ انہیں یہاں کیوں لائے۔''

''خطرے کا مقابلہ تو اب کرنا ہوگا ... ورنہ اس طرح کب تک چلے گا...''

''میں سمجھی نہیں۔''

''ہم لوگ آج ان شاء اللہ ڈابا صاحب کے دشمن کو گرفتار کر رہے ہیں۔''

''اوہو اچھا ... بڑی زبردست خبر ہے ... اگر ایسا ہو جائے تو

اور ہمیں کیا چاہیے۔''

''بس آپ فکر نہ کریں... آج یہ جھگڑا ختم ہو جائے گا۔''

''بہت اچھی بات ہے۔'' انہوں نے خوش ہو کر کہا۔

پھر وہاں شتارو لکھوی اکرام کے ساتھ پہنچ گئے۔ اس کے چند منٹ بعد ریاض ٹوڈی محمد حسین آزاد کے ساتھ آگئے... اب سب کی نظریں انسپکٹر جمشید پر جم گئیں... آخر انہوں نے کہا:

''کیا خیال ہے فرزان صاحب ... انسپکٹر گرامی بھی آجاتے تو اچھا تھا... آخر وہ آپ کے دوست ہیں۔''

''اوہ ... انسپکٹر گرامی ... میں ابھی فون کر کے بلا لیتا ہوں۔''

''اور ڈاکٹر سبارو کو بھی ... ایک آدھ بات ان سے بھی پوچھنے کی ضرورت پیش آسکتی ہے اور ملازمین کو بھی۔''

''اچھی بات ہے۔'' فرزان ڈابا نے کہا اور انہیں فون کرنے لگے... آخر فون بند کرتے ہوئے انہوں نے کہا:

''یہ حضرات بھی آرہے ہیں۔''

پھر پہلے ملازم اور ڈاکٹر سبارو اندر داخل ہوئے۔ اس کے پندرہ منٹ بعد انسپکٹر گرامی بھی آگئے ...

انسپکٹر گرامی نے اندر داخل ہوتے ہوئے حیران ہو کر کہا:

www.bookspk.net

"یہاں تو بہت لوگ جمع ہیں ... خیر تو ہے۔"

"ان حضرات کا کوئی پروگرام ہے ..." بیگم فرزان ڈابا نے حیرت کے عالم میں کہا۔

"کیا معاملہ ہے ... یہاں اتنے بہت سے لوگ کیوں جمع ہیں اور مجھے کس سلسلے میں بلایا گیا ہے۔" انسپکٹر گرامی بولے۔

"آج ہم اس معاملے کو ختم کر رہے ہیں۔" انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"کک ... کون سے معاملے کو۔"

"فرزان ڈابا صاحب کے قتل والے معاملے کو ... ہم نے جان لیا ہے ... وہ کون ہے ... جو انہیں ہلاک کرنا چاہتا ہے۔"

"کیا !!!" وہ چلا اٹھے۔

"جی ہاں! بالکل یہی بات ہے ... آپ تشریف رکھیے ... ہمیں بس آپ ہی کا انتظار تھا۔"

"لیکن میرا اس معاملے سے کیا تعلق بھلا۔"

"آپ فرزان ڈابا کے دوست تو ہیں نا ... یہاں آپ کا آنا جانا تو ہے نا ... جب بھی کوئی مسئلہ پیش آتا ہے ... ڈابا صاحب آپ کو ضرور بلاتے ہیں ... یہاں تک کہ ہوٹل فرزان میں جب سانپوں کا

پروگرام ہوا ... تو وہاں بھی آپ کو بلایا گیا تھا۔"

"اس کی وجہ ہے۔" انسپکٹر گرامی جلدی سے بولے۔

"چلیے آپ وجہ بھی بتا دیں۔"

"ہاں! کیوں نہیں ... وجہ یہ ہے کہ ہم آپس میں دوست ہیں۔" انہوں نے کہا۔

"یہ جان کر خوشی ہوئی ... اب میں بات شروع کروں گا۔"

"ہاں! کیوں نہیں۔" فرزان ڈابا بولے۔

"اچھا تو پھر سنیے ... بعض باتیں تو آپ کو معلوم ہی ہیں ... ان کے بتانے کی تو ضرورت نہیں ... کوئی شخص ہے ... جو فرزان ڈابا کی موت چاہتا ہے ... اس نے اس کام کے لیے کرائے کے ایک قاتل کو کوئی بڑی رقم ادا کی ہے ... اب چونکہ وہ کرائے کا قاتل ہے ... لہٰذا اس شخص نے کرایے کے قاتل کی تصاویر لینے کا انتظام کیا تھا ... تاکہ اس کے خلاف اس کے پاس کوئی ثبوت ہو ... اور وہ اسے بلیک میل نہ کر سکے ... یہ کام اس نے ایک شخص بلو گاڈی سے لیا ... بلو گاڈی ہمارے اصل مجرم کا دوست ہوگا یا جس طرح اس نے کرائیے کے قاتل کو گانٹھا، اسی طرح اس شخص نے بلو گاڈی سے سودا کیا ہوگا۔

مختصر یہ کہ محمود اور فاروق کو یہ بات معلوم ہو گئی۔ یہ سیدھے

www.bookspk.net

فرزان ڈابا کے پاس پہنچ گئے... انہوں نے صورت حال بتائی ... تو انہوں نے فوراً انسپکٹر گرامی کو بلا لیا ... کیونکہ اس وقت انہوں نے ان دونوں کو کوئی فراڈ خیال کیا تھا ... انسپکٹر گرامی نے انہیں بتایا کہ یہ تو انسپکٹر جمشید کے بچے ہیں... تب کہیں جا کر انہوں نے اپنے لیے خوف محسوس کیا ...میری بیٹی فرزانہ ڈابا کی بیٹی کی دوست ہے اور یہ اس وقت لان میں تھی ... جب تفصیل بتا دی تو ان دونوں نے فرزانہ کو بھی اندر بلا لیا ... فرزانہ کے ساتھ ڈابا صاحب کی صاحبزادی بھی آ گئیں ...تفصیل سن کر یہ مارے خوف کے چلائیں تو بیگم ڈابا کمرے میں آ گئیں ... جب انہوں نے سنا کہ کوئی ان کے شوہر کو قتل کرنا چاہتا ہے تو وہ مارے خوف کے گر گئیں۔ انہیں اپنا بلڈ پریشر ہائی ہوتا محسوس ہوا تو انہوں نے بلڈ پریشر کی گولی کھالی ... تاکہ بے ہوشی سے بچ جائیں ... اور بلڈ پریشر مزید ہائی نہ ہو جائے... ظاہر ہے ... ڈاکٹر سبارو ان کے فیملی ڈاکٹر ہیں ، انہوں نے حفاظتی نقطہ نظر سے گولیاں دی ہوں گی ... کہ کوئی ایسا لمحہ آجائے تو یہ فوراً گولی کھالیں... یہی بات ہے نا بیگم صاحبہ ...''

''بالکل یہی بات ہے۔'' انہوں نے فوراً کہا۔

''خیر... اس کے بعد ہم لوگوں نے یہ کوشش شروع کردی کہ

مجرم تک پہنچ جائیں تاکہ فرزان ڈابا صاحب اس کا شکار نہ ہو جائیں... ان کے کمرے سے آتش دان پر رکھا بھا لو ملا ... اس میں ایک چھوٹا سا بم تھا... لیکن وہ بم اس کمرے کو اڑانے کے لیے کافی تھا ... اب معاملہ بہت سنگین ہو گیا تھا... وہاں ہمیں ہوٹل فرزان بھی جانا پڑا ... کیونکہ یہ خیال بہت وزنی تھا کہ ہوٹل کا انتظام شتاور لکھوی صاحب کے ہاتھوں میں ہے ... اور اگر فرزان ڈابا صاحب کا کانٹا نکل جائے تو پھر گویا سارے ہوٹل کے مالک شتاور لکھوی بن جائیں گے۔''

''یہ غلط ہے ...میں کیونکر بن سکتا ہوں ہوٹل کا مالک ... جب کہ بیگم صاحبہ موجود ہیں۔'' شتاور لکھوی نے چلا کر کہا ... اس کا چہرہ غصے سے تن گیا تھا۔

''ایک خیال یہ تھا کہ ان کے ہوٹل کے مقابلے کا ہوٹل، ہوٹل ابنان ہے... کاروباری رقابت کی وجہ سے ہوسکتا ہے ، ریاض ٹوڈی صاحب انہیں راستے سے ہٹانے پر تل گئے ہوں۔''

''غلط ... بالکل غلط ... ہماری تو آپس میں ایسی کوئی رقابت نہیں ... آپ ڈابا صاحب سے پوچھ لیں۔''

''میں اس وقت امکانات پر بات کر رہا ہوں۔'' انسپکٹر جمشید کا لہجہ کافی خشک تھا۔

www.bookspk.net

''خیر... آپ بات کریں۔'' ریاض ٹوڈی نے منہ بنایا۔

'' ہوٹل فرزان میں جب سانپوں کا پروگرام دکھایا جا رہا تھا تو ماسٹر کالیا سے قاتل نے سودا طے کر لیا تھا ... یہ سودا اس نے کس طرح طے کیا ... آیا براہ راست یا کسی ذریعے ... ابھی یہ بات راز میں ہے ... لیکن بہرحال ... وہاں ہونا یہ تھا کہ ماسٹر کالیا اڑنے والا سانپ فرزان ڈابا کی طرف چھوڑتا ... اور ادھر قاتل کو خود ماسٹر کالیا پر فائر کرنا تھا ... تاکہ ماسٹر کالیا کسی کو نہ بتا سکے کہ یہ سودا اس سے کس نے کیا تھا ... قاتل اس وقت خود ہوٹل کے اسٹور میں موجود تھا... اسٹور کی دیوار میں اس نے سوراخ کر رکھا تھا... اور ہوٹل کی طرف دیوار کے پینٹ کے رنگ کا کاغذ لگا رکھا تھا ... اس نے پستول کی نال سوراخ سے نکال کر فائر کر دیا ... پستول بے آواز تھا ... ادھر ماسٹر کالیا نے جو سانپ چھوڑا تھا ... اسے میں نے پستول کا نشانہ بنا ڈالا، ورنہ ڈابا صاحب تو گئے تھے کام سے۔''

'' لیکن جناب ! یہ کیسے ممکن ہے ... سانپ تو کسی کو بھی کاٹ سکتا تھا ... یہ کیا ضروری تھا کہ وہ ڈابا صاحب کو ہی کاٹتا۔'' انسپکٹر گرامی نے حیران ہو کر کہا۔

'' وہ خاص قسم کا سانپ ایک خاص قسم کی خوشبو کا دیوانہ تھا ،

جیسے بعض چرند پرند اور پروانے خاص پھولوں پر منڈلاتے ہیں... وہ خوشبو ڈابا صاحب کے کپڑوں پر ان کے گھر کے ملازم نے لگائی تھی ... ہم اس سے پوچھ گچھ کر چکے ہیں اور وہ اس بات کا اقرار کر چکا ہے۔''

'' کیا !!!'' فرزان ڈابا چلائے۔

'' ہاں جناب! لیکن آپ کا استری کرنے والا ملازم مجرم نہیں ہے ، آپ نے تین خوشبوئیں خرید کر دے رکھی ہیں ... وہیں اس روز اسے چوتھی نئی شیشی نظر آئی تھی ... اس نے خیال کیا آپ اپنے لیے نئی شیشی لائے ہیں... اور آج پروگرام میں یہ خوشبو لگوانا چاہتے ہیں۔''

'' نئی شیشی ... لیکن میں نے تو کوئی نئی شیشی خرید کر وہاں نہیں رکھی ...'' ڈابا نے حیران ہو کر کہا۔

'' جی ہاں! بس اس کیس میں یہ بات بہت دلچسپ ہے۔''

'' کیا مطلب ؟''

'' کوئی شخص یہ بات ماننے کو تیار نہیں کہ خوشبو کی شیشی اس نے اندر رکھی ہے... اور اسی طرح بھالو کے بارے میں سب یہی کہتے ہیں کہ اس نے اندر آتش دان پر نہیں رکھا تھا ... لیکن یہ دونوں چیزیں بہرحال اندر رکھی گئی ہیں ... اور مجرم کا ان سے گہرا تعلق ہے ... میں

www.bookspk.net

نے اس پہلو پر جب غور کیا تو آخر ایک بات سمجھ آئی۔''

''اور وہ کیا ؟'' کئی آوازیں ابھریں۔

'' یہ کہ مجرم کے ساتھ گھر کا کوئی آدمی ملا ہوا ہے... مجرم نے بھالو اسے دیا تو اس نے وہ آتش دان پر رکھ دیا ... اسی طرح خوشبو کی شیشی اس نے گھر کے اس فرد کو دی تو اس نے وہ باقی شیشیوں کے ساتھ رکھ دی ۔ اب یہ ان کی خوش قسمتی ہے کہ بم سے بھی بچ گئے اور سانپ سے بھی ... ادھر ہمیں ہوٹل کے سٹور سے جوتوں کے نشانات ملے تھے... بالکل وہی نشانات ایک کھنڈر سے ملے ... وہاں بلو گاڈی رہتا تھا ... قاتل نے اسے وہیں ختم کیا ... وہاں بھی وہ اپنے جوتوں کے نشانات چھوڑ گیا ... ہم نے ان نشانات کا جائزہ لیا ... اس بات کا جائزہ لیا کہ بم گھر میں کس نے رکھا ... خوشبو کی شیشی کس نے رکھی ... اور آخر ہم نے جان لیا کہ یہ سب کچھ کون کر رہا ہے۔'' یہاں تک کہہ کر وہ خاموش ہو گئے۔

'' تو پھر بتایئے نا ... کون کر رہا ہے ... آپ رک کیوں گئے۔''

'' اس لیے کہ مجھے ایک بات اور یاد آگئی ... بلو گاڈی نے مرتے وقت منہ سے قاتل کا نام لینا چاہا تھا ... اسے بس یہ کہنے کی

مہلت مل سکی ... شش ... سس ... اس نامکمل لفظ سے وہ کیا نام لینا چاہتا تھا ... ہمارے پاس دو نام ہیں... شتاور لکھوی ... اور۔''

'' نن ... نہیں۔'' مارے خوف کے شتاور لکھوی کے منہ سے نکلا۔

☆☆☆☆☆

www.bookspk.net

مجرم

اس کے منہ سے خوف کی وجہ سے نن ... نہیں نکلتے سن کر وہ رک گئے... اور اس کی طرف حیران ہوکر دیکھنے لگے:

''نن ... نہیں ... میرا اس جرم سے کوئی تعلق نہیں ... مجھے ہوٹل سے ایک معقول تنخواہ مل رہی ہے ... مجھے ایسا کرنے کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں۔'' اس نے غصے کے عالم میں کہا۔

'' ہمارے پاس دوسرا نام ...'' انسپکٹر جمشید کہتے کہتے رک گئے ... انہوں نے حاضرین پر ایک نظر ڈالی :

'' کہیے کہیے رک کیوں گئے ... بتایئے... دوسرا نام کون سا ہے جس پر مجرم ہونے کا گمان کیا جاسکتا ہے۔'' انسپکٹر گرامی نے جلدی سے کہا ... شاید سب لوگ بڑ ی طرح چین تھے ... اور کسی سے انتظار نہیں ہو رہا تھا ... آخر انہوں نے کہا :

'' اور دوسرا نام ہے ڈاکٹر سبارو کا۔''

'' لو ... اور سنو۔'' ڈاکٹر سبارو نے جھلا کر کہا۔

'' ان کا بھلا اس جرم سے کیا تعلق ... فرزان ڈابا کو ختم کر کے یہ کیا فائدہ اٹھا سکتے تھے بھلا۔'' انسپکٹر گرامی نے منہ بنایا۔

'' آپ یہ بات مجھ سے نہ پوچھیں۔'' انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

'' کیا مطلب ... تو پھر کس سے پوچھوں۔''

'' پوچھنے کی ضرورت بھی کیا ہے ... آپ ڈاکٹر صاحب کے چہرے کی طرف کیوں نہیں دیکھ لیتے۔''

اب تو سب کی نظریں ڈاکٹر سبارو کے چہرے پر جم گئیں... وہاں ایک رنگ آرہا تھا تو دوسرا جا رہا تھا :

'' رنگ تو ان کا واقعی بدل گیا ہے ... لیکن ... کیوں۔''

شتاور لکھوی نے حیران ہو کر کہا۔

'' آپ انہی سے کیوں نہیں پوچھ لیتے۔''

'' کیوں ڈاکٹر صاحب ... آپ نے سنا ... انسپکٹر جمشید کیا کہہ رہے ہیں۔''

'' کیا کہہ رہے ہیں۔'' انہوں نے کھوئے کھوئے انداز میں کہا۔

'' ان کا کہنا ہے... فرزان ڈابا کو آپ قتل کرنا چاہتے تھے۔''

'' میں ... حیران ہوں ... انسپکٹر صاحب اس نتیجے پر کس طرح

www.bookspk.net

پہنچ گئے اور ان کے پاس اس بات کا کیا ثبوت ہے۔'' وہ بولے۔

'' اوہ ہاں واقعی ... بغیر ثبوت کے مجھے بات نہیں کرنی چاہیے ... جیسا کہ میں بیان کر چکا ہوں ... ہمیں دو جگہ سے قاتل کے جوتوں کے نشانات ملے ہیں ... میں ڈاکٹر صاحب سے درخواست کروں گا کہ وہ اپنے جوتوں کے نشان دے دیں۔''

'' کمال کرتے ہو جمشید ... اگر یہ مجرم ہیں تو انہوں نے وہ جوتے کیوں پہنے ہوئے ہوں گے ... ان کو تو انہوں نے پہلی فرصت میں اتار دیا ہوگا۔'' خان رحمان بولے۔

'' یہی تو مشکل ہے۔'' وہ مسکرائے۔

www.bookspk.net

'' اب اس میں مشکل کہاں سے آ کودی جمشید۔'' پروفیسر داؤد نے بُرا سا منہ بنایا۔

'' آپ بھی کمال کرتے ہیں انکل! مشکل تو کہیں سے بھی آ کود سکتی ہے۔'' فاروق مسکرایا۔

'' دھت تیرے کی ... اڑ گئی ٹانگ۔''

'' ان باتوں میں بس یہی بات تو بری ہے ... جب دیکھو ٹانگ اڑا بیٹھتی ہیں۔'' فاروق نے منہ بنایا۔

'' توبہ ہے تم سے۔'' فرزانہ جھلا اٹھی۔

'' تم دیکھ رہے ہو خان رحمان۔''

'' ہاں! عینک لگا تو رکھی ہے۔'' خان رحمان نے فوراً کہا۔

'' اچھا بابا ... رنگ جاؤ سب ان کے رنگ میں۔'' انسپکٹر جمشید نے تلملا کر کہا۔

'' یہ آپ کن باتوں میں الجھ گئے۔'' ریاض ٹوڈی بھنا گیا۔

'' سنیے! میرے پاس ثبوت ہے ...''

'' ارے تو پیش کریں نا۔''

'' پہلے یہ جوتوں کے نشانات تو دیں نا۔''

'' ضرور لے لیں۔'' اس نے بے فکری کے انداز میں کہا۔

ان کے جوتوں کے نشانات لیے گئے ... ان دو جگہوں سے ملنے والے نشانات کو ان سے ملایا گیا ... وہ بالکل مختلف تھے:

'' ارے باپ رے ... یہ نشانات تو ان سے نہیں ملتے۔''

'' ہاہاہا۔'' ڈاکٹر ہنسا۔

'' چھوڑیئے انسپکٹر جمشید ... یہ آپ نے ثبوت پیش کیا ہے۔'' شتارو لکھوی نے بُرا سا منہ بنایا۔

'' کیا کیا جائے مجبوری ہے ... لے دے کر بس یہی ثبوت تھا۔'' انسپکٹر جمشید بے چارگی کے عالم میں بولے۔

''حد ہوگئی، یہ انھوں نے ثبوت پیش کیا ہے... بلاوجہ اتنے لوگوں کو جمع کیا... ہم نے تو ان کا بہت نام سنا تھا۔'' شتاور لکھوی نے جھلائے ہوئے انداز میں کہا۔

'' بس اب میں کیا کہوں ... ویسے آپ لوگ اجازت دیں تو میرے پاس ڈاکٹر صاحب کے خلاف ایک ٹوٹا پھوٹا سا ثبوت اور ہے۔''

''چلیے ! پھر آپ اپنا ٹوٹا پھوٹا سا ثبوت بھی پیش کر دیں۔'' ریاض ٹوڈی نے برا سا منہ بنایا۔

'' پہلی ملاقات کے موقعے پر جب فرزان ڈابا صاحب کو میرے بچوں نے بتایا کہ ان کے ساتھ کیا ہوا ہے اور یہ کہ انھیں کوئی قتل کروانا چاہتا ہے اور پھر ان کی بیٹی اور فرزانہ کمرے میں آگئیں ... اور باتوں کی آواز سن کر بیگم ڈابا بھی کمرے میں آگئی تھیں اور بری خبر سنتے ہی انھوں نے ہائی بلڈ پریشر کی گولی کھائی تھی، تاکہ بلڈ پریشر اپنی انتہا کو نہ پہنچ جائے اور وہ اس لیے کہ انھیں ڈابا صاحب سے بہت محبت ہے ... ان کی محبت کا اظہار اس طرح ہوتا تھا کہ ذرا کوئی بات سن لیتی تھیں تو ان کا بلڈ پریشر ہائی ہوجاتا تھا... سو انھیں فوراً گولی کھانی پڑتی تھی ... اور یہ گولیاں انھیں ڈاکٹر سبارو نے دے رکھی تھیں

... یہی بات ہے نا بیگم صاحبہ۔'' یہاں تک کہہ کر انسپکٹر جمشید خاموش ہوگئے۔

'' ہاں! یہی بات ہے۔'' انھوں نے جلدی سے کہا۔

'' اسی لیے جب آپ اندر آئیں اور آپ نے خبر سنی تو آپ نے گولی کھالی ... ساتھ ہی آپ گر گئی تھیں ... گولی کا ریپر بعد میں اس جگہ سے ملا تھا جہاں آپ گری تھیں ... یہی بات ہے نا۔''

'' جی ہاں!'' وہ بولیں۔

'' اور یہ ہے اس گولی کا ریپر ... آپ اسے پہچانتی ہیں نا۔''

''ہاں!'' وہ بولیں۔ آواز بہت دور سے آتی محسوس ہوئی۔

'' اس کے ساتھ کی گولیاں اس وقت بھی آپ کے پرس میں موجود ہیں۔''

'' ہاں! یہی بات ہے۔''

اب انسپکٹر جمشید نے سب پر ایک نظر ڈالی۔ سب کے سب شدید حیرت زدہ نظر آرہے تھے۔ ایسے میں اچانک انسپکٹر جمشید نے کہا:

'' لیکن ... یہ گولی۔'' وہ کہتے کہتے رک گئے ... انداز خالص ڈرامائی تھا۔

'' لیکن یہ گولی کیا، آپ بات کرتے کرتے رک کیوں گئے۔''

www.bookspk.net

مارے بے چینی کے فرزان ڈابا نے کہا۔

'' لیکن یہ گولی ہائی بلڈ پریشر کی نہیں ہے۔''

'' کیا مطلب... تو پھر کس کی ہے۔'' فرزان ڈابا چلائے۔

'' لو بلڈ پریشر کی ... یہ گولی تو ان لوگوں کو دی جاتی ہے... جن کا بلڈ پریشر اچانک لو ہوجاتا ہے... اس وقت یہ گولی کھائی جاتی ہے ... تاکہ بلڈ پریشر معمول پر آجائے... اب اگر کوئی صحت مند آدمی اس گولی کو کھالے تو کیا ہوگا ... اس کا خون کا دباؤ یعنی بلڈ پریشر بہت بڑھ جائے گا ... اور یہی بیگم صاحبہ فرزان ڈابا صاحب پر ظاہر کرتی رہی ہیں ... کہ انھیں ان سے اتنی محبت ہے کہ جونہی ان کے بارے میں کوئی بات سنتی ہیں ... ان کا بی پی ہائی ہوجاتا ہے... حالانکہ یہ اس گولی کے ذریعے بی پی ہائی کرتی تھیں ... اس وقت بھی انھوں نے یہی کیا تھا ... مطلب یہ کہ اس کیس کے مجرم دو ہیں ... ایک نہیں ... آپ ان دونوں کے چہروں کو دیکھ لیں ... میری بات آئینے کی طرح درست نظر آئے گی۔''

'' لیکن اباجان ان دونوں نے آخر ایسا کیوں کیا ... ایسی کیا بات ہے کہ یہ اپنے ہی شوہر کے خلاف ڈاکٹر سبارو سے مل گئیں ؟''

'' ہاں! یہ ایک اور افسوس ناک بات ہے کہ یہ ڈاکٹر سبارو

دراصل بیگم ڈابا کے ....بھائی ہیں ... سگے بھائی۔'' انسپکٹر جمشید کے منہ سے یہ جملہ نکلا تو یوں لگا گویا کوئی بم پھٹ گیا ہو ...

سب ایک ساتھ چیخے۔ ''کیا!!!!''

مگر ڈاکٹر سبارو اور بیگم ڈابا خاموش رہے۔

'' آخر آپ کے پاس کیا ثبوت ہے ان سب باتوں کا ... آپ ہم پر الزام پر الزام لگائے چلے جارہے ہیں ... اور آپ بھی خاموش بیٹھے سب سن رہے ہیں ... آپ بتائیں کیا میں ایسی کسی سازش میں شامل ہوسکتی ہوں؟'' کم سم بیٹھی بیگم ڈابا پھٹ پڑیں۔

انسپکٹر جمشید صرف مسکراتے رہے ... آخر بولے۔

'' ثبوت ہے میرے پاس اور ایسا ثبوت جسے کوئی جھٹلا نہیں سکے گا۔''

'' تو دکھائیں نا ثبوت ... ۔'' ڈاکٹر سبارو نے آواز بلند کرنے کی کوشش کی ... لیکن سب ہی اس کے لہجے کا کھوکھلا پن صاف محسوس کیا۔

'' ثبوت ہے ... آپ دونوں کی DNA ٹسٹ کی رپورٹ ... جس سے صاف ظاہر ہے کہ آپ دونوں سگے بہن بھائی ہیں۔''

'' جی نہیں ... آپ پھر جھوٹ بول رہے ہیں ...DNA ٹسٹ کے لیئے خون کے نمونے کی ضرورت ہوتی ہے اور میں نے ایسا کوئی

www.bookspk.net

نمونہ نہیں دیا۔'' بیگم ڈابا تنک کر بولیں۔

'' جی نہیں ... آپ کی معلومات میں اضافے کیلئے بتا دیتا ہوں کہ ...DNA ٹسٹ صرف خون کے نمونے سے نہیں بلکہ بالوں سے ، کھال کے ذرات سے یہاں تک کہ ناخن سے بھی کیا جاسکتا ہے ... ہاں یہ بات آپ کی ٹھیک ہے کہ نمونہ آپ نے نہیں دیا تھا ... مگر ہم نے لے لیا تھا ... دو دن پہلے کی بات ہے کہ فرزان ڈابا صاحب واپس آگئے تھے ... اور ایک رات انہوں نے گھر پر گزاری تھی ... مگر وہ فرزان ڈابا نہیں تھے بلکہ ان کے میک اپ میں، میں تھا ... اس دوران بیڈروم میں آپ کے ہیئر برش سے آپ کے بالوں کے نمونے لے گیا تھا ... جبکہ ڈاکٹر سبارو کے بالوں کینمو نے مجھے محمود، فاروق اور فرزانہ نے لے کر دیئے۔''

'' اوہ! تو اس روز تم نے اس لیے محمود فاروق اور فرزانہ سے ڈاکٹر سبارو کے بال منگوائے تھے۔'' پروفیسر داؤد بولے۔

'' جی بالکل پروفیسر صاحب۔'' انسپکٹر جمشید مسکرائے

'' مگر جمشید تمہیں ان پر کیسے شبہ ہوا اور کب؟'' خان رحمان نے پوچھا۔

''جب میں نے بیگم ڈابا کو دیکھا تو مجھے لگا کہ میں پہلے بھی

انہیں کہیں دیکھ چکا ہوں ... مگر یاد نہیں آرہا تھا کہ کہاں دیکھا ہے ... پھر مجھے کچھ یاد آیا کہ کسی اخبار میں ان کی تصویر دیکھی ہے ... فوراً انٹرنیٹ پر پرانے اخبارات کھنگالنے شروع کیے ... اور پھر مجھے چار سال پہلے کا وہ شمارہ مل گیا جس میں ملک کے مشرقی حصے کی پولیس نے جوشی یعنی بیگم ڈابا کیلئے '' ہوشیار خبردار'' قسم کا ایک اشتہار شائع کروایا تھا۔ یہ دونوں بہن بھائی اس سے پہلے بھی اس طرح کی واردات مشرقی حصے کے ایک دوسرے شہر میں کر چکے ہیں ... وہاں بھی انہوں نے اسی طرح ایک دولت مند سے، جس کی پہلی بیوی فوت ہو چکی تھی، شادی کی اور کچھ دنوں بعد سانپ کے ڈسنے سے ان کی موت واقع ہو گئی ... پھر میں نے مزید تحقیقات کروائیں تو پتہ چلا کہ اس سے پہلے بھی تین یا چار شہروں میں ایسی وارداتیں ہوچکی ہیں اسی لئے میں ان کا DNA ٹسٹ کروایا اور جب رپورٹ سامنے آئی تو میں سمجھ گیا کہ کیا کھیل کھیلا جا رہا ہے۔'' انسپکٹر جمشید نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

سب کی نظریں ان دونوں پر جم گئیں ... لیکن ان کے چہروں پر تاریکی ہی تاریکی تھی ...

فرزان ڈابا خونخوار نظروں سے اپنی بیگم کو گھور رہے تھے ... ان کے چہرے پر دکھ ، پچھتاوے اور غصے کے ملے جلے سائے بکھرے

www.bookspk.net

ہوئے تھے ... بیگم ڈابا کی نظریں فرش پر گڑی ہوئی تھیں ... اب ان پر فرزان ڈابا کو قتل کرنے کی سازش کا ہی نہیں بلکہ قتل کے تین اور کیس چلنے تھے۔

''یہ کیا کیا آپ نے انسپکٹر جمشید ... میرا گھر اجاڑ دیا ...'' آخر فرزان ڈابا کے منہ سے بھرائی ہوئی آواز میں نکلا۔

''مجھے افسوس ہے ڈابا صاحب ... لیکن یہ بھی تو سوچئے کہ ہم نے آپ کر اور آپ کی بیٹی کو کتنے بڑے خطرے سے بچا لیا ... اگر یہ دونوں آپ کو راستے سے ہٹانے میں کامیاب ہوجاتے تو آپ سمجھ ہی سکتے ہیں کہ اس کے بعد یہ شونی کو بھی نہیں چھوڑتے ...''

فرزان ڈابا نے نظر بھر کر اپنی بیٹی کی طرف دیکھا ... اور ہاتھ کے اشارے سے اسے اپنے قریب بلا لیا ... شونی دوڑ کر آئی اور ان کے سینے سے لگ گئی ... پھر اس کے آنسو بہہ نکلے ... وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی ... کمرے کی فضا بوجھل ہوگئی۔

''اس کا مطلب ہے اباجان کہ وہ بھالو اور پرفیوم کی شیشی بھی بیگم صاحبہ نے ہی رکھی ہو گی اور پرفیوم کی شیشی غائب بھی انہوں نے ہی کی ہو گی۔'' محمود نے پوچھا۔

''بالکل ایسا ہی ہوا ہوگا۔'' انسپکٹر جمشید بولے۔

''لیکن یہ اس کمرے میں کیوں چلی آئیں ... جب انہیں علم تھا کہ بھالو میں بم ہے اور انہوں نے ہی بھالو وہاں رکھا تھا تو اس طرح تو انہیں بھی نقصان پہنچ سکتا تھا۔'' فاروق نے سوال پوچھا۔

''شاید تم یہ بھول رہے ہو کہ وہ ایک ریموٹ کنٹرول بم تھا ... تو اس کا ریموٹ کنٹرولر بھی ان کے پاس ہوگا ... اور ویسے بھی غالباً وہ بم متبادل انتظام کے طور پر وہاں رکھا گیا ہوگا ... کہ اگر فرزان ڈابا کو قتل کرنے کی ان کی ساری تدبیریں ناکام ہوجاتیں تو اس صورت میں بم کے ذریعے ڈابا صاحب کو مار دیا جاتا ... نہ صرف ڈابا کو بلکہ ان کی بیٹی کو بھی ...''

''یعنی خس کم جہاں پاک ...'' فاروق گنگنایا

''نہیں ... ابھی پوری طرح پاک نہیں ...'' فرزانہ مسکرائی۔

''کیا مطلب !!'' وہ چونکے۔

''جاسو ... جاسو ابھی باقی ہے، وہ ابھی گرفت میں نہیں آیا۔''

''لیکن اباجان ... جاسو کہاں گیا۔'' محمود نے پوچھا۔

''جاسو ابھی تک فرار ہے اور گرفت میں نہیں آیا ہے ... اطلاعات یہ ہیں کہ ہمارے اس کیس کو ہاتھ میں لینے کے بعد وہ شمالی سرحد پار کر کے پڑوسی ملک کی طرف فرار ہوگیا تھا ... معاملہ ٹھنڈا

www.bookspk.net

ہونے کے بعد خاموشی سے واپس آجائے گا ... مگر مجھے امید ہے کہ ہم جلد ہی اسے بھی گرفتار کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔''

''اس کا مطلب ہے ... کچھ عرصے کیلئے خس کم جہاں پاک۔'' فاروق نے اپنی بات دہرائی۔

''آخر تم اس محاورے کے پیچھے ہاتھ دھو کر کیوں پڑ گئے۔''

''تم ہی بتاؤ کس محاورے کے پیچھے ہاتھ دھو کر پڑوں ... ویسے ہاتھ دھو کر پیچھے پڑنے کی بھی تم نے ایک ہی کہی ... یہ بھی محاورہ ہے ... یعنی اوروں کو نصیحت آپ میاں فصیحت ...

''لو بھئی ... شروع ہوگئی محاوروں کی مہا بھارت۔'' خان رحمان بوکھلا گئے۔

''ارے ... آپ بھی اس آگ میں کود پڑے۔''

''نن نہیں ... میں تو ساحل پر کھڑے رہ کر موجوں کا نظارہ کرنے میں ہی خوش ہوں ...''

''یہ کیا ... آپ تو آسمان سے گر کر کھجور میں اٹک گئے انکل ! محاوروں سے بچے تو شعروں میں الجھ گئے ...''

''اوہ ارے ہائیں ... یہ اچانک آپ سب بے پر کی کیوں اڑانے لگے ...'' انسپکٹر جمشید ہڑبڑا کر بولے ...

پھر چونکے اور ان کے منہ سے نکلا: ''لاحول ولا قوۃ اللہ باللہ ... میں بھی تمھارے رنگ میں رنگ گیا ...''

''خربوزے کو دیکھ کر خربوزہ رنگ پکڑتا ہے جمشید ... تم کس کھیت کی مولی ہو ...'' پروفیسر داؤد بھلا کب پیچھے رہنے والے تھے۔

''ہائیں پروفیسر صاحب ... آپ تو ان سب سے بازی لے گئے ... ایک ہی سانس میں مجھے خربوزہ بھی کہہ دیا اور مولی بھی ...''

اور وہ ہنس پڑے ...

ان کی نوک جھونک جاری تھی اور ... کمرے میں موجود باقی لوگ حیرت سے منہ پھاڑے ان کی باتیں سن رہے تھے ...

سوائے جوشی اور ڈاکٹر سبارو کے ... ان کے دماغ کا فیوز تو پہلے ہی اڑ چکا تھا اور ساتھ ہی کانوں کا بھی ...

لیڈی پولیس کانسٹیبل جوشی کی طرف بڑھ رہی تھی اور اکرام، ڈاکٹر سبارو کی طرف ... فرزان ڈابا دونوں ہاتھوں سے اپنے سر کو تھامے بیٹھے تھے ... شاید وہ سوچ رہے تھے کہ اصلی اور زیادہ زہریلے سانپ وہ تھے جو ماسٹر کالیا لے کر آیا تھا ... یا پھر جوشی اور سبارو۔ جو نہ صرف زہریلے تھے بلکہ آستین کے بھی تھے۔

اور شونی ... وہ ایک بار پھر ماں کے سائے سے محروم ہوگئی تھی

www.bookspk.net

... بیگم ڈابا جیسی بھی تھیں اور جو بھی تھیں ... اس نے تو انہیں ماں کا ہی درجہ دیا تھا۔

گھر جاتے ہوئے محمود، فاروق، فرزانہ بالکل خاموش تھے۔

☆☆☆☆☆

آئندہ ناول کی ایک جھلک

قاتل کا شکار

اشتیاق احمد

- اس ناول میں شروع سے آخر تک ایک منصوبے پر عمل کیا گیا ہے۔
- منصوبہ مجرم نے ترتیب دیا تھا۔
- اور خود وہ دور کھڑا مسکرا رہا تھا۔ آپ کے کرداروں پر۔
- اس کا خیال تھا، انسپکٹر جمشید اور اس کے بچے اس کی گرد کو بھی نہیں پا سکیں گے اور وہ قانون کی گرفت سے محفوظ رہے گا۔
- اور شروع سے آخر تک اس کی طرف کسی کا دھیان گیا بھی نہیں۔
- اس پر شک تک نہیں کیا گیا۔
- تو پھر، وہ کس طرح گرفت میں آیا۔ ایک حیرت انگیز موڑ۔
- نیشنل پارک میں محمود اور فاروق کو بیل نظر آ گیا تھا۔

www.bookspk.net

- فاروق اس بیل سے خوف زدہ ہو گیا۔
- آپ جانتے ہی ہیں، بیل کا اور اس کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔
- ایک خوف زدہ نوجوان کی کہانی۔ جو آپ کو چکرا کر رکھ دے گی۔
- وہ سیٹھ قاسم اوکلے کی کوٹھی میں داخل ہوئے تو دھک سے رہ گئے۔ وہاں ان کے لیے حیرت کے سامان موجود تھے۔
- ایک خاتون کی انسپکٹر جمشید کے گھر میں اچانک آمد۔ وہ اسے دیکھ کر دھک سے رہ گئے۔
- محمود، فاروق اور فرزانہ ایک سرخ کار کا تعاقب کرتے ہیں۔ یہ تعاقب انھیں کہاں لے گیا۔ آپ کو مسکرانا پڑے گا۔
- خان رحمان اور پروفیسر داؤد بھی ان کا ساتھ دے رہے ہیں۔
- ایک ایسا ناول جو آپ کو مدتوں یاد رہے گا۔

براہِ راست منگوانے کا پتہ

اٹلانٹس پبلیکیشنز
A-36 ایسٹرن اسٹوڈیوز کمپاؤنڈ، B-16 سائٹ، کراچی
0300-2472238, 32578273, 34268800
e-mail: atlantis@cyber.net.pk
www.inspector-jamshed-series.com

www.bookspk.net

Liberty Books
YOUR COMPLETE BOOKSTORE
محمود، فاروق، فرزانہ اور انسپکٹر جمشید سیریز

میری کہانی

مصنف: **اشتیاق احمد**

اِنسپکٹر جمشید، اِنسپکٹر کامران مِرزا اور شوکی سیریز
کے 800 ناولوں کے جانے پہچانے مُصنّف
کی مُفصّل خود نوشت سوانح حیات

... پہلی بار...!!

اشتیاق احمد کی اپنی کہانی۔

بچپن سے بلکہ ماں کی گود سے آج تک کی کہانی۔

جی ہاں! ایک بار پھر شائع ہوگئی ہے اشتیاق احمد کی اپنی کہانی۔

لیکن پہلے اس نام سے شائع ہونے والی کتاب صرف
100 صفحات کی تھی۔ اور وہ اشتیاق احمد کی زندگی کے تمام حالات پر نہیں تھی۔

یہ کتاب فاروق احمد نے ان سے فرمائش کر کے لکھوائی... یہ
کہہ کر کہ اپنی زندگی کے تمام حالات پوری تفصیل سے لکھیے۔

اس قدر دلچسپ اور حیرت انگیز کہانی جو ناولوں کی دلچسپی کو پیچھے چھوڑ گئی۔

انسپکٹر جمشید، انسپکٹر کامران مرزا اور شوکی برادرز کے ناولوں
کے رسیا لوگوں کے لیے ان کرداروں پر لکھنے والے کی اپنی
کہانی... یہ تمام کردار کیسے شروع ہوئے اور کب شروع ہوئے۔
ان کرداروں کا شروع کیسا تھا اور ان کا آج کیسا ہے۔

مقبولیت کے ریکارڈ قائم کرتی دستاویز۔

آلو چھولے بیچنے والا، 66 روپے کی ملازمت کرنے والا
800 ناولوں کا ملک گیر شہرت یافتہ مصنف کیسے بنا۔

پل پل کی داستان... اس کی زندگی میں کیسے کیسے اتار چڑھاؤ آئے...
کیسی کیسی اونچ نیچ آئی اور دنیا نے اسے کیسے کیسے گھاؤ لگائے۔

میری کہانی

530 صفحات، سفید کاغذ، مجلّد، دیدہ زیب گرد پوش کے ساتھ،

قیمت 980 روپے صرف

براہِ راست منگوانے کا پتہ

A-36 ایسٹرن اسٹوڈیوز کمپاؤنڈ، B-16 سائٹ، کراچی
0300-2472238, 32578273, 34268800
e-mail: atlantis@cyber.net.pk
www.inspector-jamshed-series.com

اٹلانٹس پبلکیشنز

www.bookspk.net

Liberty Books
YOUR COMPLETE BOOKSTORE

Mahmood, Farooq, Farzana aur Inspector Jamshed Series

ISHTIAQ AHMED'S

PACKET KA RAAZ

now in Urdish

Urdu Spy fiction transformed into Roman Script ...

www.bookspk.net

لاش کا قتل

اشتیاق احمد

☆ ایک گھر جہاں قتل کی فضا تیار تھی...

☆ قاتل اپنا جال بچھا چکا تھا ...اس جال میں اس نے سب کو الجھا دیا۔

☆ عین اس روز خان رحمان کو اغوا کر لیا گیا... حامد، سرور اور ناز بھی اغوا...

☆ خان رحمان کی رہائی کے بدلے جیل سے ایک اہم قیدی کو رہا کروایا گیا...

☆ کمرۂ واردات سے ایک جیبی کنگھا اور ایک چیپ سٹک ملے ...

☆ اس کنگھے میں ایک ننھا سا بال پھنسا ہوا تھا ...

☆ ایک شخص کے جسم سے خنجر کے گہرے زخم لگنے کے باوجود خون نہیں نکلا ...

☆ محمود نے پورے بریک لگائے۔ عین اس لمحے اگلی کار سے ایک فائر ہوا تھا

☆ میز پر لکھنے کا ایک گتہ اور قلم بھی تھا... ایک کاغذ پر اشعار لکھے ہوئے تھے۔

☆ جب انسپکٹر جمشید نے فاروق سے نہیں...اس کے فرشتوں سے ایک سوال کیا۔

☆ پورا تو نہیں...لیکن یہ ناول آپ کو آدھا جاسوس تو بنا ہی ڈالے گا۔

خاص نمبر 64

بادلوں کے اس پار

ایک ہزار صفحات پر مشتمل اشتیاق احمد کا ایک اور

تازہ ترین عظیم الشان خاص نمبر

اشتیاق احمد

انسپکٹر جمشید ٹیم، انسپکٹر کامران مرزا ٹیم اور شوکی برادرز

کی سنسنی خیز، ہنگامہ آراء اور خطرات سے بھرپور ایک بین الاقوامی مہم

شائع ہو گیا ہے

اٹلانٹس پبلکیشنز

A-36 ایسٹرن اسٹوڈیوز کمپاؤنڈ، B-16 سائٹ، کراچی

0300-2472238, 32578273, 34268800

e-mail: atlantis@cyber.net.pk

www.inspector-jamshed-series.com

گذشتہ ناول کی ایک جھلک

انجانی طاقت

مصنف: اشتیاق احمد

محمود، فاروق، فرزانہ اور انسپکٹر جمشید کے کارنامے

☆ حماد حسن کی مشکل بہت پراسرار تھی۔

☆ ہر شخص ... ہر کارخانے دار ... اسے ملازمت دینے کے لیے فوراً تیار ہو جاتا تھا،

☆ لیکن دوسرے دن جب وہ ملازمت پر جاتا تو اسے فوراً ملازمت سے نکال دیا جاتا۔

☆ اور کوئی بھی نکالنے کی وجہ بتانے کے لیے تیار نہیں تھا۔

☆ اس حالات میں اس کی ملاقات آخر انسپکٹر جمشید سے ہو گئی۔

☆ انہوں نے اس کی کہانی سن کر کہا، یہ کیا مشکل ہے ... ابھی اس کا حل نکل جاتا ہے۔

☆ انہوں نے نوجوان کو خان رحمان کے پاس بھیج دیا۔

☆ خان رحمان نے فوراً اسے ملازم رکھ لیا ... اور دوسرے دن کام پر آجانے کے لیے کہہ دیا۔

☆ دوسرے دن جب حماد حسن کام پر پہنچا۔ خان رحمان نے بھی اسے فوراً ملازمت سے نکال دیا۔

☆ انسپکٹر جمشید وغیرہ کو جب یہ خبر ملی تو مارے حیرت کے ان کی سٹی گم ہو گئی۔

☆ انہوں نے خان رحمان سے ملاقات کی ... اور وجہ پوچھی ...

☆ اس پر انہوں نے کہا ... جمشید! وجہ مجھے خود معلوم نہیں۔

☆ ایک انجانی طاقت اس سارے کھیل کے پیچھے کام کر رہی تھی ...

☆ وہ طاقت کیا تھی ... آپ کی حیرت ہر لمحے بڑھتی چلی جائے گی۔

☆ انسپکٹر جمشید کو ایک شخص کی تلاش تھی۔

☆ وہ شخص انہیں ایک پاگل خانے میں ملا، لیکن کس حالت میں۔

☆ سسپنس سے لبریز ایک ناول۔

www.bookspk.net

علی عمران کی واپسی

اشتیاق احمد کے معرکۃ آلارا قلم سے ابن صفی کے لافانی کردار کو تیس سال بعد دوبارہ زندہ کیے جانے کے سلسلے کی پہلی کڑی

علی عمران کی واپسی

ابن صفی کے اس لافانی کردار پر اگر کوئی قلم اٹھانے کا اہل ہے تو صرف اشتیاق احمد.... عمران کے کردار سے اگر کوئی ابن صفی کے بعد انصاف کرسکتا ہے تو صرف اشتیاق احمد.... ہمارے بے حد اصرار کے بعد اشتیاق احمد بالآخر عمران سیریز لکھنے کے لئے راضی ہوگئے اور جو پہلے ناول انہوں نے لکھا اس کا نام انہوں نے رکھا خوف کا جال....لیکن بعد ازاں یہ نام تبدیل کر کے نیا نام رکھا گیا یعنی

علی عمران کی واپسی

یہ ناول انشاءاللہ بہت جلد آپ کے ہاتھوں میں ہوگا۔

www.bookspk.net

Mahmood, Farooq, Farzana and Inspector Jamshed Series

Saanp Sazish

سانپ سازش

Car me bethte hue us ki shirt pocket se aik paper gir gya

... Farooq ne usay awaz di lekin wo car start ker ke ja chuka tha ...

Farzan Daba fivestar hotel ka chairman tha ... Kaun tha jo usay qatal kerna chahta tha ...

Aik saanp jo khushbu per hamla kerta tha ... Aur phir us saanp ne teer ki tarah aik aadmi per hamla kiya ...

Saanp sazish ka scriptwriter jub be-nuqab hua to un ke hosh ur gaye ...

Kia wo bhi saanp tha jo insani roop me un ke saamne aya ... Insan ko saanp bante dekh ker aap khauf se kaanp uthen ge ...

www.bookspk.net

Title Design - Asha Farooq

ISBN 978-969-601-104-0

9 789696 011040

A-36 ایسٹرن اسٹوڈیوز کمپاؤنڈ، B-16 سائٹ، کراچی
0300-2472238, 32578273, 34268800
Email: atlantis@cyber.net.pk
www.inspector-jamshed-series.com

اٹلانٹس پبلکیشنز